خطیبانہ انداز میں منفرد تفسیر

خطبات

www.KitaboSunnat.com

سورۃ یٰسٓ

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

حامد اکیڈمی وزیرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

خطیبانہ انداز میں
منفرد تفسیر

خطبات سورۃ یٰسٓ

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

حامد اکیڈمی
محلہ کشمیر ثانی
وزیر آباد

www.KitaboSunnat.com
" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	خطبات سورہ یٰسین
تصنیف	
سن طباعت	فروری 2005
تعداد	1100
کمپوزنگ	علی گرافکس
مطبع	عرفان افضل پریس
قیمت:	-/150 روپے

www.KitaboSunnat.com

ملنے کے پتے

جامعہ توحیدیہ اہلحدیث	محلہ کڑہ مائی وزیر آباد
آصف بک ڈپو	مین بازار۔ وزیر آباد
مدینہ کتاب گھر	اردو بازار گوجرانوالہ
مکتبہ نعمانیہ	اردو بازار گوجرانوالہ
مکتبہ قدوسیہ	اردو بازار لاہور
نعمانی کتب خانہ	اردو بازار لاہور
اسلامی اکیڈمی	اردو بازار لاہور۔ فون: 7357587
مکتبہ سلفیہ	شیش محل روڈ لاہور
مکتبہ اسلامیہ	قوتوالی روڈ، امین پور بازار فیصل آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

انتساب	۷
دربارِ الٰہی میں دعا	۸
عرض مؤلف	۹
سرودِ دل کی صدا	۱۱
۱۔ تعارف اور فضائل	**۱۷**
تعارف سورۂ یٰسین	۱۷
مضامین سورۂ یٰسین	۱۸
فضائل سورۂ یٰسین	۲۰
قرآن کا دل	۲۱
بخشش ہی بخشش	۲۴
برکات سورۂ یٰسین	۲۵
نبی اکرم ﷺ کی خواہش	۲۷
قریب المرگ پر یٰسین	۲۸
سورۂ یٰسین کے نام	۳۱
یٰسین کا معنی	۳۳
آنحضرت کی قیادت	۳۶
تاثیر سورۂ یٰسین	۳۸
۲۔ قرآن اور رسالت محمدیؐ	**۴۲**
حروف مقطعات	۴۳
حروف مقطعات کی وجہ	۴۴
آنحضرت ﷺ کی دلجوئی	۴۶
قرآن کی قسم	۴۷
قرآن سے بے رغبتی	۴۹
حکمت والا قرآن	۵۱
تاثیر قرآن حکیم	۵۳
ہماری بدنصیبی	۵۶
نام کے مسلمان	۵۷
قرآن سن کر رونا	۵۹
رسالت محمدی	۶۱
رسالت کی ابدیت و عالمگیریت	۶۳
۳۔ صراط مستقیم	**۶۵**
کفار کا اعتراض اور جواب	۶۵
صراط مستقیم کی دعا	۶۷
اللہ تعالیٰ سے مکالمہ	۶۹
مقتدی اور امام	۷۱
صراط مستقیم کی اہمیت	۷۲
صراط مستقیم کیا ہے؟	۷۴
اسلام اور صراط مستقیم	۷۵
تہتر فرقے	۷۷
مذہبی نسبتیں	۷۸
اصحاب الحدیث	۸۰
عبادت الٰہی اور صراط مستقیم	۸۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انبیاء کرام اور صراط مستقیم	۸۲
صحابہ اور صراط مستقیم	۸۴
صراط مستقیم کے بنیادی اصول	۸۶
توحید اور عبادت الٰہی	۸۶
اعتصام بحبل اللہ	۸۷
اتباع رسولؐ	۸۹
شیطان کا اعلان	۹۰
رحمان کا فرمان	۹۱
۴۔ کفار کی مثال آثار و اعمال	۹۳
قرآن نازل کرنے والا	۹۵
نزول قرآن کا مقصد	۹۵
ایک شبہ اور اس کا جواب	۹۷
ایمان نہیں لائیں گے	۹۸
گردنوں میں طوق	۹۹
شان نزول	۱۰۰
آگے پیچھے دیواریں	۱۰۲
کافر اندھے ہوگئے	۱۰۴
بے ایمان رہیں گے	۱۰۷
ایک اعتراض اور جواب	۱۰۸
ہدایت کے اسباب	۱۰۹
قرآن کی اتباع	۱۱۱
مردوں کا زندہ کرنا	۱۱۲
اعمال اور آثار	۱۱۴
نشانات قدم	۱۱۶
آثار کا ثواب	۱۱۸
۵۔ اصحاب القریہ	۱۲۱
ربط آیات	۱۲۲
بستی کا نام	۱۲۳
رسولوں کے نام	۱۲۵
واقعہ کی تفصیلات	۱۲۶
بستی والوں کا اعتراض	۱۲۸
بشریت اور رسالت	۱۲۹
قوم عاد کا اعتراض	۱۳۱
تمام رسولوں پر اعتراض	۱۳۳
رسولوں کا جواب	۱۳۴
شرف انسانیت	۱۳۶
مشرکین مکہ کا اعتراض	۱۳۸
اللہ تعالیٰ کا جواب	۱۳۹
قبول حق میں رکاوٹ	۱۴۱
انسانوں کے لیے انسان نبی	۱۴۲
رسولوں کا کام	۱۴۴
اہل بستی کی بدشگونی	۱۴۵
تم خود منحوس ہو	۱۴۶
بدشگونی کی حقیقت	۱۴۷
۶۔ صاحب یٰسین کی استقامت وشہادت	۱۴۹
ربط آیات	۱۵۱
صاحب یٰسین کا تعارف	۱۵۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حبیب کا تعجب	۱۵۳
بستی والوں کا فیصلہ	۱۵۴
دعوت اہل حدیث	۱۵۵
حبیب نجار کا کردار	۱۵۶
حبیب نجار کا نعرہ توحید	۱۵۸
حبیب نجار کی شہادت	۱۶۰
حضرت حبیب کو بشارت	۱۶۱
صاحب یٰسین کی مثال	۱۶۳
حبیب بن زید کی شہادت	۱۶۵
بستی والوں کی ہلاکت	۱۶۶
افسوس، ان بندوں پر	۱۶۷
مشرکین مکہ کو ڈانٹ	۱۷۰
۷۔ قدرت کی نشانیاں	**۱۷۲**
سورۂ یٰسین کے اہم موضوعات	۱۷۳
پہلی نشانی	۱۷۴
دوسری نشانی	۱۷۶
تیسری نشانی	۱۷۹
معبودان باطلہ کی بے بسی	۱۸۰
چوتھی نشانی	۱۸۱
پانچویں نشانی	۱۸۳
شب و روز کا انتظام	۱۸۶
چھٹی نشانی	۱۸۷
ایک اعتراض اور جواب	۱۹۰
آفتاب، دلیل توحید	۱۹۰
ساتویں نشانی	۱۹۳
آٹھویں نشانی	۱۹۵
کشتیاں پار کون لگاتا ہے؟	۱۹۷
۷۔ قیامت کا حادثہ	**۲۰۰**
ربط آیات	۲۰۱
عکرمہ بن ابی جہل کا قبول اسلام	۲۰۳
کفار کو نصیحت	۲۰۵
گنہگاروں کی تلاش	۲۰۷
کفار کی روگردانی	۲۰۷
سرمایہ دارانہ ذہنیت	۲۰۹
تم صریح گمراہ ہو	۲۱۰
تقسیم رزق کی حکمت	۲۱۱
قیامت کب آئے گی؟	۲۱۳
قیامت کی ہولناکی	۲۱۵
قیامت کو جھٹلانے والے	۲۱۶
سورج اور چاند کی حالت	۲۱۷
انسانوں کی حالت	۲۱۸
۹۔ میدان حشر و اہل جنت	**۲۲۰**
ربط آیات	۲۲۱
نفخہ ثانیہ	۲۲۳
ہائے افسوس!	۲۲۴
دربار الٰہی میں حاضری	۲۲۵
یہی حشر ہے	۲۲۷
اعمال کی جزا اور سزا	۲۲۹
رب ظلم نہیں کرتا	۲۳۰
اہل جنت کا مشغلہ	۲۳۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنتیوں کی بیویاں	۲۳۴
جنتی حوروں کا حسن و جمال	۲۳۷
جنت کے پھل اور میوے	۲۳۹
رب کا سلام	۲۴۱
دیدار الٰہی	۲۴۳
۱۰۔ مجرمین کی سزا	**۲۴۵**
گزشتہ خطبہ جمعہ میں	۲۴۶
الگ ہو جاؤ	۲۴۷
مجرمین کے فرقے	۲۴۸
مجرموں کی فریاد	۲۴۹
فریاد کا جواب	۲۵۱
شیطان کی اطاعت	۲۵۲
صراط مستقیم	۲۵۴
شیطان کا گمراہ کرنا	۲۵۵
جہنم کا وعدہ	۲۵۷
جہنم کا عذاب	۲۵۸
اعضاء کی گواہی	۲۶۳
نبی اکرمؐ کا ہنسنا	۲۶۵
اعضاء سے سوال و جواب	۲۶۶
اللہ تعالیٰ کی قدرت	۲۷۰
۱۱۔ دلائل توحید و آخرت	**۲۷۲**
سورۂ یٰسین کا خلاصہ	۲۷۴
بڑھاپا' دلیل آخرت	۲۷۵
بچپن' جوانی اور بڑھاپا	۲۷۶
انسانی جسم' نشان عبرت	۲۷۸
شاعری' نبی کے لائق نہیں	۲۸۰
کیا شعر کہنا جائز ہے؟	۲۸۲
شاعر دربار رسالت	۲۸۳
مدحت مصطفیٰ	۲۸۴
شعراء صحابہؓ	۲۸۶
قرآن اور اشعار	۲۸۷
نزول قرآن کا مقصد	۲۸۹
توحید کے مزید دلائل	۲۹۰
جانوروں کے فوائد	۲۹۲
شکر نہیں کرتے	۲۹۳
معبودان باطلہ	۲۹۴
نبی اکرمؐ کو تسلی	۲۹۷
۱۲۔ بعثت بعد الموت	**۲۹۹**
آخری آیات	۳۰۰
انسان کی پیدائش	۳۰۱
منکرین آخرت کا اعتراض	۳۰۵
بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنا	۳۰۶
تشریح آیات بزبان رسالت	۳۰۷
آخرت کا مذاق	۳۰۹
درختوں سے آگ	۳۱۱
آسمان و زمین کا خالق	۳۱۲
ارادہ الٰہی اور کلمہ کن	۳۱۳
کن سے مردہ زندہ	۳۱۴
وہ سبحان ہے	۳۱۶
سبحان اللہ۔ سبحان اللہ	۳۱۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتساب

قلب قرآن سورۂ یٰسین کی تشریح وتفسیر ''خطبات سورۂ یٰسین'' کو دربار الٰہی میں قبولیت کے لیے پیش کرتے ہوئے اس کا انتساب اپنے والد محترم حاجی نیک محمد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵ جولائی ۱۹۹۶ء) کے نام کرتا ہوں۔ جن کی مسلسل نگرانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے دینی تعلیم حاصل کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔

اللہ رب العالمین انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

(اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ الْفِرْدَوْسَ۔ اِلٰهَ الْحَقِّ آمِيْن))

عبدالستار حامد

۲۷/اگست ۱۹۹۶ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دربار الٰہی میں دعا

((رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا))

''اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں تو ہمارا مواخذہ نہ فرما۔''

○○○

((رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ))

''اے ہمارے پروردگار! ہم سے (یہ عمل) قبول فرما۔ بے شک تو ہی سب کچھ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔''

○○○

((رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ))

''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما۔ اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔''

آمین یا رب العالمین

○○○

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض مؤلّف

الحمدللہ' راقم نومبر ۱۹۸۲ء سے جامع مسجد توحید اہلحدیث وزیر آباد میں خطابت فرائض سرانجام دے رہا ہے اور تفسیری خطبات کا آغاز مارچ ۱۹۹۳ء میں قلب القرآن ''سورۂ یٰسین'' کی تشریح و توضیح سے کیا تھا۔ یعنی خطبات جمعہ میں اس عظیم بابرکت سورت کی مختصر تفسیر بیان کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس وقت یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ اس بابرکت سورت کے خطبات کو کتابی شکل دینے کی نوبت آئے گی۔ اس لیے خطبات کے اشارات کو محفوظ رکھنے کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے ''خطبات سورۂ یوسف اور خطبات سورۂ مریم'' کو مرتب کر کے کتابی صورت میں شائع کرنے کی توفیق' اسباب اور وسائل مہیا فرمائے اور ان خطبات کو بہت جلدی قبولیت عامہ عطا فرمائی اور ملک کے نامور' مشہور علماء' خطباء' اساتذہ اور احباب کی طرف سے ان تفسیری خطبات کو نہ صرف پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا بلکہ اس کام کو اسی نہج پر وسیع کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ تو میرے دل میں ''خطبات سورۂ یٰسین'' کو بھی ترتیب دینے کا خیال اور اشتیاق پیدا ہوا۔

چنانچہ اپنی علمی بے بضاعتی کے باوجود' محض رب کائنات کے سہارے اس بابرکت سورت کی توضیحات و تشریحات کو مرتب کرنا شروع کر دیا۔ اللہ وحدہٗ لاشریک کا بے انتہا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھ جیسی عاصی' عاجز اور کم فہم و کم علم کو ''خطبات سورۂ یٰسین'' مکمل کرنے کی توفیق و سعادت نصیب فرمائی ہے۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ

میں نے اس مہتم بالشان سورت کے خطبات کو اپنی بساط کے مطابق آسان' سادہ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہم بنانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے اور حسب سابق ہر بات با حوالہ درج کرنے کی سعی کی ہے تاہم انسان مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاِ وَالنِّسْيَانِ ہے۔ قارئین کرام کی آراء کو بصد شکریہ قبول کیا جائے گا۔ اور ان پر عمل کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔ انشاء اللہ

ناسپاسی ہوگی اگر میں رفیق مکرم جناب محمد اقبال انجم صاحب کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے میری گزارش کو قبول فرماتے ہوئے اپنی بے پناہ مصروفیات میں سے قیمتی وقت نکال کر ان خطبات کا اول سے آخر تک مطالعہ فرمانے کے بعد بڑا علمی اور ادبی پیش لفظ تحریر کرنے کی زحمت گوارا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم نصیب فرمائے۔ آمین

محترم حکیم محمد عتیق الرحمان صاحب کا بھی ممنوں ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی بڑی باریک بینی سے پروف ریڈنگ فرمائی اور مفید آراء سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس تعاون کا بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ آمین

میری قلبی دعا ہے کہ خالق کائنات میری اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے اور اسے میرے لیے آخرت کی نجات اور دیدار الٰہی کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

اے میرے اللہ!

ے مجھے اپنی پستی کی شرم ہے، تیری رفعتوں کا خیال ہے
مگر اپنے دل کو میں کیا کروں، اسے پھر بھی شوق وصال ہے

۲۰ مئی ۱۹۹۶ مطابق
۲/ محرم ۱۴۱۷ھ
بروز سوموار

عبدالستار حامد
لیکچرار اسلامیات گورنمنٹ ظفر علی خاں ڈگری کالج وزیر آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرودِ دل کی صدا

اے انسان کامل! مجھے قرآن حکیم کی قسم ہے کہ آپ رسولوں میں سے ہیں اور بلاشبہ آپ صراط مستقیم پر ہیں۔

یہ مختصر سی چار آیات قرآن پاک کے اعجاز کا شاہکار ہیں۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ کو کامل انسان ہونے کی خوشخبری دی گئی ہے۔ قرآن پاک کو علم و حکمت سے لبریز کتاب کا خطاب دیا گیا ہے۔ آپ کے رسول ہونے اور اس صراط مستقیم پر ہونے کی تصدیق کر دی گئی ہے جو سورۂ فاتحہ میں دعا کی صورت میں موجود ہے۔ گویا وہ۔ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ انعام یافتہ شخصیت آپ ہی ہیں جن کا راستہ صراط مستقیم ہے۔ حضور فخر موجودات ﷺ کی نبوت کا آغاز نزول قرآن پاک سے ہوا۔ گویا آپ کی نبوت اور قرآن حکیم دونوں لازم ملزوم ہیں۔ قرآن حکیم آپ کی نبوت پر گواہ ہے اور آپ قرآن حکیم کی صداقت کے شاہد ہیں۔ جس طرح آپ کی نبوت ایک معجزہ ہے اسی طرح قرآن حکیم بھی زندہ معجزہ ہے۔ قرآن کریم قوت بیان کا معجزہ ہے۔ رسول کریم ﷺ قوت تخلیق کا اعجاز ہیں۔ دوسرے انبیاء کے معجزے ان کی طبعی زندگی کے ساتھ ختم ہو گئے۔ لیکن معجزۂ قرآن قیامت تک آپ کے انسان کامل ہونے' آپ کے صراط مستقیم پر ہونے اور آپ کی نبوت و رسالت کے لازوال ہونے کی دلیل ہے۔

سورۂ یٰسین ترتیب نزول کے لحاظ سے قریباً ۴۱ ویں سورۂ پاک ہے اور یہ ایسے وقت میں نازل کی گئی جب مکہ کے کافر عبدود اور عبد یغوث یعنی خانوادۂ اصنام کے چشم و چراغ اپنی اجتماعی قوت سے آفتاب نبوت کو بجھانے کے شدت سے درپے تھے۔ جوں جوں یہ آوازِ حق اور صدائے ربانی' خداوندان باطل کو للکارتی چلی گئی۔ مکہ کا ماحول پر تشدد ہوتا چلا گیا۔ پیغمبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدا ﷺ کو مجنون، کاہن، دیوانہ اور شاعر کہنے والے سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور ابو طالب کی وفات کے بعد اتنے دلیر ہو چکے تھے کہ آپ کو صفحہ ہستی سے نابود کر دینا چاہتے تھے۔ انہوں نے عاد و ثمود کی طرح آپ ﷺ کی نبوت کو اللہ تعالیٰ کی زندہ نشانیوں کے ساتھ منسلک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کے پیش نظر جب ان کے مطالبوں کو نظر انداز کیا گیا تو ان ظالموں نے یہ من گھڑت توجیہ پیش کرتے ہوئے، حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت سے انکار کر دیا کہ ہماری طرح خورد و نوش کا محتاج اور بازاروں میں پھرنے والا بظاہر ایک عام سا انسان پیغمبر کیسے ہو سکتا ہے۔ کبھی نزول وحی میں تاخیر ہو جاتی ہے تو وہ شور مچا دیتے کہ تمہارا رب تمہیں چھوڑ گیا ہے۔ اب تو حالات اس نہج پر پہنچ چکے تھے کہ کفار نے بلا جھجک یہ کہنا شروع کر دیا کہ آپ پیغمبر ہی نہیں ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کا قلب اطہر اس پراپیگنڈے سے بہت آزردہ ہوتا۔ کیونکہ اس سے مقامی اور غیر مقامی لوگوں میں تبلیغ کے متاثر ہونے کا خطرہ تھا۔ ان حالات میں سورۂ یٰسین نازل کی گئی۔

قرآن حکیم، کائنات حسن اور جہان معنی ہے۔ یہ کتاب حکمت اور آیات لاریب کا ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ خدائے علیم و خبیر کا کلام بلیغ ہے جو جبرئیل امین کے ذریعے مخبر صادق جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے قلب منور پر نازل فرمایا گیا۔ جن کی زبان اقدس سے سن کر دنیا کے سب سے محترم، معزز اور آغوش رسالت کے پروردہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے ہر ایک گوشے کو آئندہ نسلوں تک پہنچانے کا وعدہ خداوندی کے مطابق اس طرح اہتمام کیا کہ آج منکرین و مخالفین بھی ان پر تحریف کا الزام نہیں رکھ سکے۔ اس وقت عربی زبان دنیا کی سب سے مکمل اور جامع زبان تھی۔ کوئی صاحب زبان بھی عرب اہل زبان کی ہمسری کا دعویٰ کرنے کے قابل نہیں تھا۔ کسی زبان کو شعراء کی صدیوں پر پھیلی ہوئی نسلوں نے اتنا مالا مال نہیں کیا جس قدر اہل حجاز کے ہر فرد و بشر نے عربی کی پرورش کی۔ اسکے باوجود محض عام عرب ہی نہیں بلکہ سبع معلقات کے خالق بھی کلام پاک کو چھپ چھپ کر سنتے اور سراہتے۔ لوگ قرآن مجید کے الفاظ کی نشست و برخاست، اعلیٰ تشبیہات اور اسکے محاورات و امثال کو سن کر ہی اس کے گرویدہ نہ ہوتے بلکہ اس کے ہمہ جہت انداز بیان۔ ہمہ اوصاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بصیرت۔ انسان کے اعلیٰ ترین ذہنی افق۔ مختلف قوموں کے سربرآوردہ اہل علم کے طویل اور گہرے غور و فکر اور صدیوں سے فطرت اور کائنات کے وسیع و عریض مطالعے اور مشاہدے سے بھی ماوراعلم و حکمت پر انگشت بدنداں رہ جاتے۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ قرآن حکیم خدائے علیم و بصیر کا کلام بلاغت اور زبانوں کے خالق کا ارفع ترجمان ہے۔

قرآن پاک کی ہر سورۂ پاک اپنے فضائل و مراتب کا ایک بحر بیکراں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سورۂ البقرہ اور سورۂ آل عمران دو سائے ہیں جو اپنے رفیق کیلئے باعث سفارش ہیں'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر چیز کا ایک کنگرہ ہوتا ہے سورۂ البقرۃ قرآن کا کنگورہ ہے اور اس میں آیۃ الکرسی تمام آیات قرآنی کی سردار ہے۔ اور ثواب کے لحاظ سے ربع قرآن ہے۔ سورۂ الرحمٰن کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہر چیز کی ایک عروس ہوا کرتی ہے۔ سورۂ الرحمٰن قرآن پاک کی عروس ہے۔' حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سورۂ اذاز لزلت الارض' نصف قرآن کے برابر ہے۔ آپ ہی کا ارشاد گرامی ہے کہ سورۂ قُلْ یَا اَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ بھی قرآن مجید کا ایک چوتھائی کے برابر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث پاک کے مطابق سورۂ اخلاص ثلث قرآن یعنی پورے قرآن کا تہائی ہے۔ اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ یٰسین کا نام قلب قرآن رکھا ہے انسان کا دل صرف ایک مضغہ گوشت ہی نہیں' رگوں میں دوڑنے پھرنے والے خون اور جسم میں پھیلی ہوئی شریانوں کا سنگم ہی نہیں بلکہ امر الٰہی یعنی روح کا پیکر احمر بھی ہے۔ اور خداوند کا مسکن ہونے کی وجہ سے عرش کا ٹکڑا بھی ہے۔ کائنات بھی ایک جسم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرور کائنات اس کی روح ہیں۔ اور جہاں روح قرار پاتی ہے وہ دل ہے۔ ''سورۂ یٰسین'' اسی لئے قرآن حکیم کا دل ہے کہ یہ روح کائنات کے مقام محمود کا آئینہ ہے۔ یوں تو پورا قرآن پاک آپ کے فضائل و مراتب کا اعلان ہے اور آپ کا مخاطب ہے لیکن ''سورۂ یٰسین'' میں خدا تعالیٰ نے آپ کو انسان کامل کے خطاب سے نوازا۔ آپ کے مقام و مرتبے کا تعین فرمایا اور پھر آپ کی راست فکری اور درستی اعمال کی تصدیق فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے عربوں کی عادت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے حقائق کو منوانے کیلئے اپنی ہی تخلیقات کی جابجا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسمیں کھائی ہیں والعصر کہہ کر زمانے کی قسم کھائی۔ کہ انسان خسارے میں ہے۔ کفار کو قرآن پاک کی حقیقت سے آگاہ کرنا چاہا تو فرمایا۔ وَالَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ۔ بڑھی ہوئی رات کی قسم۔ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ۔ طلوع ہوتی ہوئی صبح کی قسم۔ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ۔ یہ معزز رسول کا قول ہے۔ سورۂ بروج میں۔ وَالسَّمَاۗءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ۔ ستاروں والے آسمان کی قسم۔ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ۔ وعدے کے دن کی قسم۔ سورۂ فجر میں۔ وَالْفَجْرِ کہہ کر فجر کی قسم کھائی ہے۔ سورۂ الشّمس میں۔ وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا قسم ہے سورج اور اس کی روشنی کی۔ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا۔ اور چاند کی جب وہ اس کی پیروی کرتا ہے۔

اسی طرح جب تخلیق آدم کی فضیلت اور اہمیت کا ذکر آیا تو خدائے ارض و سماء نے۔ ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝﴾ یعنی چار مقدس انبیائے کرام کے جائے قیام کی قسم کھا کر فرمایا۔ ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ ہم نے انسان کو (جن فرشتوں اور جانوروں کی نسبت) اعلیٰ صورت میں پیدا فرمایا اسی طرح جب نادان انسانوں نے حضور ﷺ کی نبوت ورسالت میں شک پیدا کرنے کی کوشش کی تو خدائے بزرگ و برتر نے جس قرآن کو۔ ﴿لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ کہہ کر خالص اپنا کلام ثابت فرمایا۔ سورۂ یٰسین میں۔ ﴿وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ﴾ کہہ کہ اسی قرآن حکیم کی قسم کھائی جس طرح قرآن مجید ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہے اسی طرح۔ ﴿اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ آپ کی رسالت میں بھی کوئی شک نہیں آپ بھی سلکِ مرسلین کے مروارید ہیں۔

جناب مولانا حافظ عبدالستار حامد صاحب نے سورۂ مریم اور سورۂ یوسف جیسی بے مثال سورتوں کی تفسیر کے بعد قلب قرآن یعنی سورۂ یٰسین کی تفسیر پورے شرح صدر کے ساتھ کی ہے۔ آپ نے اس تفسیر میں اپنے بیان کی تمام رعنائیاں' اپنے وسعت علم کی تمام جولانیاں اور اپنے فکر ونظر کی تمام تابانیاں صرف کی ہیں۔ یہ سورۂ پاک پڑھ کر احساس ہوتا کہ خدا تعالیٰ نے تخلیق آدم سے لیکر حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت تک انسانوں کی رہنمائی کیلئے کیا کیا جتن نہیں کیے۔ انسانوں کو آتش دوزخ سے بچانے کے لئے کیا کیا طریقے اختیار نہیں کئے۔ کہیں خدا تعالیٰ ترغیب کے لئے جنت کے انعام واکرام کا تذکرہ فرماتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کہیں ترہیب کی خاطر آتش جہنم کی سوزناک سزاؤں کی تصویر کشی فرماتا ہے۔ کہیں روز قیامت مردوں کو زندہ کرنے کے لئے بنجر زمین کی روئیدگی کی مثال پیش کرتا ہے۔ کسی مقام پر اپنی قدرت وہیبت کے لئے فراخی افلاک پر سورج اور چاند کے سفر کی منزلوں کا ذکر ہے جن میں سرتابی کی مجال ہی نہیں۔ کہیں وہ انسانوں کی بے بسی پر حیرت کا اظہار فرماتا ہے۔ کہ ان کی تباہی کے لئے آسمانوں سے کوئی لشکر اتارنے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ تو ایک آواز سے ہی یوں بجھ جاتے ہیں جیسے چراغ ایک پھونک سے۔ حیرت ہوتی ہے کہ ایک باجبروت ذات اقدس جس کی شان وشوکت اور قوت کا یہ عالم ہے کہ۔ ﴿اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ جب وہ کسی چیز کو ارادہ کرتا ہے تو صرف یہ کہتا ہے کہ "ہوجا" تو وہ ہوجاتی ہے۔ وہ ذات' کمزور اور ناتواں انسانوں کو مثالیں دے دے کر' انعام کا لالچ دے دے کر راہ راست پر لانا چاہتی ہے اور انسان ہے کہ کبھی اپنے خالق کے وجود کا انکار کرتا ہے۔ کبھی اس کے معزز ومکرم رسولوں کی بے حرمتی کرتا ہے کبھی اس کی آیات کا مذاق اڑاتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب اختیار ہوتے ہوئے بھی اسے ڈھیل دیئے جاتا ہے۔ علامہ اقبال نے سچ کہا تھا۔

خدائی اہتمام خشک و تر ہے
خداوندا خدائی درد سر ہے

جناب حافظ عبدالستار حامد صاحب نے اپنے زور قلم سے ان تمام جبرتوں' عظمتوں اور جراٴتوں کو اس مربوط اور مشروح انداز میں بیان کیا ہے کہ پوری سورہ یٰسین ایک ہمہ رنگ داستاں کی طرح قلب وذہن پر نقش ہوجاتی ہے۔ پوری تفسیر پڑھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ مسلمان کیلئے اہل قرآن ہونا کافی نہیں بلکہ حامل قرآن ہونا ضروری ہے۔ قرآن پاک خوبصورت اوراق پر شائع کرکے ریشمی جزدانوں میں باندھ کر طاق نسیاں بنانے کیلئے نہیں بلکہ اس کے لفظ لفظ میں چھپی ہوئی حکمتوں' آیات میں جھلکتے ہوئے اسرار ورموز اور اسکے شرح وبسط میں پنہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت' اس کے انبیاء کی نیاز مندی اور انکے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانثاری پر غور وفکر کی ضرورت ہے۔ ہمارے علماء کرام نے حضور نبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ کی اس حدیث پاک کو تو حرز جاں بنالیا ہے کہ سورۂ یٰسین کو اپنے مرنے والوں پر پڑھا کرو لیکن ہم نے اس روشن پہلو کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا ہے کہ قرآن حکیم مردہ دلوں کو زندگی بخشنے آیا ہے۔ قرآن حکیم نے دنیا کی درماندہ اور پسماندہ قوم کو سپر پاور بنا ڈالا۔ علامہ اقبال نے بھی اسی پہلو کی طرف اشارہ کیا تھا کہ

ترا کارے بآیاتش جز ایں نیست
کہ از یٰسین او آساں بمیری

حافظ صاحب نے سورۂ یٰسین کے اسی حیات بخش پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ طویل تفسیر تحریر کی ہے۔ جو دل کو زندہ، نظر کو روشن، علم کو وسیع اور ذہن کو کشادہ کرتی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ نزول قرآن سے لیکر آج تک کے مسلمان مفسرین نے غور وفکر کی شاہراہ پر اپنے علم و حکمت کے جو چراغ روشن کئے ہیں ان میں سے ایک روشن قندیل کا اضافہ کیا ہے۔ بلکہ یہ ایک فانوس ہے جس میں موضوع کے اعتبار سے پورے قرآن میں پھیلی ہوئی روشنیاں یکجا کر دی گئی ہیں۔ اس تفسیر کو پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہر دھڑکن کے ساتھ پورے جسم کا خون دل میں جمع ہو جاتا ہے۔ یہ ایک نغمۂ الوہیت ہے۔ قرآن پاک کے بربط دل پر قلم کی مضراب سے چھیڑا ہوا سازِ طرب اور نالۂ حزین ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تفسیر کو پڑھنے، اس کی مباویات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور جناب حافظ عبدالستار حامد صاحب کی اس سعی جلیلہ پر آپ کو جزائے خیر عطاء کرے اور قرآن پاک پر مزید کام کرنے کی ہمت اور توفیق عطاء کرے۔ آمین۔

محمد اقبال انجم ...... گوجرانوالہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ: ۱

تعارف وفضائل

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○﴾
﴿یٰسٓ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ○ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ○ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ○﴾

''یاسینؔ! قسم ہے حکمت والے قرآن کی۔ بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔سیدھے راستے پر ہیں۔'' (سورہ یاسین: آیت نمبر ۱ تا ۴)

ہر قسم کی تعریف و تسبیح' تحمید و تمجید اور حمد و ثنا' خالق کائنات' اللہ احکم الحاکمین کیلئے ہے' جو وحدہٗ لاشریک اور ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ عالم الغیب' علیم بذات الصدور اور علاّم الغیوب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی' کبریائی اور عظمت کے اظہار و بیان کے بعد اَن گنت' لاتعداد' بے شمار اور بے حساب درود وسلام نبی اکرم' رسول معظم' پیغمبر عالم جناب محمد رسول اللہ کی ذات اقدس واطہر پر جن کی بعثت وتشریف آوری کی برکت سے ربّ ارض وسماء نے انسانیت کی رشد و ہدایت اور اصلاح کی خاطر قرآن مجید فرقان حمید کو نازل فرمایا اور اسی قرآن عزیز میں انتہائی بابرکت' عظیم الشان اور فقید المثال سورت یعنی ''سورت یاسینؔ'' کو نازل فرمایا۔

تعارف سورت یٰسین

اس سورت مبارکہ کا نام اس کی پہلی آیت مقدسہ کی وجہ سے ''سورت یٰسین'' ہے۔
اس سورت میں پانچ رکوع' تراسی آیات' سات صد انتیس کلمات اور تین ہزار حروف ہیں۔
بالفاظ دیگر پانچ رکوعات' تراسی آیات' سات صد انتیس کلمات اور تین ہزار حروف کے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجموعے کا نام ''سورت یٰسٓ'' ہے۔ یہ سورۃ عظیمہ قرآن حکیم کے بائیسویں پارے کے آخر سے شروع ہو کر تیئسویں پارے میں مکمل ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی مشہور حدیث ہے:

((مَنْ قَرَءَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا)) (جامع ترمذی صفحہ نمبر ۱۵۵ جلد ۲)

''جو شخص قرآن کریم کے ایک حرف کی قرأت کرتا ہے' اسے ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں عطاء کی جاتی ہیں۔''

اس حدیث مبارکہ کے مطابق سورۃ یٰسٓ کی تلاوت کرنے والے خوش نصیب مسلمان کو رب تعالیٰ اپنی رحمت سے تیس ہزار نیکیاں عطاء فرماتا ہے۔

اس عظیم الشان سورت کے مضامین سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ سورت نبی اکرم' سرور عالم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی پر مکی دور کے وسطی زمانہ میں نازل ہوئی۔ یہ وہ ایام ہیں جب اہل مکہ پوری قوت اور بڑی شدت سے اسلامی تعلیمات کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے تھے اور عقیدہ توحید اپنانے والوں کو سخت تکلیفوں اور بے پناہ اذیتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ مگر مشرکین' کافرین اور مخالفین کی تمام رکاوٹوں کے باوجود اسلام دن بدن پھیلتا جا رہا تھا اور سعادت مند انسان برکات اسلام سے فیض یاب ہو رہے تھے۔ اسلام کی اس وسعت اور روز افزوں مقبولیت سے مشرکین گھبرا گئے اور گھبراہٹ و پریشانی کے عالم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھا رہے تھے۔ ان کے جور و جبر سے سرور کائنات ﷺ کی ذات گرامی بھی محفوظ نہ تھی۔ ان پریشان کن حالات میں اللہ کریم نے آپ ﷺ اور آپ کے فدا کار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اطمینان' تسلی' تشفی اور حوصلہ افزائی کیلئے انہیں ''سورت یٰسٓ'' کا تحفہ عطاء فرمایا۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا خیال ہے کہ یہ بابرکت سورت' اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورت جن کے بعد نازل فرمائی گئی۔

مضامین سورت یٰسٓ

قرآن حکیم کی دیگر مکی سورتوں کی طرح اس سورت مبارکہ میں بھی اسلامی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دعوت کے چار بنیادی اصول وعقائد بیان فرمائے گئے ہیں۔

- ۱ قرآن مجید کی حقانیت' صداقت اور اس کے کلام الٰہی ہونے کا بیان اور وضاحت۔
- ۲ سید الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت ونبوت کو قسم کھا کر بیان کیا گیا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ' اللہ تعالیٰ کے رسول' نبی اور پیغمبر برحق ہیں اور آپ کا مقرر کردہ راستہ ہی جادۂ حق' صراط مستقیم اور راہ قویم ہے۔
- ۳ اس سورت مقدسہ میں عقیدہ توحید کو بڑے موثر پیرائے اور دلائل و براہین کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور اس حقیقت کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ' وحدہٗ لاشریک ہے۔ اس کے سوا کوئی کارساز اور معبود نہیں' وہ ہر چیز کا خالق' حاکم اور مالک ہے۔ کوئی انسان' جن اور فرشتہ' اس کا وزیر ومشیر نہیں۔ وہ اکیلا ہی عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡر۔ اور فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ ہے۔
- ۴ اس سورت میں قیامت کے وقوع اور محاسبۂ اعمال کا ذکر بڑی شرح وبسط سے کیا گیا ہے۔ اور انسانوں کو اس دنیا کے عارضی اور فانی ہونے کا یقین دلانے کے علاوہ اخروی زندگی کو دائمی قرار دیا گیا ہے۔

ان مضامین کے علاوہ اس سورت مطہرہ میں مشرکین وکافرین اور عقیدہ توحید کے مخالفین کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کیلئے ایک تباہ شدہ بستی کا حال سنایا گیا ہے۔ اور انہیں متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر تم نے بھی اس بستی والوں کی طرح۔ جنہوں نے ہمارے رسولوں کا انکار کردیا تھا۔ ہمارے نبی اور رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو ٹھکرایا' ان کی رسالت کو جھٹلایا اور ان کے فرامین کا انکار کیا تو تم بھی ہلاک وبرباد' تہس نہس اور نیست ونابود کردیے جاؤ گے اور مکہ مکرمہ کی رہائش اور بیت اللہ کی ہمسائیگی کے باوجود تمہارے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی جائے گی۔ اس ضمن میں مومنین' صادقین اور مخلصین کی حوصلہ افزائی کیلئے اس بستی کے ایک مرد صالح کی استقامت کو بھی بیان فرمایا گیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سبق دیا گیا۔ کہ تم بھی اس سورت میں ذکر کردہ اس مومن قانت کی طرح اپنے دین پر استقلال واستقامت کا مظاہرہ کرو تو یہ دشمنان اسلام اپنی قوت وطاقت کے باوجود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور دین حق کو قبول کرنے کی پاداش میں اذیتیں برداشت کرتے کرتے اگر تمہیں موت بھی آ جائے تو قفس عنصری سے روح کے پرواز کرتے ہی اللہ تعالیٰ اس ''مرد مومن'' کی طرح تمہیں بھی جنت الفردوس عطاء فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اپنی قدرت اور حکمت پر تکوینی دلائل بھی بیان فرمائے ہیں۔(جن کی تفصیل متعلقہ آیات کی تشریح کے ضمن میں عرض کی جائے گی۔ان شاء اللہ) بعد ازاں منکرین قیامت کا رد کرتے ہوئے ایک قطرۂ آب سے انسان کی تخلیق کا حال ذکر کیا گیا ہے۔ نیز اس سورت میں سرمایہ دارانہ ذہنیت کی مذمت اور فیاضانہ خصلت کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے اور آپ ﷺ پر مشرکین مکہ کے اعتراضات کا مُسکت اور منہ توڑ جواب بھی دیا گیا ہے۔ اللہ کریم کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس بابرکت سورت کے مضامین کی تفصیلات سمجھنے' سمجھانے' سننے اور سنانے کے بعد اپنے عقائد و اعمال کو درست کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

فضائل سورہ یٰسین

سورہ یٰسین قرآن کریم کی ان چند سورتوں میں سے ایک سورت ہے جن کی فضیلت اور شان' رسولِ رحمت ﷺ نے بہت زیادہ بیان فرمائی ہے۔ اس سورت کی برکتوں' سعادتوں اور عظمتوں کا شمار ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے۔ بزرگان ملت نے اپنے تجربات کی روشنی میں اس سورت کے کئی فوائد اور اثرات بھی ذکر فرمائے ہیں۔ امام یحییٰ بن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص صبح کے وقت سورت یٰسین کی تلاوت کر لے وہ شام تک خوشی اور آرام و سکون میں رہے گا۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۴۷۵' جلد ۹)

امام زین العابدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اس عظیم البرکت سورت کی تاثیر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے دل میں سختی' تنگی اور تلخی محسوس کرے اور ایک پیالہ میں سورہ یٰسین کو زعفران سے لکھ کر پی لے تو اس سورت کی برکت سے اللہ اس کے دل کی سختی اور سنگدلی کو دور فرما دے گا۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۴۷۵' جلد ۹)

امام عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ یٰسین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ جو شخص سورۃ یٰسین کی تلاوت کرے گا۔

- اگر وہ بھوکا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کا پیٹ بھر دے گا۔
- اگر وہ پیاسا ہوگا تو اللہ کریم اسے سیراب کر دے گا۔
- اگر وہ ننگا ہو تو رب کائنات اسے لباس عطاء فرمائے گا۔
- اگر وہ خوف وہراس میں مبتلا ہوگا تو رب العزت اسے امن وسکون بخش دے گا۔
- اگر وہ وحشت زدہ ہوگا تو رب تعالیٰ اس کی وحشت دور فرما دے گا۔
- اگر وہ محتاج ہوگا تو اللہ رحیم اس کی احتیاج دور کر دے گا۔
- اگر وہ جیل میں ہوگا تو اللہ رب العالمین اسے رہائی دلوا دے گا۔
- اگر وہ راستہ سے بھٹک گیا ہوگا تو رب العالمین اس کی رہنمائی فرمائے گا۔
- اگر وہ مقروض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے خزانوں سے اس کا قرض ادا کر دے گا۔
- اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورت یٰسین کے قاری کی ہر مصیبت ٹال دے گا اور ہر حاجت پوری فرمائے گا۔ سبحان اللہ۔ (تفسیر المدارک ص۱۴۵۱ جلد سوئم)

قرآن کا دل

خادم رسول جناب انس رضی اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیلئے ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ آپ کو وضو کیلئے پانی مہیا کرتے' آپ کو مسواک پیش فرماتے' آپ کا بستر بچھاتے' آپ کے سفر کیلئے سواری تیار کرتے' جگہ صاف کرتے۔ غرض آپ کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے' اسی طرح انہوں نے دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارے۔ آپ کی راتیں دیکھیں' آپ کے دن دیکھے' آپ کی خلوت کو دیکھا' آپ کی جلوت کو دیکھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت یاسین کی فضیلت و برکت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْاٰنِ یٰسٓ مَنْ قَرَءَ یٰسٓ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِقِرَاءَتِھَا قِرَاءَۃَ الْقُرْاٰنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ)) (جامع ترمذی صفحہ ۱۱۴ جلد ۲)

''بے شک ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے۔ اور قرآن مجید کا دل سورت یٰسین ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو شخص سورہ یٰسین کی قرأت کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے دس مرتبہ قرآن کریم پڑھنے کا ثواب عطاء فرمائے گا''۔

آپ غور فرمائیں کہ سورت یٰسین کی تلاوت کا کتنا زیادہ ثواب ہے کہ ان پانچ رکوعات کی تلاوت کرنے والے خوش نصیب کو دس قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہر روز سورت یٰسین کی تلاوت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ سورت یاسین کو قرآن کا دل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سورت یٰسین میں قیامت اور حشر نشر کے مضامین بڑی تفصیل' وضاحت اور بلاغت سے بیان کئے گئے ہیں۔ اور اصول ایمان میں سے عقیدہ آخرت پر ہی انسان کے اعمال کی صحت کا دارومدار ہے۔ آخرت کی فکر ہی انسان کو اعمال صالحہ پر آمادہ اور تیار کرتی ہے۔ آخرت میں جوابدہی کا خوف ہی انسان کو ناجائز خواہشات اور حرام چیزوں سے روکتا ہے۔ لہٰذا جس طرح بدن کی صحت' قلب کی صحت پر موقوف ہے اسی طرح اعمال کی صحت کا انحصار فکر آخرت پر ہے۔ اور چونکہ سورت یاسین میں فکر آخرت کا موضوع خاص انداز' خوبصورت پیرائے اور متاثر کن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اس لئے نبی دو جہاں ﷺ نے اس سورت کو ''قرآن کا دل'' قرار دیا ہے۔ (روح المعانی صفحہ ۲۰۸ جز ۲۲)

انسانی عقیدے' اعمال اور جسم کی اصلاح کا دارومدار قلب کی اصلاح پر موقوف ہے۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے فرمان عالی شان ہے۔

((اِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ۔ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ))

(صحیح بخاری صفحہ ۱۳ جلد ۱ کتاب الایمان)

''بلاشبہ جسم میں ایک ایسا عضو ہے کہ جب وہ درست ہوجائے تو سارا جسم درست ہوجاتا ہے اور اگر وہ خراب ہوجائے تو سارا جسم فساد کا شکار ہوجاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خبر دار وہ "دل" ہے۔"

متعدد احادیث میں قرآن عزیز کی مختلف سورتوں کو مختلف چیزوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ سورت بقرہ کو اونٹ کی کوہان سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی جس طرح کوہان' اونٹ کا بلند ترین حصہ ہوتا ہے اسی طرح سورت بقرہ قرآن کریم کا بلند ترین حصہ ہے۔ اور سورت یاسین کو قرآن کا دل کہا گیا ہے۔ کیونکہ ایمان دل میں ہوتا ہے اور عقیدے سے متعلق جذبات کا تعلق بھی دل سے ہوتا ہے۔ یعنی کفر' شرک' نفاق اور اسلام وغیرہ کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔ اگر دل میں ایمان صحیح ہوگا تو انسان کے حالات اس دنیا میں درست ہونگے اور آخرت میں بھی کامیابی اور کامرانی نصیب ہوگی اور چونکہ اس سورت میں فوز و فلاح کے تمام اصول' قواعد و ضوابط بیان فرما دیے گئے ہیں۔ اس لئے اسے "قلب قرآن" قرار دیا گیا ہے۔ رسول رحمت ﷺ نے دلوں کی اصلاح کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ لَایَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ)) (سنن ابن ماجہ صفحہ ۳۱۵ ابواب الزھد۔ مسند امام احمد صفحہ ۸۴ جلد ۲)

"بلا شبہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔"

ان احادیث سے یہ مسئلہ روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ دل کی اصلاح سے جسم' عقیدے اور اعمال کی اصلاح وابستہ ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے دلوں کی اصلاح اور درستگی ہو جائے اور دل کی پاکیزگی اور اصلاح' سورت یاسین کی تلاوت اور تفہیم سے ہوگی۔ کیونکہ سورت یاسین قرآن کا دل ہے۔ آج مسلمانوں کے دلوں میں محبت کی بجائے نفرت' خلوص کی بجائے عداوت' شفقت کی بجائے حسد' رحم کی بجائے ظلم اور الفت کی بجائے بغض کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ آج کا مسلمان' قرآن کی تعلیمات سے دور' قرأتِ قرآن سے غافل اور قلبِ قرآن' سورت یاسین کی تلاوت اور اس کی تفسیر سے ناآشنا ہے۔

اگر آپ اپنے دلوں کی اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں تو قرآن کے دل سے دل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لگائیے۔ سورت یاسین کی بکثرت تلاوت فرمائیے۔ اس کے معانی' مطالب اور مفاہیم پر غور کیجئے۔ اس میں ذکر کردہ احکام پر عمل کیجئے۔ پھر دیکھئے رب العزت کی رحمتیں کیسے نازل ہوتی ہیں اور ہمارے دلوں کی اصلاح کتنی جلدی ہو جاتی ہے۔ اللہ کریم ہم سب کو اس بابرکت سورۃ کی تفسیر وتوضیح سمجھنے کے بعد عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔ کیونکہ کامیابی کی اصل کلید عمل ہے۔ ع

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

بخشش ہی بخشش

سورت یاسین کی تلاوت باعث برکت بھی ہے اور باعث بخشش بھی۔ تفسیر مظہری اور دیگر تفاسیر میں اس عظیم الشان سورت کی تلاوت وقرأت کرنے والے کی مغفرت، بخشش اور گناہوں کی معافی کے بارے میں کئی روایات ذکر کی گئی ہیں۔ جنہیں ہم ترتیب وار بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

① صحابی رسول جناب معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کی نیت سے سورت یاسین کی قرأت کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ (اس سورت کی برکت سے) اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف فرمادے گا۔ سبحان اللہ۔ (رواہ البیہقی بسند ضعیف)

② سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً ساڑھے پانچ ہزار احادیث کے راوی جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''جو شخص ہر روز رات کو سورت یٰسین کی تلاوت کرے گا۔ اسے بخش دیا جائے گا''۔

(راواہ البیہقی بسند ضعیف)

③ مشہور صحابی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت یاسین کی فضیلت وبرکات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ''جو شخص رات کو سونے سے پہلے سورت یاسین کی تلاوت کرے گا۔ صبح اس کے بیدار ہونے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے پہلے اس کے گناہ معاف ہو چکے ہوں گے۔ اور اس کی مغفرت ہو چکی ہو گی۔" (رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ بسند ضعیف۔ تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۵۷۳ جلد ۹)

۴ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص رات کو سورت یاسین کی تلاوت کرے اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جو سورت دخان پڑھے گا اس کے گناہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۶۳ جلد ۳)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ یاسین کی تلاوت بخشش، مغفرت اور گناہوں سے معافی کا ذریعہ اور سبب ہے۔ ہم سب کو چاہیے کہ اس بے مثال سورت کی ہر روز ایک بار ضرور تلاوت کر لیا کریں۔

برکات سورۃ یاسین

سورۃ یاسین قرآن مجید کی سب سے زیادہ متبرک سورۃ ہے۔ امام المفسرین حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی مشہور زمانہ تفسیر میں بعض علمائے کرام رحمہم اللہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ "اگر مصیبت، پریشانی، تنگی، سختی اور تکلیف کے وقت سورۃ یاسین پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اس سورت کی برکت سے مشکل آسان فرما دیتا ہے۔ جہاں اس سورۃ کی تلاوت کی جائے وہاں رب تعالیٰ کی رحمت اور برکت نازل ہوتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۶۳ جلد ۳)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہن سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ —— یہ وہ عبداللہ بن زبیر جو ہجرت کے بعد مہاجرین کے گھروں میں سب سے پہلے پیدا ہوئے۔ اور جن کی ولادت پر اہل اسلام نے بے پناہ خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ ہوا یوں کہ مہاجرین کے مدینہ منورہ آنے کے بعد عرصہ تک کسی کے ہاں اولاد پیدا نہ ہوئی۔ مدینہ منورہ کے یہودی جو بدباطن اور شریر لوگ تھے انہوں نے مشہور کر دیا کہ ہمارے جادو کی وجہ سے مسلمانوں کی نسل کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ اہل اسلام کو یہودیوں کی ان باتوں پر یقین و اعتماد تو نہ تھا مگر وہ مسلمانوں کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہ ہونے کے باعث افسردہ ضرور تھے۔ یہودیوں کی شرانگیزیاں اپنے عروج پر تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے عشرہ مبشرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سے ایک صحابی' جنہیں آپ ﷺ نے ''حواری رسول'' کا لقب عطاء فرمایا تھا' یعنی جناب زبیر رضی اللہ عنہ کو بیٹا عطاء فرمایا۔ آپ اپنے فرزند ارجمند کو اٹھا کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں لائے۔ آپ ﷺ نے اس بچے کو اپنی گود میں بٹھالیا۔ پھر کھجور منگوائی اور اپنے دہن مبارکہ سے چبا کر اپنے لعاب دہن کے ساتھ اس بچے کے منہ میں ڈال دی اور اس نومولود کیلئے خیر و برکت کی دعا مانگی۔ یہ خوش نصیب انسان جس کی پیدائش پر مدینہ کے تمام مسلمانوں نے خوشی منائی اور جس کے شکم میں سب سے پہلے سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا لعاب مبارکہ گیا جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ سورت یاسین کی برکات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص سورت یاسین کو اپنی حاجت اور ضرورت کے آگے کر دے گا یعنی ضرورت اور حاجت کے وقت اس بابرکت سورت کی تلاوت شروع کر دے تو اللہ تعالیٰ اس سورت کی بدولت اس کی حاجت اور ضرورت پوری فرمادے دیتا ہے۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۴۷ جلد ۹)

حضرات محترم! سورت یاسین کی برکات اور ثمرات کا شمار تو از حد مشکل ہے۔ بات کو آگے بڑھانے سے پہلے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث پاک کا تذکرہ انتہائی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آپ ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سورت یاسین کی بکثرت تلاوت کرنے والے کو رب تعالیٰ کے دربار میں بلایا جائے گا۔ وہ حاضر ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے کئی لوگوں کی شفاعت و سفارش کی اجازت فرمائیں گے۔ جن لوگوں کی صاحب یٰسین سفارش کرے گا' ان کی تعداد کا ذکر کرتے ہوئے رسول رحمت ﷺ نے فرمایا کہ ان کی تعداد قبیلہ مضر اور قبیلہ ربیعہ کے افراد کی تعداد سے زیادہ ہوگی۔ یعنی جس طرح عرب کے مشہور اور کثیر لوگوں پر مشتمل قبیلوں مضر اور ربیعہ کے افراد کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح سورت یٰسین کا قاری جن ان گنت لوگوں کی سفارش کرے گا۔ ان کی تعداد کو بھی شمار نہیں کیا جا سکتا۔ (روح المعانی صفحہ: ۲۰۹' جزء ۲۲)

چونکہ اس سورت کے قاری کی یہ شفاعت بحکم خداوندی ہوگی لہٰذا رب العزت اس کی شفاعت کو قبول فرما کر بے شمار لوگوں کو سورت یٰسین کی برکت سے جنت میں داخل فرمادے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گا۔ سبحان اللہ۔

نبی اکرم ﷺ کی خواہش

- ہر شخص کی کوئی نہ کوئی خواہش' آرزو اور تمنا ہوتی ہے۔
- کوئی چاہتا ہے کہ مجھے بے حساب مال و دولت مل جائے۔
- کسی کی خواہش ہے کہ مجھے کار' کوٹھی نصیب ہو جائے۔
- کسی کی آرزو ہے کہ مجھے باعزت روزگار مل جائے۔
- کوئی تمنا کرتا ہے میری ترقی ہو جائے۔
- کوئی دعائیں مانگتا ہے مجھے اولاد عطاء ہو جائے۔
- کوئی گڑگڑاتا ہے میرا افسر مجھ سے راضی ہو جائے۔
- کوئی سوچتا ہے میری دکان چل نکلے۔
- کوئی خواہش رکھتا ہے مجھے امتحان میں کامیابی نصیب ہو جائے۔
- کسی کو اقتدار کی خواہش ہے اور کسی کو حکومت کی تمنا۔ غرض ہر شخص کے دل میں کوئی نہ کوئی تمنا اور آرزو ہوتی ہے جسے وہ پورا ہوتے دیکھنا چاہتا ہے۔

آج میں آپ کو رحمت کائنات' ہادی دو جہاں' امام رسولاں' سید البشر اور آخری پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی خواہش اور آرزو بتاؤں۔ آپ ﷺ کی خواہش' مال' دولت' کوٹھی' بنگلہ' مکان' جائیداد' کاروبار' دنیوی ترقی' جاہ و جلال' اولاد' عزت' عظمت' اقتدار' حکومت اور روپے پیسے کی خواہش نہیں بلکہ آپ ﷺ اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((لَوَدِدْتُ اَنَّهَا فِیْ قَلْبِ کُلِّ اِنْسَانٍ مِّنْ اُمَّتِیْ یَعْنِیْ یٰسٓ))

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۶۴ جلد ۳)

''میری شدید خواہش ہے کہ میری امت کے ہر فرد کے دل میں یہ سورت محفوظ ہو یعنی میرے ہر امتی کو سورت یاسین زبانی یاد ہو۔''

محترم بھائیو! ہم اپنی اولاد' احباب' والدین' دوستوں' رشتے داروں اور تعلق داروں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی خواہشات کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ کیا کوئی نیک بخت' سعادت منداور خوش قسمت ہے۔ جو اپنے آقا و مولا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے سورت سورت یٰسین کو زبانی یاد کرنے کا وعدہ کرے؟ جو شخص یہ سعادت حاصل کرے گا یقیناً اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہوگا اور حسب فرمان رسول ﷺ اس کی پچھلی زندگی کے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو رسول اکرم ﷺ کی خواہش پر عمل کرتے ہوئے سورت یاسین حفظ کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

یہ بڑے دکھ' صدمے اور افسوس کی بات ہے کہ آج کے نوجوانوں کو گیت گانے فضول اشعار' ماہیئے' دوہڑے اور ترانے تو خوب یاد ہیں مگر قرآن کی آیات یاد نہیں ہیں۔ سرور کائنات کی احادیث یاد نہیں۔ پھر ہم میں سے اکثر لوگ کہتے ہیں کہ معاشرہ بگڑ رہا ہے' خراب ہو رہا ہے۔ فحاشی عام ہوگئی ہے' عریانی کا دور دورہ ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب ہم اپنے بچوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم نہیں دلوائیں گے۔ انہیں مسجد اور مدرسہ کا دروازہ نہیں دکھائیں گے بلکہ ان کی ذہنی عیاشی کیلئے ٹی وی اور وی سی آر خرید کردیں گے تو معاشرہ بگاڑ کا شکار نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا؟

آج بھی اگر ہم میں سے ہر شخص یہ عہد کرلے کہ وہ اپنی اولاد کو ٹی وی دیکھنے نہیں دے گا۔ بلکہ اسے سورت یٰسین یاد کروائے گا۔ اس کا ترجمہ پڑھائے گا' اس کی تفسیر سمجھائے گا۔ تو ہم بگڑے ہوئے ماحول کو سنوار سکتے ہیں اور قوم کے بگڑے ہوئے اخلاق کو درست کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

قریب المرگ پر یٰسین

سورت یٰسین کو اللہ تعالیٰ نے یہ برکت' رحمت اور خصوصیت عطاء فرمائی ہے کہ اگر اس سورت کو قریب المرگ انسان کے پاس پڑھا جائے تو اس پر رحمت و برکت نازل ہوتی ہے۔ موت کی تلخیوں' سختیوں' تکلیفوں اور پریشانیوں سے اسے نجات نصیب ہوجاتی ہے۔ اور اس کی روح کو انتہائی تخفیف' آسانی اور آرام سے قبض کرلیا جاتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۶۳ جلد ۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اِقْرَءُ وْا یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ)) (سنن ابی داؤد صفحہ ۸۹ جلد ۲)

"سورت یٰسین اپنے قریب المرگ لوگوں کے پاس پڑھا کرو۔"

قریب المرگ انسان کے پاس اس بابرکت سورت کو تلاوت کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں اسلام ایمان توحید رسالت اور آخرت کے مسائل شرح وبسط سے بیان فرمائے گئے ہیں۔ جب موت کا منتظر شخص ان احکامات مسائل کو سنے گا تو لازماً اسکی طبیعت پر ان کا اثر ہوگا اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے گناہوں کی معافی کا سوال کرنے خطاؤں پر شرمندہ ہونے بخشش طلب کرنے اور آخری وقت زبان سے توحید و رسالت کا اقرار کرنے یعنی کلمہ پڑھنے کی توفیق عطاء فرمادے۔ اگر ایسا ہوگیا تو یقیناً یہ نیک بخت جنت کا مالک بن گیا۔ اللہ کریم ہمیں اپنے مایوس العلاج مریضوں اور قریب المرگ انسانوں کے پاس اس بابرکت سورت کی تلاوت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

مگر ہمارے ہاں ہوتا کیا ہے؟ آپ خود ہی غور کریں کیونکہ

ہم عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

ماں بین کررہی ہوتی ہے — ہائے میرا شیر جوان جارہا ہے۔
بہن آواز لگارہی ہوتی ہے — ہائے میرے ویر کو کیا ہوگیا؟
بیوی پکار رہی ہوتی ہے — میرے سر کے تاج نہ جا۔
بچے رو رہے ہوتے ہیں — ابو! ہم یتیم ہوجائیں گے۔
باپ چارپائی پکڑ کر کہہ رہا ہوتا ہے — میرے لخت جگر! کیوں روٹھ گیا ہے؟

- جانے والے کی جدائی کا صدمہ اپنی جگہ بجا کہ بچے یتیم ہوجائیں گے
- بھائی کا بازو ٹوٹ جائے گا
- بیوی کا سہاگ اجڑ جائے گا
- بہن کا ویر بچھڑ جائے گا
- بوڑھی ماں کا سہارا ختم ہوجائے گا
- ضعیف باپ کی کمر ٹوٹ جائے گی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- مدرسے کا استاذ داغ مفارقت دے جائے گا
- مسجد کا منبر اور مصلّٰی خالی ہو جائے گا ○ دوستوں کی محفل ویران ہو جائے گی
- مگر کیا ہماری ان باتوں سے موت ٹل جائے گی
- ملک الموت کو ترس آ جائے گا ○ کیا اس کی عمر بڑھ جائے گی
- ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہوگا ○ بلکہ قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ (یونس:۴۹)

''جب موت کا وقت آ جائے تو لحہ بھر کی تقدیم وتاخیر بھی نہیں ہو سکتی۔''

قریب المرگ انسان کے پاس ہمارے رونے' دھونے' واویلا کرنے اور نوحہ وبین کرنے کا نہ ہمیں کوئی فائدہ ہوگا اور نہ مریض کو۔ بلکہ اگر اس کے قریب بیٹھ کر سورت یٰسین کی تلاوت وقراءت کی جائے تو اس سے ہمیں بھی اور اسے بھی فائدہ ہوگا۔ ہمیں ہر حرف کے بدلے دس دس نیکیاں ملیں گی اور اس کی روح کو سکون نصیب ہو جائے گا۔ وہ موت کی سختیوں سے بچ جائے گا اور ہم ثواب حاصل کر لیں گے۔

ہماری کوئی کوشش' ہمارا کوئی عمل اور ہماری کوئی حرکت اس مریض کو موت کے منہ سے نہیں چھڑا سکتی' ڈاکٹر کا ٹیکہ' حکیم کی پڑیا اور مولوی کا دم اسے زندگی نہیں بخش سکتا۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿كَلَّا اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ○ وَقِيْلَ مَنْ رَاقٍ ○ وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ○ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ○ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ ○﴾

(سورت القیامہ آیت:۲۶ تا ۳۰)

''ہاں' جب جان حلق تک پہنچ جائے اور لوگ کہنے لگیں کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا؟ اور اسے یقین آ گیا کہ اب جدائی کا وقت قریب ہے اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے۔ اس دن تجھے اپنے رب کی طرف چلنا ہے۔''

شاعر توحید وسنت مولانا علی محمد صمصام رحمہ اللہ نے اسی مفہوم کو اپنے شاعرانہ انداز میں یوں بیان فرمایا ہے۔ ع

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جدوں چابی عمر دی مک جانی
گھڑی چل دی چل دِی رُک جانی
تیرے کم سارے وچے رہ جانے
تیرے کوٹ امیداں دے ڈھے جانے
نبھاں رہن حکیماں دے ہتھ پھڑیاں
گولی موت دی سینے چ ٹھک جانی

بزرگان محترم! بات قدرے طوالت اختیار کر گئی ہے عرض یہ کر رہا تھا کہ قریب المرگ انسان کے پاس شور وغل، واویلا اور رونے پیٹنے کی بجائے ''سورۃ یٰسین'' کی تلاوت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

سورہ یاسین کے بارے میں اب تک کی گذارشات اور معروضات کا خلاصہ یہ ہے۔

- سورت یاسین قرآن حکیم کا دل ہے۔
- ایک مرتبہ سورہ یاسین پڑھنے سے دس قرآن مجید پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔
- اس سورت کی قرأت کرنے والے کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔
- صبح وشام اس سورت کی تلاوت کرنے والا خوشی اور آرام میں رہتا ہے۔
- سورت یاسین کی بکثرت تلاوت کرنے والا قیامت کے دن اَن گنت لوگوں کی سفارش کرے گا۔
- نبی اکرم ﷺ کی خواہش تھی کہ میری اُمت کے ہر فرد کو سورت یاسین زبانی یاد ہو۔
- قریب المرگ کے پاس سورت یاسین کی تلاوت کرنی چاہیے۔

سورت یاسین کے نام

قرآن حکیم کی متعدد سورتوں کے ایک سے زیادہ نام کتب تفاسیر میں ذکر کیے گئے ہیں۔ اسی طرح اس عظیم البرکت سورت کے بھی پانچ ناموں کا تذکرہ حدیث وتفسیر کی کتابوں میں ملتا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❶ یٰسین: جیسا کہ مشہور ہے کہ اس سورت مبارکہ کا نام یٰسین ہے اور یہی لفظ اس سورت کی پہلی آیت ہے۔ اس لفظ کے معنی اور مفہوم میں علماء تفسیر کے کئی اقوال ہیں۔ جن کا ذکر آگے چل کر "معنی یٰسین" کے ضمن میں کیا جائے گا۔ ان شاءاللہ۔

مشہور یہی ہے کہ یہ لفظ حروف مقطعات میں سے ہے اور حروف مقطعات کے بارے میں زیادہ بہتر بات یہی ہے کہ۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ۔ یعنی ان حروف کی مراد کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس کا معنی و مفہوم جو بھی ہے ہمارا اس پر ایمان و یقین ہے اسی لئے بعض مفسرین کا خیال ہے کہ ان حروف کے معانی میں زیادہ کرید اور بحث نہیں کرنی چاہیے۔

❷ مدافعہ: اس سورت کا دوسرا نام مدافعہ ہے۔ مدافعہ کا معنی "دفاع کرنے والی" یعنی یہ سورت اپنے پڑھنے والے کا دفاع کرتی ہے۔ اپنے قاری سے مصیبتوں' پریشانیوں' تکلیفوں' اذیتوں دشواریوں اور مشکلوں کو دور رکھتی ہے۔ بالفاظ دیگر یہ سورت اپنی تلاوت کرنے والے سے بلاؤں کو دفع اور دور کرنے والی ہے۔

(تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۵۲۵ جلد ۹۔ روح المعانی صفحہ ۲۰۹ جزء ۲۲)

❸ قاضیہ: اس بابرکت سورہ کا تیسرا نام "سورت قاضیہ" ہے۔ قاضیہ کا معنیٰ ہے "حاجات کو پورا کرنے والی" یعنی اللہ تعالیٰ اس سورت کے پڑھنے والے کی حاجات وضروریات پوری فرما دیتے ہیں۔ جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ بیان ہو چکی ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جو شخص سورت یٰسین کو اپنی حاجت کے آگے کر دے یعنی حاجت اور ضرورت کے وقت اس سورت کی تلاوت شروع کر دے تو اس کی حاجت پوری کر دی جاتی ہے۔

(تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۵۷۵' جلد ۹)

❹ معمہ: اس عظیم البرکت سورت کا نام "سورت معمہ" بھی ہے۔ معمہ کا معنی ہے "عام کرنے والی" کیونکہ یہ متبرک سورت پڑھنے والے کیلئے دنیا اور آخرت کی برکات عام کرنے والی ہے۔ سیدنا حسان بن عطیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چونکہ یہ سورت پڑھنے والے کو دنیا و آخرت کی بھلائی عموماً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عطاء کرتی' دنیا وآخرت کی بلاؤں کو دور کرتی اور ہولنا کیوں کو رفع کرتی ہے۔اس لئے تورات میں اس سورت کا نام ''معمہ'' ذکر کیا گیا ہے۔

(روح المعانی صفحہ ۲۰۹' جز ۲۲)

اس سورت کی خیر و برکت کی عمومیت کا تذکرہ آپ سن چکے ہیں۔ کہ اس سورت کا قاری قیامت کے دن قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کے لوگوں سے زیادہ لوگوں کیلئے باذن الٰہی سفارش کرے گا اور اس کی شفاعت کو قبول فرمایا جائے گا۔سبحان اللہ۔

۵ عظیمہ: اس سورت مبارکہ کا ایک نام ''عظیمہ'' ہے جس کا معنی عظمت وشان والی سورت ہے۔ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ فِي الْقُرْاٰنِ لَسُوْرَةً تُدْعَى الْعَظِيْمَةُ عِنْدَاللّٰهِ تَعَالٰى وَيُدْعٰى صَاحِبُهَا الشَّرِيْفُ عِنْدَاللّٰهِ تَعَالٰى))

(روح المعانی صفحہ:۲۰۹ جز ۲۲)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قرآن مجید میں ایک سورت ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے ''عظیمہ'' کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس کے صاحب یعنی حافظ اور تلاوت کرنے والے کو رب تعالیٰ کے ہاں ''شریف'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔''

چونکہ سورت یٰسین بڑی عظیم البرکت' مہتم بالشان اور عظمت والی سورت ہے۔اس لئے اس سورت مقدسہ کا نام ''سورت عظیمہ'' بھی ہے۔

یٰسین کے معانی

لفظ ''یٰسین'' اس سورت مبارکہ کی پہلی آیت ہے۔اس کے معانی و مفہوم میں مفسرین کرام کے کئی اقوال ہیں۔ہم چند مشہور معانی کے ذکر پر ہی اکتفا کریں گے۔

۱ جناب امام مالک رحمہ اللہ اور بعض دوسرے علماء تفسیر کی رائے ہے کہ ''یٰسین'' اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔(ابن کثیر صفحہ:۵۶۳ جلد ۳)

اگر مفسرین کی اس رائے کو تسلیم کرلیا جائے تو پھر کسی شخص کا نام صرف ''یاسین'' رکھنا جائز نہیں ہوگا۔کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص اسماء میں سے ہے اور ایسے اسماء کا اطلاق مخلوق پر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرنا جائز نہیں ہے۔ جس طرح رحمان' خالق اور اللہ وغیرہ کسی انسان کے نام نہیں رکھے جاسکتے اسی طرح صرف یاسین بھی کسی انسان کا نام نہیں رکھا جاسکتا۔

(معارف القرآن صفحہ: ۳۶۳ جلد ۷)

اللہ تعالیٰ کے بعض اسماء اور نام ایسے بھی ہیں جو کسی حد تک مخلوق کیلئے بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ مثلاً رؤف' رحیم' مالک وغیرہ اور اگر یاسین کو اللہ تعالیٰ کے اسماء مختصہ میں شمار نہ کیا جائے تو اس کا اطلاق آدمی پر بھی ہو سکتا ہے۔ مگر پھر اس کے معانی کو ملحوظ رکھنا ہوگا کہ جب اس کے نام کو اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال کیا جائے تو اس کا اطلاق اس طرح ہوگا جس طرح اس کی شان کے لائق ہے۔ اور اگر اس کا اطلاق انسان پر کیا جائے تو اس کی مناسبت انسان کی حالت کے ساتھ ہوگی۔ جیسے "رؤف" کا نام اللہ تعالیٰ اور بندے دونوں کیلئے مستعمل ہے مگر دونوں جگہ مفہوم مختلف ہوگا۔ جب صفت رافت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے تو معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مہربان اور صاحب فیضان ہے اور جب یہ لفظ کسی انسان کیلئے استعمال کیا جائے تو وہاں رافت سے مراد دردِ دل اور شفقت ہوگا جو کسی خستہ حال انسان کو دیکھ کر دل میں پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ شخص ضرورت مند کی حاجت برآری بھی کرتا ہے۔ دل میں درد پیدا ہونا' اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کا تعلق مادیت سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات تمام مادی تصورات سے پاک ہے۔ (معالم العرفان صفحہ ۶۱۲' جلد ۱۴)

(۲) بعض علماء تفسیر کا خیال ہے کہ یٰسین —— "یا" اور "سین" دو حروف کا مرکب ہے اور اس کا معنی "اے انسان" ہے اور اس سے مراد انسان کامل جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو "یٰسین" کے بابرکت نام سے خطاب فرمایا ہے۔ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی طے کی لغت میں اس کا یہی معنی ہے۔ (تفسیر المراغی صفحہ ۱۴۵ جلد ۳)

امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ حبشہ کی زبان میں یاسین کا معنی "اے انسان" ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۱۱ جلد ۳)

(۳) بعض اہل علم کی رائے ہے کہ "یاسین" قرآن مجید کے اسماء میں سے ایک اسم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔(روح المعانی صفحہ ۲۱۱ جزء ۲۲)

④ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ ''یاسین'' اس بابرکت سورت کا نام ہے۔

(زاد المسیر صفحہ:۴ جلد ۷۔ روح المعانی صفحہ ۲۱۱ جزء ۲۲)

⑤ بعض علماء تفسیر کا بیان ہے کہ۔ اِنَّ یٰسِیْنَ بِمَجْمُوْعِهٖ اِسْمٌ اَسْمَائِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ یعنی لفظ یٰسین رحمت کائنات ﷺ کے اسماء مبارکہ میں سے آپ کا ایک اسم ہے۔ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حروف کے رموز واسرار کی حقیقت پہچاننے والے محمد ﷺ کا نام ''یاسین'' رکھنے میں بہت بڑا راز اور بھید ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ الحمد للہ میں نے جامع مسجد داوَدی میں مسلسل تین دن عصر سے مغرب تک مجلس وعظ میں اس کلمہ شریف ''یاسین'' کے بارے میں گفتگو کی ہے۔(تفسیر روح المعانی صفحہ ۲۱۱ جزء ۲۲)

علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ نے شائد اسی لئے آپ ﷺ کے بارے میں کہا۔

نگاہ عشق ومستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ

⑥ بعض علماء تفسیر کا خیال ہے کہ لفظ یٰسین، یا سیّد البشر کا مخفف ہے اور ظاہر ہے کہ سیّد البشر نبی اکرم ﷺ کا لقب ہے۔ جس کا معنیٰ ہے۔ ''اے نوع انسانی کے سردار'' اور نوع انسانی کی سرداری اور سیادت کا شرف عظیم، صرف اور صرف ہمارے ہادی! جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے۔ جیسا کہ خود آپ ﷺ نے اپنی زبان حق ترجمان سے فرمایا:

((اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ یَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ)) (رواہ مسلم۔ مشکوۃ المصابیح صفحہ:۵۱۱ باب فضائل سید المرسلین)

''قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری سفارش قبول کی جائے گی۔''

دوسری حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

((اَنَا سَیِّدُ وُلْدِاٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَوَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَوَمَا مِنْ نَّبِیٍّ یَّوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْقَبْرُ وَلَافَخْرَ)) (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ:۵۱۳)

''قیامت کے دن میں نسل انسانی کا سردار ہوں گا اور (یہ میرے رب کی مہربانی ہے) میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ یہ بات بھی میں غرور سے نہیں کہتا اور اس دن تمام انبیاء حتیٰ کہ ابوالبشر آدم علیہ السلام بھی میرے جھنڈے تلے ہوں گے مگر میں اس پر بھی تکبر نہیں کرتا اور سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور مجھے اس پر بھی کوئی تکبر نہیں ہے۔''

آپ پیغمبر رحمت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی عاجزی' انکساری' تواضع اور کسر نفسی کا اندازہ فرمائیں کہ آپ اپنی عظمت وشان کے بیان والے ہر جملے کے بعد فرماتے ہیں کہ ''لَا فَخْرَ'' کہ یہ میرے رب کی مہربانی اور رحمت ہے کہ اس نے مجھے اس عہدہ جلیلہ اور منصب عظیمہ پر فائز فرمایا ہے مگر میں اس پر کوئی غرور اور تکبر نہیں کرتا۔ آپ ذرا تصور فرمائیں کہ قیامت کے دن کیا خوبصورت اور خوش کن منظر ہوگا۔ کہ انسان اول جناب آدم علیہ السلام سے لے کر وقوع قیامت تک تمام اولین وآخرین جمع ہونگے اور ہمارے پیغمبر اکرم ﷺ پوری کائنات انسانی کی قیادت وسیادت فرمائیں گے۔ اور اس وقت ساری مخلوق جان لے گی۔ کہ آپ ہی ''یٰسین'' یعنی سید البشر' سید ولد آدم اور امام کائنات ہیں۔

کسی شاعر نے نبی مکرم ﷺ کے القاب کا ذکر کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے۔

القاب کیسے کیسے خدا نے کئے عطا
حضرت رسول پاک کو قرآں میں جا بجا
طٰہٰ کہیں پکارا' یٰسین کہیں کہا
حٰم اور نٓ کہیں والشّمس والضحٰی

آپ ﷺ کی قیادت

جب نبی معظم' سرور دو عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی قیادت سیادت' سرداری'

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رہبری اور سید البشر ہونے کی بات شروع ہو ہی گئی ہے۔ تو اس امر کا بیان خالی از دلچسپی اور خارج از موضوع نہ ہوگا کہ قیامت کے دن جب دخول جنت کا مرحلہ آئے گا اور نیک بخت و سعادت مندوں کو جنت میں لے جانے کی بابرکت گھڑی آئے گی تو اس وقت بھی اہل جنت کی سرداری اور قیادت کا شرف امام الرسلین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہی نصیب ہوگا اور آپ ہی جنتیوں کے قافلہ کی قیادت فرماتے ہوئے جنت کا دروازہ کھلوائیں گے۔ اور آپ کی اجازت وحکم کے بغیر جنت کا دروازہ نہ کھولا جائے گا۔ آپ ﷺ کے اس شرف ومجد اور عزت وعظمت کا تذکرہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے ہی سماعت فرمایئے! خادم رسول جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول کائنات ﷺ نے فرمایا۔

((اٰتِی بَابَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ؟ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ))

(رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ:۵۱۱)

''میں قیامت کے دن (اہل جنت کی قیادت کرتے ہوئے) جنت کے دروازے پر آؤں گا تو اسے کھولنے کا مطالبہ کروں گا۔ تو جنت کا محافظ عرض کرے گا۔ کہ آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا (میرا نام) محمد ﷺ (ہے) تو فرشتہ عرض کرے گا۔ مجھے آپ ہی کے بارے میں حکم دیا گیا تھا کہ جب تک آپ تشریف نہ لائیں، اس وقت تک کسی کیلئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔''

برادر اکبر مولانا عبدالرحمان راسخ رحمہ اللہ تعالیٰ غالباً اسی حدیث کا ترجمہ جب پنجابی اشعار میں سناتے تو مجمع جھوم جایا کرتا تھا۔ آپ بھی سنئے اور دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے محبوب پیغمبر کی قیادت میں جنت کا داخلہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

کوئی نبی ہالے قدم نہ اٹھاوے
میرا پیر پہلاں بہشتاں نوں جاوے
اوہ جا کے جاں جنت دا کنڈا ہلاوے
تے دربان جنت دا عرضاں سناوے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مینوں میرے مولا ایہہ حکم فرمایا
نہ کھولیں جنہاں چہ محمد نہ آیا

آپ ﷺ جنت کے دربان کا جواب سن کر جو فرمائیں گے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

میں محمدؐ میں محمدؐ آمنہ دا جایا
جلدی جنت دروازہ کھولو میں امت نال لیایا

تاثیر سورۂ یٰسین

جیسا کہ تفصیل سے یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ سورت یاسین کا ایک نام ''مدافعہ'' یعنی اپنے قاری کا دفاع کرنے والی اور اسے ہر مصیبت اور تکلیف سے بچانے والی ہے۔ قدرتی طور پر اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں یہ تاثیر اور اثر رکھا ہے کہ جو شخص کسی آڑے اور دشمن کے حملہ کے وقت اس کی تلاوت شروع کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس عظیم البرکت سورت کی تلاوت کے اثر سے اس کی مشکل آسان فرما دیتا ہے اور اس کے دشمنوں اور مخالفوں کو اندھا اور نابینا کر دیتا ہے کہ انہیں اپنا ہدف نظر ہی نہیں آتا۔

جب ہم رسول اکرم سرور عالم جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کی سیرت مبارکہ اور حیات طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ بھی مصیبت اور پریشانی کی گھڑی میں اسی سورت کی تلاوت فرماتے اور اس سورت کی مقدس اور بابرکت آیات کی قرأت کرتے ہی اللہ تعالیٰ آپ کی مصیبت اور پریشانی دور فرما دیتا۔ آپ ذرا توجہ فرمائیں تو میں سورت یٰسین کی تاثیر عرض کرنے والا ہوں۔

سرور کون و مکاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کا مکی دور ہے مشرکین مکہ آپ کی دعوت کے پھیلتے اور بڑھتے ہوئے اثرات سے پریشان اور حیران ہیں۔ آخر کار آپ کی جلاوطنی، قید اور قتل میں سے کسی کا ایک امر کا فیصلہ کرنے کے لئے سرداران مکہ دارالندوہ میں جمع ہوتے ہیں۔ کافی غور و خوض اور مختلف تجاویز پر بحث مباحثہ کے بعد متفقہ طور پر آپ کو قتل کرنے کی سازش تیار کر لی جاتی ہے۔ اور آپ کو قتل کرنے کے عزم اور ارادہ سے گیارہ سردار، یک صد جنگجو اور مسلح جوانوں کے ہمراہ آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ تاریک رات ہے۔ کفار مکہ گھات لگا کر آپ ﷺ کے دروازے پر بیٹھے ہیں۔ کہ آپ سو جائیں۔ تو یہ لوگ آپ پر حملہ آور ہو کر آپ کی زندگی کا خاتمہ کر دیں۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ﴾ (انفال:۳۰)

”وہ وقت یاد کرو جب کفار مکہ آپ کے خلاف سازش کر رہے تھے۔ تاکہ آپ کو قید کر دیں۔ یا قتل کر دیں۔ یا (مکہ سے) نکال دیں (یعنی جلاوطن کر دیں) اور وہ لوگ (آپ کے خلاف) تدبیر کر رہے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ (آپ کو بچانے کی) تدبیر کر رہا تھا اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔“

یعنی کفار مکہ نے نبی اکرم ﷺ کو ختم کرنے کا پروگرام بنایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حفاظت کا انتظام فرمایا۔ کائنات کے تمام انسانوں کے منصوبے خاک میں مل سکتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تبدیل نہیں ہو سکتا۔ آپ یہ سن کر مسرور ہو نگے کہ رب العزت نے آپ ﷺ کی حفاظت و صیانت کیلئے ”سورت یٰسین“ کو سبب بنایا۔

مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کے گھر مبارک کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ ہاتھوں میں ننگی اور تیز تلواریں تھیں۔ انہیں پورا یقین اور کامل وثوق تھا۔ کہ ان کی ناپاک سازش ضرور کامیاب ہوگی اور آج کی رات کے بعد انہیں محمد ﷺ کا وجود نظر نہیں آئے گا۔ یہاں تک کہ ابو جہل ظالم نے بڑے متکبرانہ اور مغرورانہ انداز میں اپنے رفقاء کے سامنے آپ ﷺ کی دعوت کا مذاق اُڑایا۔

واقعہ کی تفصیل میں جائے بغیر عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ کے قتل کا ناپاک منصوبہ بنائے سرداران مکہ اور ان کے حواری آپ ﷺ کے سونے کا انتظار کر رہے تھے ادھر رب جلیل کے حکم سے آپ ﷺ نے جناب علی رضی اللہ عنہ کو سبز حضرمی چادر اوڑھاتے ہوئے اپنے بستر پر لیٹ جانے اور آرام کرنے کا مشورہ دیا اور فرمایا تم مطمئن رہو۔ تمہیں ان کے ہاتھوں کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جناب علی رضی اللہ عنہ کو بستر پر لٹانے، اہل مکہ کی امانتیں جناب علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کرنے اور چند ہدایات دینے کے بعد رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی سے اپنے ایک ہاتھ کی مٹھی میں سنگریزوں والی مٹی پکڑی اور سورت یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے باہر کے دروازے کا رخ کیا۔ آپ کی زبان مبارک سے نکل رہا تھا۔

﴿يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝﴾

''یاسین (اے انسان کامل) حکمت والے قرآن کی قسم۔ بلاشبہ آپ (ہمارے بھیجے ہوئے) رسولوں میں سے ہیں۔ سیدھے راستے پر ہیں۔ قرآن مجید کو اللہ عزیز ورحیم نے نازل فرمایا ہے تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جن کے آباؤ اجداد کو (طویل عرصہ سے) نہیں ڈرایا گیا۔ اس لئے وہ غافل ہیں۔ بے شک یہ بات لازم ہو چکی ہے کہ اُن میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں۔ پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں اس لئے ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں اور ہم نے ان کے سامنے ایک دیوار بنا دی ہے اور ان کے پیچھے بھی ایک دیوار ہے پس ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے پس وہ نہیں دیکھ سکتے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیات پڑھتے جاتے تھے اور مٹھی مبارک سے مٹی ان کے سروں پر ڈالتے جاتے تھے۔ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کے سر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاک نہ ڈالی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے واقعتاً ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے وقتی طور پر ان کی آنکھوں سے بینائی سلب کر لی انہیں اندھا کر دیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب سے گزرتے ہوئے نہ دیکھ سکے۔ سبحان اللہ۔ (سیرت ابن ہشام مترجم صفحہ: ۵۳۱ جلد ۱)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہجرت مدینہ کا پورا واقعہ بیان کرنا اس وقت میرا مقصود نہیں بلکہ میں تو صرف سورت یٰسین کی تاثیر عرض کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی مقدس سورت کی تلاوت کی برکت سے ہمارے ہادی اور رہنما جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو دشمنوں کی سازشوں، پروگراموں اور ناپاک منصوبوں سے نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ مخالفین اسلام کے سروں پر خاک ڈلوائی اور انہیں اندھا کر دیا۔

ہم سب کو چاہیے کہ ہم اس عظیم البرکت سورت کو زبانی یاد کریں۔ اس کے معانی اور مطالب کو سمجھنے کی کوشش کریں اور کثرت سے اس کی تلاوت کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطاء فرمائے اور ہمارے عقائد کی اصلاح فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خطبہ : ۲

قرآن حکیم اور رسالت محمدی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○

﴿يٰسٓ○ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَكِيۡمِ○ اِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ○﴾

(یٰسین ۱تا۳)

''اے انسان کامل! مجھے حکمت والے قرآن کی قسم۔ بلاشبہ آپ (ہمارے بھیجے ہوئے) رسولوں میں سے ہیں۔''

تمام تعریفات و تحمیدات' اللہ رب العزت کیلئے ہیں۔ جس نے کُن سے پوری کائنات کو تخلیق فرمایا۔ وہ ہر چیز کا خالق' مالک' رازق اور حاکم ہے۔ وہ اپنی صفات' ذات اور افعال میں وحدہٗ لاشریک اور علٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡر ہے۔ اس نے انسان کی رشد و ہدایت کیلئے انبیاء اور رسولوں کا سلسلہ جاری فرمایا اور انہیں اپنی طرف سے بطور نصب العین' نظریہ حیات اور دستور زندگی' کتابیں اور صحیفے عطاء فرمائے' اور سب سے آخر میں امام الانبیاء' سیّد الاتقیاء' شافع روز جزا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ انہیں قرآن کریم کی شکل میں بے مثل و بے مثال اور لاریب و باکمال کتاب ہدایت عطاء فرمائی۔ جس کا پڑھنا کار ثواب اور اس پر عمل کرنا باعث نجات ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے حساب حمد و ثنا اور تعریف و تسبیح کے بعد اَن گنت' لاتعداد' بے شمار درود وسلام' نبی اکرم' رسول معظم' امام اعظم' سرور عالم' جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدس و مطہر پر جنہوں نے ہر قسم کی تکلیفیں' اذیتیں' پریشانیاں' صدمات اور غم برداشت کر کے لوگوں کو ''توحید'' کا درس دیا۔ اللہ کی رضوان وسلامتی نازل ہو ان پاک باز و جاں نثار اور باوفا و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فدا کار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جنہوں نے اپنے خون جگر سے شجر اسلام کی آبیاری کی اور دین حق کی نشر و اشاعت اور تبلیغ و ترویج کیلئے بے انتہا قربانیاں پیش کی اور رب تعالیٰ کی رحمت اور فضل نازل ہو ان صلحاء امت' علماء اسلام' محدثین کرام اور ائمہ عظام رحمہم اللہ پر جنہوں نے قرآن و حدیث کی طلب اور تحصیل کیلئے بے انداز دشواریوں اور صعوبتوں کے دریا عبور کر کے دین کا علم حاصل کیا اور پھر اسے کتب احادیث کی شکل میں مدون فرما کر قیامت تک کیلئے محفوظ کر دیا۔ اللہ ان سب کی قبریں وسیع و فراخ فرمائے اور انہیں اپنی رحمت سے کروٹ کروٹ جنت نصیب عطاء فرمائے۔ آمین۔

آپ گذشتہ خطبہ جمعہ میں سورت یٰسین کی فضیلت' اس کے مضامین کی فہرست' اس کی برکات و ثمرات' سورت یٰسین کے چند دوسرے نام اور ان ناموں کی وجوہات' لفظ یاسین کا معنی و مفہوم اور سورۃ یٰسین کی تاثیر وغیرہ سے واقفیت حاصل کر چکے ہیں۔ اب ہم اس عظیم البرکت سورت کی تشریح و تفسیر اور توضیح و تذکیر شروع کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہوئے اللہ ارحم الرّاحمین کے حضور عاجزانہ دعا اور دردمندانہ التجا کرتے ہیں کہ وہ ہم سب کو اس سورت کے مطالب و مفاہیم کو سمجھنے کے بعد ان پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

حروف مقطعات

اس سورت عظیمہ کی پہلی آیت مبارکہ ''یٰسین'' ہے۔ مفسرین کرام کی اصطلاح میں ان حروف کو ''حروف مقطعات'' کہا جاتا ہے۔ جس کا معنیٰ ہے الگ الگ پڑھے جانے والے حروف۔ چونکہ ان حروف کو ''یا'' اور ''سین'' علیحدہ علیحدہ کر کے پڑھا جاتا ہے۔ شاید اسی لئے انہیں ''حروف مقطعات'' کہا جاتا ہے۔ حروف مقطعات کے ضمن یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ عربی زبان کے حروف ہجا کی تعداد انتیس ہے اسی لئے قرآن کریم کی انتیس سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات لائے گئے ہیں۔ ان انتیس سورتوں میں سے ایک سورت ''یٰسین'' ہے۔ حروف مقطعات کے معانی اور مفاہیم کے بارے میں علماء تفسیر کے متعدد اقوال ہیں جن میں سے چند مشہور اقوال یہ ہیں۔

❀ حروف مقطعات' حروف ہجا کے نام ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- حروف مقطعات' سورتوں کے نام ہیں۔
- حروف مقطعات سامع کو ہوشیار کرنے کے لئے لائے گئے ہیں۔ کہ پہلی بات ختم ہوگئی ہے اور دوسری بات شروع ہو رہی ہے۔
- حروف مقطعات' اختصار کے طور پر بعض مرکبات کی طرف اشارہ ہیں' جیسے عربی شعر کا مصرعہ ہے۔ قُلْتُ لَهَا قِفِي فَقَالَتْ قَاف میں نے اسے کہا کہ رک جا! تو اس نے کہا رک گئے۔ اس مصرعہ میں قاف 'وَقَفْتُ کا اختصار ہے (اسی طرح یٰسین ''یا اِنْسَانُ'' کا اختصار ہے۔
- حروف مقطعات' اقوام کے آجال اور مدت کی طرف اشارہ ہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے یہودی وفد کے سامنے۔ الٓمّٓ اَلْبَقَرَہ پڑھی تو انہوں نے حساب کر کے بتایا کہ ہم ایسے دین میں کیوں داخل ہوں' جس کی مدت صرف اکہتر (۷۱) سال ہے۔ پھر آپ نے الٓمّٓصٓ 'الٓرٰ اور الٓمّٓرٰ پڑھا تو یہودی کہنے لگے کہ آپ نے یہ' معاملہ مشتبہ کر دیا ہے۔ لہٰذا ہم کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔
- حروف مقطعات' قرآن حکیم کے نام ہیں۔
- حروف مقطعات' اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔
- حروف مقطعات' اللہ تعالیٰ کی قسم ہیں۔
- حروف مقطعات' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان راز ہیں۔
- حروف مقطعات' اسماء حُسنیٰ کے بسیط حروف کی طرف اشارہ ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۶ جلد ا۔ تفہیمات بیضاوی صفحہ ۵۷ تا ۶۲)

- امام بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حروف مقطعات کے بارے میں راجح قول یہ ہے کہ یہ ''حروف'' ہجا کے نام ہیں۔

حروف مقطعات کی وجہ

قرآن حکیم کی بعض سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات کے ذکر کرنے کی وجہ سامعین کی ہوشیاری اور بیداری ہے۔ نیز یہ مخالفین قرآن اور دشمنان اسلام کیلئے کھلا چیلنج اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحدّی ہے کہ اے مشرکین عرب! یہ قرآن کریم حروف ہجا سے ہی بنایا گیا ہے۔ اگر تم اسے کلام الٰہی نہیں مانتے تو اپنے تمام اہل علم وادب' صاحبان فکر ونظر' مدعیان فصاحت وبلاغت اورنکتہ وردانشوروں کو جمع کر کے ''حروف ہجا'' سے اس کی مثال بنا کر پیش کرو:

﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوْا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ﴾ (البقرة:۲۴)

''اگر تم یہ کام نہیں کر سکے اور ہرگز نہیں کر سکو گے۔ تو اس (قرآن پر ایمان لاکر) اس آگ سے بچ جاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ جو (قرآن) کا انکار کرنے والوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔''

اے کفار عرب! غور کرو کہ ایسا شخص ''محمد ﷺ'' جو کہ کسی درسگاہ میں داخل نہیں ہوا' جس نے کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کئے۔ جو حروف ہجا کے تکلفات سے ناآشنا ہے۔ اس کا ایسا بے مثل کلام پیش کرنا' معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اگر یہ کلام' اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے۔ جیسا کہ تم خیال کرتے ہو۔ تو تم علم ودانش' فکر وفہم' فصاحت وبلاغت اور زبان دانی کے دعووں کے باوجود ان حروف کو جوڑ کر ایسا کلام کیوں نہیں بنا سکتے؟ تمہارا اس قرآن عزیز کی نظیر اور مثال پیش کرنے سے عاجز آجانا' اس امر کا واضح ثبوت ہے۔ کہ یہ قرآن مجید خالق کائنات کا کلام ہے۔ اور۔ كَلَامُ الْمُلُوْكِ مُلُوْكُ الْكَلَامِ بادشاہوں کا کلام۔ کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ کے مطابق قرآن مجید کائنات ہست وبود کے تمام کلاموں سے افضل' اعلیٰ' برتر' بہتر بے مثال' بے نظیر اور لاریب ہے۔ بقول شاعر ؎

جمالِ حسن قرآں نورِ جاں ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں ملتی جہاں میں ڈھونڈ کر دیکھا
بھلا کیوں کر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

مختصر یہ کہ اللہ رب العزت نے اس سورت مبارکہ کا آغاز حروف مقطعات سے کرتے ہوئے فرمایا: یٰسٓ ۝ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيْمِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تفسیر جلالین میں ہے کہ حروف مقطعات کے بارے میں زیادہ بہتر یہی ہے کہ۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ۔ کہہ دیا جائے یعنی ان حروف کی مراد کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس سے جو مراد ہے ہمارا اس پر کامل ایمان اور پورا یقین ہے۔

آپ ﷺ کی دلجوئی

آپ اس امر سے آگاہی حاصل کر چکے ہیں کہ سورت یاسین ہمارے رہبر و رہنما محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ یہ نبی کریم کی مکی زندگی کا وسطی یا آخری دور تھا اس دور میں رسول رحمت ﷺ اور آپ کے فداکار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بے انتہا ظلم و ستم کیا جاتا تھا۔ اور رسول پاک ﷺ کو دین حق سے باز رکھنے کیلئے مذاق، استہزاء اور ٹھٹھے کا نشانہ بنایا جاتا آپ کی ذات والا صفات پر ان الفاظ میں تنقید کی جاتی:

﴿وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ﴾ (زخرف:۳۱)

''اور ان کافروں نے کہا کہ یہ قرآن (محمد ﷺ کی بجائے) ان دونوں بستیوں (طائف اور مکے) میں سے کسی بڑے آدمی پر نازل کیوں نہیں کیا گیا۔''

کبھی آپ کو قلبی اور ذہنی اذیت میں مبتلا کرنے کے لئے یوں کہا جاتا۔

﴿وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ﴾ (الحجر:۶)

''اور کفار کہتے ہیں کہ اے وہ شخص (محمد ﷺ) جس پر نصیحت (والی کتاب) نازل کی گئی۔ تو تو دیوانہ ہے۔''

اور بسا اوقات عوام کی نظروں میں آپ کی حیثیت کو گرانے اور لوگوں کو آپ سے دور رکھنے کے لئے یہ حربہ آزمایا جاتا:

﴿وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ﴾ (ص:۴)

''اور کافر کہتے ہیں کہ یہ (محمد ﷺ) جھوٹا جادوگر ہے۔''

اور کئی بار نبی اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت کا انکار کرنے کے لئے مشرکین مکہ یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں:

﴿وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا﴾ (رعد:۴۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور کافر کہتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں ہو۔''

آپ حالات کی سنگینی اور کافروں کے طریق اذیت کا اندازہ فرمائیں کہ رسول اکرم ﷺ کو کوئی کہتا ''جادوگر'' ہے کوئی بکواس کرتا۔ یہ ''پاگل'' ہے کسی کی زبان پر۔ ''یہ مجنوں اور دیوانہ'' ہے۔ آخر سب مل کر نعرہ لگاتے ہیں۔ اے محمد! تو اللہ کا رسول نہیں ہے۔

آپ تصور فرمائیں کہ رسول امین ﷺ کے دل نازک پر کیا گزرتی ہوگی۔ آپ فرماتے ہونگے کہ اے میرے اللہ! میں ان مکہ والوں کو تیری توحید کا درس دیتا ہوں تو یہ مجھے پاگل کہتے ہیں۔ تیرا قرآن سناتا ہوں تو یہ مجھے جادوگر کہتے ہیں۔ آخرت کی بات کرتا ہوں تو دیوانہ گردانتے ہیں اور رسالت کی تبلیغ کرتا ہوں تو مجنوں بتاتے ہیں۔ اور آخرکار۔ آوازے کستے ہیں تو رسول نہیں ہے۔ تو رسول نہیں ہے۔ تو رسول نہیں ہے۔

ان نامساعد' اذیت ناک' تکلیف دہ اور پریشان کن حالات میں ایک دن رحمت حق جوش میں آتی ہے۔ حکم ہوتا ہے۔ یَا جِبْرِیْل! جبریل عرض کرتے ہیں لَبَّیْكَ یَا رَبِّ جَلِیْل! فرمایا جاؤ۔ پریشان ہے میرا محمد نبیل ﷺ۔ اے اللہ! کیا پیغام لے کر جاؤں۔ حکم ہوا میرے محبوب نبی ﷺ کے زخمی دل پر مرہم کے لئے سورت یاسین کا تحفہ لے جاؤ اور میرے حبیب سے کہہ دو۔ اے اولاد آدم کے سردار! اگر یہ ظالم و کافر' فاسق و فاجر اور مشرک و مجرم تیری رسالت و نبوت کو نہیں مانتے تو کیا ہوا؟۔ میں کائنات کا رب' آسمان و زمین کا مالک اور ہر چیز کا خالق قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ''تو میرا رسول'' ہے۔ سبحان اللہ۔

﴿یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝﴾

''اے سید البشر! مجھے حکمت والے قرآن کی قسم بے شک آپ میرے بھیجے ہوئے رسولوں میں سے ایک ہیں۔''

اے محبوب! جب میں تیرا پروردگار' قرآن کی قسم کھا کر تیری رسالت کی گواہی دے رہا ہوں۔ تو ان کافروں اور مشرکوں کے انکار سے رنجیدہ خاطر ہونے کی کیا ضرورت ہے؟۔

قسم کے احکام

اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیقات کی عظمت جتلانے کے لئے کئی چیزوں کی قسم کھائی ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مثلاً قرآن عزیز میں فجر۔عصر۔دس راتوں۔سورج۔چاند۔ستاروں اور دیگر......کئی اشیاء کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔مگر اہل اسلام کو صرف اللہ کی قسم کھانے کا پابند فرمایا ہے۔

ہمارے ہاں عام رواج ہے لوگ کہہ دیتے ہیں مجھے میرے دودھ اور بیٹے کی قسم۔یا مجھے اپنی ماں کی قسم۔باپ کی قسم بھائی کی قسم۔یا بعض جاہل اور بے علم غیر اللہ کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں۔اس طرح کی تمام قسمیں شریعت مطہرہ میں ناجائز' منع اور حرام ہیں۔ مشہور صحابی رسول سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَاءِ كُمْ وَلَا بِاُمَّهَاتِكُمْ وَلَا بِالْاَنْدَادِ وَلَا تَحْلِفُوْا بِاللّٰهِ اِلَّا وَاَنْتُمْ صَادِقُوْنَ)) (رواہ ابوداؤد والنسائی۔مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۹۶)

''اپنے باپوں اور ماؤں کی قسمیں نہ کھاؤ اور غیر اللہ کی قسمیں بھی نہ کھاؤ۔اور اللہ کی قسم بھی اسی صورت کھاؤ جب تم سچے ہو۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کے مسئلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَاءِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ)) (متفق علیہ۔مشکوٰۃ المصابیح صفحہ:۲۹۶)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے باپوں کی قسمیں کھانے سے منع کیا ہے۔جو شخص قسم کھانا چاہتا ہے اسے اللہ کی قسم کھانی چاہیے یا پھر خاموشی اختیار کرے۔''

غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا سخت گناہ' شرک اور کفر کی بات ہے۔نبی معظم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ)) (رواہ الترمذی' مشکوٰۃ المصابیح صفحہ:۲۹۶)

''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھائی اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔''

بعض لوگوں کا تکیہ کلام ہوتا ہے۔مجھے داتا صاحب کی قسم' مجھے فلاں سرکار کی قسم' مجھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیارہویں والے پیر کی قسم وغیرہ۔ حدیث شریف کے مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جو غیر اللہ کے نام کی قسم کھاتا ہے اس کے کلمے کا اعتبار ختم ہو جاتا ہے۔ ایسے الفاظ منہ سے نکالنے والے کو دوبارہ کلمہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ صحابی رسول جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلْفِهٖ بِا للَّاتِ وَالْعُزّٰی فَلْيَقُلْ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) (رواہ البخاری و مسلم مشکوٰۃ المصابیح صفحہ: ۲۹۶)

''جس آدمی نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں یوں کہا کہ مجھے لات اور عزیٰ کی قسم، تو اسے لا الہ الا اللہ پڑھنا چاہیے یعنی دوبارہ اقرار توحید کرنا چاہیے۔''

آپ جانتے ہیں کہ لات و عزیٰ زمانہ جاہلیت کے دو معبود تھے۔ جن کی پرستش اور پوجا کی جاتی تھی۔ اور ان کے بارے میں لوگوں کا عقیدہ تھا کہ یہ رب تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ چونکہ ہر چیز کا خالق، مالک، حاکم اور والی ہے۔ وہ جس چیز کی چاہے قسم کھا سکتا ہے۔ مگر ''امت محمدیہ'' کے ہر فرد کو پابند کر دیا گیا ہے۔ کہ اولاً تو حتی المقدور قسم کھانے سے پرہیز اور اجتناب کرے اور اگر لازمی اور ضروری موقع پر قسم کھانے کی نوبت آ جائے تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھائے، کسی اور کے نام کی قسم نہ کھائے۔

قرآن سے بے رغبتی

کس قدر ظلم اور ستم ظریفی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن کریم اس لئے نازل فرمایا تھا کہ ہم اسے پڑھیں۔ اسے سمجھیں، اس پر عمل کریں۔ اس کے اوامر و نواہی کو پہچانیں اور اپنی زندگیوں کو قرآنی احکام کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں مگر ہمارا یہ حال ہے کہ ہم نے اس پر ریشمی غلاف چڑھا کر اسے الماری میں چھت کے قریب رکھا ہوا ہے تاکہ گھر کے کسی فرد کا ہاتھ اس تک نہ پہنچ سکے اور اسے قرآن حکیم پڑھنے کی سعادت نصیب نہ ہو جائے۔ اور جب ہمارے ہاں کوئی جھگڑا ہو جاتا ہے تو قسم کھانے کیلئے ہم اسے وہاں سے اتارتے ہیں اور اپنا مقصد حاصل کرنے کے بعد پھر اسے جھاڑ پھونک کر اسی جگہ رکھ دیتے ہیں۔ یا پھر ہمارے معاشرے کے مولویوں اور پیروں نے قرآنی آیات سے تعویذ گنڈے کا کام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شروع کر رکھا ہے۔ وہ کاغذوں اور پلیٹوں پر لکھ کر قوم کو قرآنی آیات پلا رہے ہیں۔ اور اپنے ہدیے، تحائف اور عطیات کھرے کر رہے ہیں۔

قرآن کریم سے تیسرا کام ہم یہ لیتے ہیں کہ کوئی فوت ہو جائے تو تیسرے، ساتویں، دسویں، چالیسویں دن اور پھر ہر سال اس کی وفات کے دن مسجد اور مدرسے کے طالب علموں کو جمع کر کے ان سے قیمتاً قرآن مجید پڑھواتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنے فوت ہونے والے بزرگ کا حق ادا کر دیا ہے حالانکہ بذریعہ قرآن پاک ایصال ثواب کا طریقہ ہادیٔ کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت نہیں ہے۔ اسی طرح ہمارے جلسے، محافل، مجالس اور اجتماعات منعقد ہوتے ہیں تو آغاز میں قاری صاحب سے چند آیات کی تلاوت سن کر ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے قرآن کریم کے ساتھ لگاؤ، تعلق، ربط اور محبت کا حق ادا کر دیا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد انسانیت کی فلاح، عقائد و اعمال کی درستگی، آخرت کی فکر پیدا کرنا، برے اعمال سے اجتناب کا سبق دینا اور اچھے اعمال کی رغبت دلانا ہے۔ قرآن مجید کے ساتھ ہمارے اسی نامناسب رویے سے متاثر ہو کر مولانا ماہر القادری نے ''قرآن کی فریاد'' کے نام سے ایک انتہائی درد انگیز نظم لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جز دان حریر و ریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح طوطا مینا کو کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول وقسم لینے کیلئے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے ہاتھوں میں اٹھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہنے کو میں اک اک جلسے میں پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں ایسے بھی ستایا جاتا ہوں
کس بزم میں مجھ کو بار نہیں کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قرآن کریم کے معانی ومطالب کو سمجھنے کی کوشش کریں اوراس کے احکام کے مطابق زندگی بسر کریں۔اس سے ہماری دنیا بھی سنور جائے گی اورآخرت میں بھی کامیابی ہمارا مقدر ہوگی۔ان شاءاللہ۔

حکمت والاقرآن

سورت یاسین کی زیر بحث آیت مبارکہ میں قرآن کریم کی ایک صفت بیان کی گئی ہے کہ یہ کوئی عام کتاب نہیں بلکہ کتاب حکیم ہے۔یعنی یہ کتاب از اول تا آخر دانائی اور حکمت سے پُر ہے۔اورایسی محکم، مستحکم اور مضبوط کتاب ہے کہ کسی گوشہ سے بھی باطل اس پرحملہ آور نہیں ہوسکتا۔حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کی ہر بات پختہ اورمبنی برحکمت ہے۔یہ رب العزت کا کلام ہے۔جو وحی کے ذریعے رسول محترم ﷺ پر نازل فرمایا گیا۔اور یہ کلام حصول علم کے انسانی ذرائع سے بلند تر ہے۔اس کا پروگرام قطعی اوریقینی ہے۔اوراس میں شک، تردد اور ریب والی کوئی بات نہیں ہے۔نیز قرآن کریم میں کوئی بھی بات خلاف واقع نہیں ہے۔سورت بقرہ کی ابتدائی آیات میں قرآن کریم کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے:

﴿ذَالِكَ الْكِتٰبُ لَارَيْبَ فِيْهِ﴾

''یہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔''

قرآن مجید میں اس کتاب ہدایت کے کئی صفاتی نام ذکر کیے گئے ہیں۔ان میں سے ایک نام ''حکیم'' بھی ہے۔دوسرے چند نام درج ذیل ہیں:

❀ فُرْقَان ❀ ذِكْر ❀ تَذْكِرَة ❀ نُوْر
❀ حَقّ ❀ شِفَاء ❀ بُرْهَان ❀ هُدًى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ كِتَابٌ ❀ هَادِیٌ ❀ قولٌ قَولٌ ❀ فَصِيلٌ
❀ قِصَصُ الْحَقِّ ❀ حَبْلُ اللّٰهِ ❀ رَحْمَةٌ ❀ نِعْمَةٌ۔
❀ بَيَانٌ ❀ بَشِيرٌ ❀ نَذِيرٌ ❀ بَصَائِرُ
❀ كَرِيمٌ ❀ مُبَارِكٌ ❀ عَزِيزٌ وغیرہ

قرآن کریم ہر لحاظ سے دنیا کی تمام کتابوں سے افضل اعلیٰ برتر اور بلند تر کتاب ہے اس کی نگرانی نگہداشت اور حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾

”بلاشبہ ہم نے ہی اس ذکر (قرآن مجید) کو نازل فرمایا اور بلاشبہ ہم خود ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نگرانی کا نتیجہ ہے کہ سینکڑوں سال گزرنے کے باوجود اس باعظمت کتاب کی کسی سورت کسی پارے کسی آیت کسی جملے کسی لفظ کسی حرف زبر زیر اور پیش میں کوئی شخص تبدیلی نہیں کر سکا۔ بلکہ دشمنانِ قرآن مجید کو کسی شد مد اور جزم میں تغیر کی جسارت نہیں ہو سکی۔ یہ کتاب جس طرح نازل ہوئی تھی۔ اسی طرح محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گی۔ ان شاء اللہ۔

تاریخ انسانی کے بعض ادوار میں اس عظیم الشان کتاب کو ختم کرنے اور مٹانے کی سازشیں ہوئیں مگر یہ اس لاریب کتاب کا بہت بڑا اعجاز ہے کہ

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

سابقہ کتب سماوی تورات انجیل زبور وغیرہ کی حفاظت کی ذمہ داری امتوں کو سونپی گئی۔ مگر وہ اس ذمہ داری کو نبھا نہ سکیں یعنی وہ مذکورہ کتب کی حفاظت کا فریضہ سرانجام نہ دے سکیں کہ آج دنیا کے کسی خطے اور گوشے میں یہ کتابیں اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں۔ مگر قرآن کریم کا محافظ چونکہ رب کائنات ہے اس لئے دنیا کی کوئی طاقت اس میں تبدیلی نہیں کر سکتی۔ قرآن مجید آج نہ صرف کائنات کے ہر حصے میں کتابی شکل کے اندر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے بلکہ یہ لاکھوں' کروڑوں مسلمانوں کے سینوں میں اور دلوں میں بھی محفوظ ہے۔

یہ مرتبہ بلند ملا جسے مل گیا

تاثیر قرآن مجید

سورت یاسین میں سب سے پہلے قرآن مجید کی عظمت' شان اور بزرگی کا مضمون بیان فرمایا گیا ہے۔ اور لوگوں کو اس عظیم البرکت کتاب کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ قرآن مجید ایسی پرتاثیر کتاب ہے کہ تاریخ اسلام کی کئی نامور شخصیات کو قرآنی آیات کی تلاوت کی سماعت کی بدولت ہی قبول اسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔

جناب طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ ان پاکباز اشخاص میں سے ایک ہیں۔ جنہیں تلاوت قرآن کی تاثیر سے مسلمان ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ یمن کے ایک گوشے میں ان کا طاقت ور قبیلہ ''دوس'' آباد تھا۔ حضرت طفیل اس قبیلے کے سردار اور تجارت پیشہ انسان تھے۔ تجارتی معاملات کیلئے اکثر مکہ مکرمہ آتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ جناب طفیل بن عمرو مکہ مکرمہ میں اس وقت آئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اسلام کی طرف رغبت دے رہے تھے۔ اور آپ کی دعوت کو پھیلنے سے روکنے کیلئے کفار کی سازشیں عروج پر تھیں۔ قریش مکہ نے ایک ایسا وفد تشکیل دے رکھا تھا۔ جو مکہ میں آنے والے ہر نووارد کے پاس جاتا اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے' آپ کی بات سننے اور آپ کے پاس بیٹھنے سے منع کرتا تھا۔

چنانچہ جناب طفیل رضی اللہ عنہ کی آمد پر یہ وفد ان کے پاس بھی آیا اور انہیں سمجھاتے ہوئے کہا:

''آپ ہمارے شہر میں مہمان آئے ہیں۔ اس لئے از راہ خیر خواہی ہم آپ کے پاس آپ کو ایک بات بتانے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمارے شہر میں ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہے جس نے ہمارے ہاں سخت اختلاف پیدا کر رکھا ہے۔ اس نے ہمارا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔ اور ہمیں بہت پریشان کئے ہوئے ہے۔ اس کی زبان میں ایسا جادو ہے اور گفتگو میں ایسی مٹھاس اور دلائل میں ایسی پختگی ہے کہ جو بھی اس کی بات سن لیتا ہے۔ وہ بھائی' باپ' ماں' بیوی' بچوں اور خاندان کو تو چھوڑنا گوارا کر لیتا ہے۔ مگر اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا لہٰذا آپ کو ہمارا مخلصانہ' دوستانہ اور خیر خواہانہ مشورہ ہے کہ آپ قیام مکہ کے دوران اس شخص (محمد ﷺ) سے ہرگز ملاقات نہ کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا جادو آپ پر بھی چل جائے اور آپ اپنے آباؤ اجداد کے دین کا انکار کر کے کہیں نئے دین کو اختیار نہ کر لیں۔ غرض کفار مکہ نے بڑے خوبصورت انداز میں انہیں سمجھایا اور تمام نشیب و فراز سے آگاہ کر کے آپ ﷺ کی ملاقات سے منع کر دیا۔ روایات میں آتا ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی پر ان کی گفتگو اور تلقین کا ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی کہ کہیں راہ چلتے ہی میرے کانوں میں محمد ﷺ کی آواز نہ پڑ جائے۔ مگر جب قسمت میں قبول اسلام کی سعادت لکھی جا چکی ہو تو دنیا کی کوئی تدبیر و ترکیب اسے دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے نہیں روک سکتی۔ اتفاق سے ایک دن جناب طفیل رضی اللہ عنہ کانوں میں روئی ٹھونسے ہوئے مسجد حرام کے قریب سے گزرے تو نبی رحمت ﷺ کو نماز میں مصروف دیکھا اور نبی کریم ﷺ کی زبان حق ترجمان سے قرآن حکیم کی چند آیات کانوں سے ٹکرائیں تو دل ہی دل میں کہنے لگے کہ ''میں بھی کیسا وہمی انسان ہوں؟ میں خود شاعر و ادیب ہوں' عربی زبان کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ کلام کے محاسن و معائب سے خوب اچھی طرح واقف ہوں۔ لہٰذا مجھے اس شخص (محمد ﷺ) کا کلام سننا چاہیے۔ اگر اس میں کوئی خوبی نظر آئے تو اس کے اعتراف و اقرار میں بخل نہیں کرنا چاہیے۔ اور اگر وہ کلام قابل التفات نہ ہو تو مجھے کون سی چیز اس کی طرف کھینچ کر لے جا سکتی ہے۔''

قلب و ذہن سے یہ فیصلہ کرنے کے بعد کانوں سے روئی نکال پھینکی اور پوری توجہ' انہماک اور استغراق سے رسول دو جہاں ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن حکیم کی سماعت کرنے لگے۔ اب کیا تھا؟ رسول مکرم ﷺ کی زبان ہو...... رب کا قرآن ہو اور سننے والا...... عربی دان اور ماہر لسان ہو...... تو دل پر اثر کیوں نہ ہو؟ جب تک آپ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز میں مصروف رہے۔ طفیل غور سے قرآنی آیات سنتے رہے۔ ادھر آپ ﷺ نے نماز مکمل کی ادھر طفیل کی قسمت کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ کیونکہ:

سنا جس کسی نے کلام محمد ہوا جان و دل سے غلام محمد
ہوا ہے نہ ہو گا میسر کسی کو بلند اس قدر ہے مقام محمد
سر اور دل جھومتے ہیں خوشی سے لبوں پہ جب آتا ہے نام محمد
ہے قرآں میں موجود فرماں خدا کا کلام خدا ہے کلام محمد

نبی کریم ﷺ بعد از تکمیل نماز اپنے دولت کدہ کی طرف روانہ ہوئے تو طفیل بھی بے اختیار آپ کے پیچھے چل پڑے۔ کاشانہ اقدس پر حاضر ہو کر قریش کی ساری گفتگو اور کانوں میں روئی ٹھونسنے کی بات سنانے کے بعد عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے تعلیمات اسلام سے آگاہ فرمایئے سرور کائنات ﷺ نے قرآن حکیم کی چند اور آیات انہیں سنائیں تو طفیل حیران رہ گئے اور بے ساختہ پکار اٹھے۔ اللہ کی قسم! میں نے آج تک اس سے بہتر کلام نہیں سنا اور نہ ہی اسلام سے بہتر کوئی عادلانہ مذہب دیکھا ہے۔ میں بطیب خاطر بخوشی اور شرح صدر سے اسلام قبول کرتا ہوں:

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ))

(سیر الصحابہ صفحہ ۲۱۰ جلد ۲)

ابو الفرج اصفہانی نے ابن کلبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے سورت اخلاص اور معوذتین کی تلاوت فرمائی۔ (سیرت ابو ہریرہ صفحہ ۴۴)

یہ ہے ''حکمت والا'' قرآن۔ جس کی حکمت بھری آیات سن کر بڑے سے بڑے مخالفین بھی حلقہ بگوش اسلام ہونے پر مجبور ہو گئے۔ اگر میں چند اور ایسے سعادت مند افراد کا تذکرہ کروں جو قرآنی آیات کی سماعت کی بدولت مسلمان ہوئے تو بات خاصی طوالت اختیار کر جائے گی۔ اشارتاً عرض کروں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جناب جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور سینکڑوں دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنہیں قبول اسلام کی سعادت نصیب ہوئی تو قرآن کریم کی حکمت بھری آیات کی سماعت سے نصیب ہوئی۔ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ ہمیں بھی اپنے دلوں کو قرآن کی تلاوت سے آباد کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

زیر بحث آیات مبارکات میں اسی حکمت والے قرآن کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝﴾ (یٰسین:۱تا۳)

"اے سیّد البشر ﷺ! مجھے حکمت والے قرآن کی قسم۔ بلاشبہ آپ (ہمارے بھیجے ہوئے) رسولوں میں سے ایک ہیں۔"

ہماری بدنصیبی

جو لوگ قرآن حکیم کی آیات کے ترجمے اور مفہوم سے واقف ہوتے ہیں۔ وہ قرآن کریم کی چند آیات سنتے ہی متاثر ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کیلئے ہدایت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ مگر ہم ہیں کہ سارا قرآن بھی سن جائیں تو ہمارے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی اور ہمارے قلوب واذہان پر اس کی قرأت اور تلاوت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ہم قرآن کریم کے معانی اور مطالب سے ناواقف' ناآشنا اور نابلد ہیں۔

یہ قرآن کریم' ہماری طرف ہمارے خالق و مالک کا پیغام بن کر ﷺ نازل ہوا ہے۔ ہمیں اس امر پر دل سے غور کرنا چاہیے کہ بحیثیت مسلمان ہم نے رب العزت کے اس پیغام کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ کیا یہ قرآن صرف مسجدوں کے مولویوں اور مدارس کے طالبعلموں کیلئے نازل کیا گیا ہے؟ اگر مسلمان اس پیغام الٰہی کو نہیں سمجھیں گے تو کیا یہودی اور عیسائی اسے سمجھیں اور اس پر عمل کریں گے؟ کیا میں آپ سے پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ آپ میں سے کتنے ہیں جنہوں نے اپنے خالق و مالک اور رازق و حاکم کے اس پیغام کو شروع سے آخر تک ایک مرتبہ باترجمہ سمجھ کر پڑھا ہو؟...... پیغام سمجھنے کیلئے ہوتا ہے۔ آپ ذرا غور فرمائیں کہ ہم میں سے کسی کے والد صاحب کا اسے خط آئے اور بیٹا اسے پڑھنے کی زحمت نہ کرے بلکہ چوم چاٹ کر الماری میں رکھ دے پھر جب باپ بیٹے کی ملاقات ہو اور باپ کو پتا چلے کہ میرے بیٹے نے میرے خط کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کی بلکہ اسے کھول کر بھی نہیں دیکھا تو آپ خود اندازہ فرمالیں کہ اس باپ کے تاثرات بیٹے کے متعلق کیا ہوں گے؟ کل قیامت کے دن جب ہم دربار الٰہی میں پیش ہوں گے اور وہاں ہمارا مالک ہم سے پوچھے گا کہ کیا تم نے میرے پیغام اور چٹھی کو سمجھ کر اس پر عمل کیا تو پھر ہمارا جواب کیا ہوگا۔؟ جبکہ قرآن تو یہ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ بارگاہ الٰہی میں شکوہ کریں گے کہ اے اللہ! میری امت نے ہدایت و رہنمائی کے اس پیغام برحق کو بالکل نظر انداز کر دیا اور انہوں نے اپنے اماموں، بزرگوں، وڈیروں، سرکاروں اور مولویوں کی کتابوں کو سینے سے لگا لیا مگر تیرے قرآن حکیم کے ساتھ معاندانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے اسے پس پشت ڈال دیا۔ قرآنی آیت ہے:

﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوْرًا﴾

(سورۃ فرقان آیت ۳۰)

''اور رسول اللہ ﷺ عرض کریں گے۔ اے میرے رب! بلاشبہ میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر دیا۔''

نام کے مسلمان

آج ہم محض نام کے مسلمان ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہم میں مسلمانوں والا کوئی کام نہیں ہے۔ ہمیں حبیب خدا، جناب محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن سے صرف زبانی محبت اور پیار ہے۔ عملی طور پر نہ ہم مسلمان ہیں اور نہ ہمیں مسلمان کہلانے کا حق ہے۔ شاعر مشرق نے شاید اسی لئے فرمایا تھا۔ کہ

شور ہے، ہوگئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ صحیح معنوں میں مسلمان تھے ان کا تعلق قرآن حکیم کے ساتھ کیسا تھا؟ آیئے! قرآن مجید ہی سے پوچھتے ہیں۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ ایک مسلمان و مومن کا میرے ساتھ رابطہ کیسا ہونا چاہیے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ﴾ (انفال:۲)

”سچے ایماندار صرف وہی ہیں جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو یہ (قرآنی آیات) ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔“

دوسری جگہ مومنین کاملین کے قرآن کریم کے ساتھ تعلق کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی گئی:

﴿وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰی اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ﴾

(سورت مائدہ آیت ۸۴)

”اور جب وہ سنتے ہیں (قرآن) کو جو رسول اللہ ﷺ کی طرف نازل کیا گیا تو تُو دیکھتا ہے کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک رہی ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے۔ (قرآن سن کر) وہ کہتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے ہیں تو ہمیں (اسلام اور قرآن کی) گواہی دینے والوں میں درج فرمالے۔“

ہم میں سے کون ہے کہ قرآن کریم کی آیات سن کر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہوں؟ اور اُس کا دِل ڈر جاتا ہو؟ یہ سعادت انہیں لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جنہیں قرآن کے ترجمے اور مفہوم سے واقفیت ہو اور وہ سمجھ رہے ہوں کہ ان کا رب ان سے کلام فرما رہا ہے اور انہیں کیا پیغام سنا رہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قرآن سن کر رونا

جن لوگوں کو پیغام الٰہی کے معانی ومطالب پر پوری دسترس حاصل ہوتی ہے ان میں چند بزرگوں کا حال سنیے کہ ان پر قرآن کریم کی تلاوت کا کیا اثر ہوتا تھا؟ صحابی رسول جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ جب قرآن حکیم کی یہ آیات مقدسات نازل ہوئیں:

﴿اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ﴾ (النجم ۵۹تا۶۰)

''کیا تم اس بات سے تعجب کر رہے ہو؟ اور ہنس رہے ہو اور روتے نہیں ہو؟''

جب نبی کریم ﷺ نے اصحاب صفہ کو یہ آیات سنائیں تو وہ اتنا روئے کہ ان کے آنسو رخساروں پر بہہ پڑے۔ نبی کریم ﷺ نے جب ان کے رونے کی آواز سنی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہو گئے۔ جب دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ اور اصحاب صفہ کو روتے دیکھا تو تمام صحابہ کرام قرآنی آیات سن کر بے ساختہ رو پڑے۔ (حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۹۷ جلد ۲)

جناب عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نماز فجر کی امامت کروا رہے تھے۔ آپ نے سورت فاتحہ کے بعد سورت یوسف کی تلاوت شروع فرمادی۔ جب تلاوت کرتے کرتے اس آیت کریمہ پر پہنچے:

﴿وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ﴾ (یوسف:۸۴)

''اور شدت غم سے جناب یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہو گئیں (یعنی وہ فراق یوسف کے حزن کی وجہ سے نابینا ہو گئے) پس وہ اپنے غم کو ضبط کئے ہوئے تھے۔''

تو کوشش کی باوجود ضبط نہ کر سکے اور اتنا روئے کہ آگے قرأت نہ کر سکے اور رکوع کر دیا۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہی جناب عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ آپ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے اور میں آخری صف میں کھڑا تھا۔ سورت یوسف کی تلاوت کرتے کرتے جب آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿قَالَ اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے غم کی شکایت صرف اللہ تعالیٰ سے کرتا ہوں۔

(سورت یوسف آیت نمبر ۸۶)

تو شدت خوف سے اتنا روئے کہ آپ کا سانس رک گیا اور آپ تلاوت جاری نہ رکھ سکے۔ (حیاۃ الصحابہ صفحہ: ۳۰۷ جلد ۲)

یہ تو نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال تھا۔ خود رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کی تلاوت وسماعت کا اتنا اثر ہوتا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو جاتا۔

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ۔

((قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِقْرَءْ عَلَیَّ قُلْتُ اَقْرَءُ عَلَیْكَ وَعَلَیْكَ اُنْزِلَ قَالَ فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَیْرِیْ فَقَرَءْ تُ عَلَیْهِ سُوْرَةَ النِّسَاءَ حَتّٰی بَلَغْتُ فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰوُلَاءِ شَهِیْدًا ۝ قَالَ اَمْسِكْ فَاِذَا عَیْنَانِ تَذْرُفَانِ))

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ: ۶۵۹ کتاب التفسیر)

"مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن سناؤ' میں نے عرض کی "آقا" کیا میں آپ کو پڑھ کر سناؤں حالانکہ قرآن تو خود آپ کی ذات (ستودہ صفات) پر نازل کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کسی دوسرے سے قرآن سننا پسند کرتا ہوں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (قرآن حکیم) سے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کر دی حتیٰ کہ جب پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پہنچا۔ کیا حال ہوگا ان لوگوں کا اس وقت (قیامت کے دن) جب ہم ہر امت پر ایک گواہ لائیں گے۔ اور اے پیغمبر! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں پر (یعنی اس امت پر) گواہ بنا کر کھڑا کریں گے۔ یہ آیت سن کر رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رک جاؤ۔ میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔"

آپ نے غور فرمایا کہ خود رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی قرآنی آیات سن کر رو پڑتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آج اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ ہم میں سے ہر شخص قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کی کوشش کرے اور پیغام الٰہی کو سمجھ کر اس پر عمل کرے اور اپنے عقیدے کو قرآن وسنت کے مطابق بنائے۔ قرآن وسنت کو اپنے عقیدے اور عمل کے مطابق بنانے کی کوشش نہ کرے بلکہ اپنا عقیدہ اور عمل قرآن وسنت کے مطابق بنائے۔ اسی میں دنیا کی کامیابی اور اسی میں آخرت کی نجات ہے۔ بقول اقبال ع

گر تو ہی خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

اگر تم مسلمان بن کر زندگی گزارنا چاہتے ہو تو قرآن کے بغیر ایسا ممکن نہیں ہے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو قرآن فہمی کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

رسالت محمدی

قرآن حکیم کی عظمت، رفعت، حکمت اور منقبت بیان فرمانے کے بعد سورت یاسین کی تیسری آیت میں اللہ کریم نے رسول دو جہاں، امام رسولاں، شافع عاصیاں جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت ورسالت کا تذکرہ فرمایا اور کہا:

﴿إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝﴾

''اے میرے حبیب! بلاشبہ آپ میرے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔''

زمین پر کوئی تیری رسالت کی شہادت دے یا نہ دے، میں تیرا اور ساری کائنات کا رب قسم اٹھا کر کہتا ہوں ''آپ میرے رسول برحق ہیں'' فرش پر تیری نبوت کا کوئی اقرار کرے یا نہ کرے۔ میں عرش پر اعلان کرتا ہوں۔ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ اے میرے حبیب! بلاشبہ آپ میرے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔

ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رشد و رہنمائی اور ہدایت کیلئے انبیاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور رسل کی بعثت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ مختلف ادوار، مختلف خطوں کے اندر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف انبیاء اور رسل تشریف لاتے رہے۔ اور لوگوں کو سیدھا راستہ دکھانے کا فرض سرانجام دیتے رہے۔ قرآن کریم میں ذکر ہے کہ اکثر رسولوں کو ان کی قوموں نے تبلیغ توحید کی پاداش میں ظلم وستم کا نشانہ بنایا اور متعدد انبیاء کرام کو محض اسی وجہ سے قتل بھی کر دیا گیا۔ تا آنکہ سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی اور عمارت رسالت کی آخری اینٹ نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ بھٹکی ہوئی انسانیت کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے کیلئے تشریف لائے تو سابقہ انبیاء کی طرح آپ کی دعوت، مشن اور تبلیغ کو روکنے کیلئے بھی تمام ہتھکنڈے استعمال کیے گئے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی رسالت ونبوت کو مشکوک اور غلط ثابت کرنے کیلئے مشرکین عرب نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور اس کیلئے ہر جائز و ناجائز حربہ اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے رسول رحمت ﷺ کی رسالت کو ثابت کرنے کیلئے قرآن کریم کی کئی آیات نازل فرمائیں۔ سورت یاسین کی مذکورۃ الصدر آیت مبارکہ انہی آیات مبارکہ میں سے ایک ہے۔ آپ ﷺ کی رسالت کو ثابت کرنے کیلئے دوسری جگہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ﴾ (فاطر:۲۴)

”اور کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔“

قرآن کریم کے چودھویں پارے میں اسی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ (نحل:۳۶)

”اور البتہ تحقیق ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (جس نے لوگوں کو بتایا کہ) صرف اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو۔“

قرآن حکیم فرماتا ہے کہ انہی رسولوں میں سے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اقوام کی اصلاح اور امتوں کو ڈرانے کیلئے مبعوث کیا۔ ایک جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

﴿هَٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولَىٰ﴾ (نجم:۵۶)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”یہ (محمد ﷺ) اگلے ڈرانے والوں میں سے ایک ڈرانے والے ہیں۔“

اس موضوع پر قرآن حکیم کی کئی آیات شاہد ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول برحق پیغمبرِ اکرم اور نبی محترم ہیں۔

رسالت محمدی کی ابدیت اور عالمگیریت

یوں تو نبی پاک جناب محمد رسول اللہ ﷺ سابقہ انبیاء و رسل کی طرح اللہ رب العالمین کے نبی اور رسول ہیں مگر آپ میں اور سابقہ انبیاء میں یہ فرق ہے کہ پہلے انبیاء کسی خاص قوم‘ قبیلے‘ ملک اور علاقے کے لوگوں کی طرف‘ خاص وقت کیلئے مبعوث کیے گئے مگر ہمارے راہبر و رہنما جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو پوری انسانیت کی طرف اور قیامت کے دن تک کیلئے رسول بنا کر بھیجا گیا۔ یعنی آپ کی نبوت و رسالت کسی خاص قوم‘ علاقے‘ قبیلے‘ خطے اور مخصوص زمانہ کیلئے نہیں بلکہ آپ کی رسالت عالمگیر اور ابدی ہے اور تمام نوع انسانی کیلئے ہے۔ آپ ﷺ کی اسی عالمگیریت اور ابدیت کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (سبا:۲۸)

”اور (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ کو تمام انسانوں کیلئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ مگر اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔“

اور دوسری جگہ رسول کریم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنی رسالت کی عمومیت‘ ابدیت اور عالمگیریت کا اعلان کریں۔ فرمایا۔

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا نِ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾

(اعراف:۱۵۸)

”(اے محمد ﷺ) آپ فرمایئے کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کا رسول ہوں۔ وہ اللہ جو آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ جو نبی اُمی ہے جو خود اللہ تعالیٰ پر' اس کے کلمات و احکام پر ایمان لایا ہے اور تم اس کی پیروی کرو تا کہ ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔

یعنی آپ ﷺ کو ہر انسان' عام و خاص' امیر و غریب' شاہ گدا' سرخ و گندمی عربی و عجمی' رومی و حبشی' مال دار و تنگدست' سیاہ و سفید' بڑے اور چھوٹے کیلئے رہنما' مقتدا' پیشوا اور مطاع بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔ جس طرح اس رسول امین کے بھیجنے والے کی الوہیت عالمگیر ہے اسی طرح اس رسول مکرم کی نبوت' رسالت اور رحمت بھی عالمگیر ہے۔ جن کا خالق و مالک خدا ہے ان کا رہبر و رہنما محمد مصطفیٰ ہے۔ فرمان خداوندی ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝﴾ (انبیاء ۱۰۷)

''اور ہم نے تو آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

اسی رحمۃ للعالمین پیغمبر کی رسالت کا تذکرہ کرتے ہوئے سورت یٰسین میں فرمایا:

﴿يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝﴾

''اے سید البشر! مجھے قرآن حکیم کی قسم ہے۔ بلا شبہ آپ میرے رسولوں میں سے ہیں۔''

وہی قرآن' وہی فرقاں' وہی یٰسیں' وہی طٰہٰ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہم سب کو اس عظیم المرتبت رسول کا فرماں بردار بن کر زندگی گزارنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خطبہ : ۳

صراط مستقیم

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿يٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○﴾ (یٰس:۱تا۴)

''یٰسین۔ حکمت والے قرآن کی قسم۔ بلاشبہ آپ رسولوں میں سے ہیں (اور) سیدھے راستے پر ہیں۔''

ہر قسم کی تعریفات' تسبیحات' تحمیدات و تمجیدات' خالق کائنات اللہ احکم الحاکمین کیلئے ہیں جو وحدہٗ لاشریک اور حی قیوم ہے۔ اور اَن گنت' لاتعداد اور بے شمار درود و سلام نبی اکرم' رسول معظم' سرور عالم' امام اعظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر جنھیں رب السموات والارض نے تمام بنی نوع انسان کیلئے نبی اور رسول بنا کر مبعوث فرمایا اور رحمۃ للعالمین کے خوب صورت اور بے مثال لقب سے سرفراز فرمایا۔

سورت یٰسین کی ابتدائی تین آیات کی تشریح و تفسیر آپ پچھلے دو خطبات میں سماعت فرما چکے ہیں اور لفظ یٰسین کی حقیقت' قرآن کی عظمت و حکمت اور امام الانبیاء ﷺ کی بعثت' نبوت اور رسالت کے بارے میں معلومات حاصل کر چکے ہیں۔ اللہ رب العزت سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس بابرکت سورت کو سمجھ کر اس میں بیان کردہ احکام و مسائل پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

کفار کا اعتراض اور اس کا جواب

رسول کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے جب کفار مکہ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توحید اور اپنی رسالت کا مسئلہ بیان فرمایا اور لوگوں کو غیر اللہ کی عبادت، پرستش اور پوجا سے منع کر کے ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا۔ نیز انہیں اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کی تلقین کی تو مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ پر طرح طرح کے اعتراضات کیے۔ ان میں ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ آپ نے ہمارے سامنے ایک نیا مذہب، نیا عقیدہ، نیا راستہ پیش کیا ہے۔ جبکہ ہمارے آباء و اجداد اور بزرگ اس عقیدے پر کاربند نہ تھے۔ پس ہمیں تو اپنے بزرگوں اور باپ دادا کا راستہ ہی عزیز اور محبوب ہے۔ ہم آپ کے کہنے پر اپنے آبائی مذہب کو نہیں چھوڑ سکتے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ﴾ (البقرہ:۱۷۰)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے۔ پیروی کرو، اس کی جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ تو وہ کہتے ہیں۔ بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا؟ کیا (وہ باپ دادا کی ہی پیروی کریں گے) اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ سمجھ نہ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔''

انہوں نے یہ بھی کہا کہ اے محمد! ﷺ تم نے باپ دادا کے مذہب کا انکار کر کے نیا اور غلط راستہ اختیار کر لیا ہے۔ کیا اب ہمیں بھی گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟ تو رب تعالیٰ نے کفار و مشرکین کے اس اعتراض کے جواب میں ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝﴾

''اے میرے پیغمبر ﷺ'' بلاشبہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سیدھے راستے پر ہیں۔''

یعنی آپ کو گمراہ سمجھنے والے خود گمراہ اور ضال ہیں۔ آپ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاء کردہ ''صراط مستقیم'' پر گامزن ہیں۔ اور آپ کا دین خدائی جبکہ مشرکین کا دین آبائی ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صراط مستقیم کی دعا

قرآن کریم کی سورت فاتحہ جسے اُمُ الکتاب' اُمُ القرآن اور سبع مثانی بھی کہا گیا ہے۔ یہ وہ بابرکت اور عظیم المرتبت سورت ہے جسے ہر نمازی' ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھتا ہے اور اس میں اپنے رب سے اس کی تعریف' ثناء اور بزرگی بیان کرنے کے بعد بصد ادب واحترام عرض کرتا ہے:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾

"اے میرے رب! ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطاء فرما۔"

رسول مکرم ﷺ کی واضح اور صریح حدیث مبارکہ ہے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))

(صحیح بخاری صفحہ ۱۰۴' کتاب الاذان)

"جو شخص نماز میں سورت فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔"

آپ ﷺ کے اس فرمان مبارک سے یہ بات واضح ہوگئی۔ کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں ہر نمازی کیلئے سورت فاتحہ لازمی اور ضروری ہے۔ وہ نماز فرض ہو' نفل ہو یا سنت ہو چاہے نماز فجر ہو' ظہر ہو' عصر ہو' مغرب ہو' عشاء ہو' وتر ہو' تہجد ہو' تراویح ہو جمعہ ہو' اشراق ہو یا نماز جنازہ ہو۔ نمازی چاہے اکیلا ہو' امام ہو یا مقتدی ہو' نماز چاہے جہری ہو یا سری۔ جب تک نمازی اپنی نماز کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ کی قرأت نہیں کرے گا اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ نماز چاہے گھر میں پڑھی جائے۔ چاہے محلّہ کی مسجد میں ادا کی جائے۔ چاہے جامع مسجد میں پڑھی جائے۔ نماز خواہ کوفے میں ادا ہو خواہ بغداد میں۔ چاہے مکہ میں پڑھی جائے اور چاہے مدینہ میں۔ جسے ہم نماز کہتے ہیں اس میں سورت فاتحہ پڑھنی ہی پڑے گی۔

بعض نام نہاد مذہبی پیشوا لوگوں کو صراط مستقیم کی دعا سے روکنے کیلئے انہیں امام کی اقتداء میں سورت فاتحہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور عوام کو دھوکا دینے کیلئے انہیں کہتے ہیں کہ "تمہاری طرف سے امام کی سورت فاتحہ ہی کافی ہے"۔ بھائیو! قابل غور بات یہ ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب ہم امام کی اقتداء میں ثناء اپنی پڑھتے ہیں' تکبیرات کہتے ہیں' رکوع کی تسبیحات پڑھتے ہیں' بعد الرکوع دعا پڑھتے ہیں' سجدہ کی دعا پڑھتے ہیں' تشہد اپنا پڑھتے ہیں' سلام پھیرتے ہیں' تو سورت فاتحہ کیوں نہیں پڑھتے؟ جب ان تمام امور میں ہم امام کی اقتداء میں ہونے کے باوجود اس کے پیچھے سب کچھ پڑھتے ہیں۔ تو سورت فاتحہ سے کیا دشمنی؟ کیا کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارا مولوی نہیں چاہتا کہ میرا مقتدی نماز میں اپنے رب سے ''صراط مستقیم'' کی دعا کرے۔ کیوں کہ اسے معلوم ہے کہ اگر اس کی دعا قبول ہوگئی اور رب تعالیٰ نے اسے صراط مستقیم کی سمجھ عطاء فرمادی تو پھر میرے لئے تیجے' ساتے' دسویں اور چالیسویں کے کھانے بند ہو جائیں گے اس لئے اس نے بڑی گہری سازش سے آپ کو سورت فاتحہ پڑھنے سے روک رکھا ہے۔ تا کہ نہ آپ سورت فاتحہ پڑھیں اور نہ اس میں صراط مستقیم کی دعا کریں' نہ آپ کو صراط مستقیم نصیب ہو' نہ آپ صراط مستقیم پر چلیں اور نہ مولوی کے رنگ برنگے کھانے بند ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تکبیر تحریمہ سے لیکر سلام تک نماز کے تمام ارکان کی تسبیحات اور دعائیں آپ خود پڑھیں۔ مگر سورت فاتحہ نہ پڑھیں۔ کیوں کہ اس میں صراط مستقیم کی دعا ہے۔ اور مقتدیوں کو صراط مستقیم مل گیا تو مولوی کا کیا بنے گا؟۔

امید ہے کہ آپ کو بات سمجھ آ گئی ہوگی اور آپ آج سے ان شاء اللہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھیں گے اور اپنے رب سے صراط مستقیم کی دعا کیا کریں گے۔

آپ حیران ہوں گے کہ بعض مصنفین نے اپنی کتب میں تحریر فرمایا ہے کہ جب مقتدی امام کو تنخواہ' صدقہ فطر' قربانی کی کھالیں' اور جمعرات کی روٹیاں دیتے ہیں اور وہ اس کے بدلے میں ان کی طرف سے سورت فاتحہ پڑھ دیتا ہے۔ تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے؟۔

چنانچہ مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب اپنی کتاب ''احسن الکلام'' میں رقم طراز ہیں کہ۔

''مقتدیوں نے بڑی محنت اور مشقت سے اپنا امام مقرر کیا' اس کو چندہ اور تنخواہ دی اور نہ سہی تو صدقہ فطر' قربانی کی کھالیں اور جمعرات کی روٹیاں ہی دیں۔ امام صاحب نے کھائیں اور خوب ان کے جسم پر گوشت و پوست پیدا ہوا اور وہ فربہ ہوئے پھر مقتدیوں نے دوڑ کر وضو کیا امام کی اقتداء کی اور بڑی محنت سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

امام کی اتباع اختیار کی اگر مقتدیوں کو امام کی قرأت کفایت کرتی ہے۔ تو اس میں کیا تعجب ہے۔ یہ مقتدیوں کی محنت کا ثمرہ ہے۔ (احسن الکلام صفحہ ۱۰ مطبوعہ ۱۹۵۵)

اگر یہی بات درست ہے اور اسی طرح کرنا ہے تو پھر آئمہ مساجد کی تنخواہیں بڑھا دیں اور ان سے کہیں کہ ہم مصروف لوگ ہیں مسجد میں نہیں آ سکتے' آپ ہم سے تنخواہ زیادہ لے لیا کریں اور ہماری نمازیں بھی پڑھ دیا کریں۔ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

اللہ تعالیٰ سے مکالمہ

اب آیئے رسول کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ کی طرف اور پوچھئے آپ ﷺ سے کہ کیا مقتدی کو امام کی اقتداء میں سورت فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ یا نہیں؟ حدیث کی عبارت اور ترجمہ پر غور کریں۔ اور رسول کریم ﷺ کی سنت مطہرہ کے مطابق نماز پڑھنے کی کوشش فرمائیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً لَمْ یَقْرَءْ فِیْھَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَھِیَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَیْرُ تَمَامٍ فَقِیْلَ لِاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اِنَّا نَکُوْنُ وَرَاءَ الْاِمَامِ فَقَالَ اقْرَءْ بِھَا فِیْ نَفْسِكَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ قَسَمْتُ الصَّلٰوۃَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ وَلِعَبْدِیْ مَا سَئَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ قَالَ مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ وَقَالَ مَرَّۃً فَوَّضَ اِلَیَّ عَبْدِیْ فَاِذَا قَالَ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ قَالَ ھٰذَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَاسَئَلَ فَاِذَا قَالَ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ قَالَ ھٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَاسَئَلَ)) (صحیح مسلم صفحہ ۱۷۰ جلد ۱۔ باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ)

''جس نے نماز میں ام القرآن (سورت فاتحہ) نہیں پڑھی تو اس کی نماز نکمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوئی۔ بلکہ ناقص رہی۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین بار فرمائی جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوں تو کیا کریں؟ آپ نے فرمایا ''اسے آہستہ پڑھ لیا کرو'' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ نماز کو میں نے اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کرلیا ہے۔ اور میرا بندہ جو سوال کرتا ہے وہ پورا کیا جاتا ہے۔ پس جب (میرا) بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے' میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب نمازی۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ میرے بندے نے میری ثنا بیان کی جب نمازی۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور کبھی فرماتا ہے کہ میرے بندے نے اپنے سب کام میرے سپرد کردیئے اور نمازی جب۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ معاملہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرا بندہ جو مانگے گا اسے ملے گا۔ پھر جب نمازی۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ ○ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سب کچھ میرے بندے کیلئے ہے اور میرا بندہ مجھ سے جو سوال کرے گا وہ سب کچھ اسے عطاء کیا جائے گا۔

آپ نے غور فرمایا کہ نمازی جب سورہ فاتحہ پڑھتا ہے تو اللہ رحیم وکریم ہر آیت کے جواب سے نوازتا ہے۔ اب جو شخص سورت فاتحہ پڑھتا ہی نہیں ہے۔ نہ اس کی نماز ہوتی ہے اور نہ اسے اپنے رب سے ہم کلامی اور مکالمے کی سعادت نصیب ہوتی ہے اور وہ نماز کی حرکات وسکنات کے باوجود سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کی وجہ سے نماز کے ثواب اور اپنے رب کی مناجات سے محروم رہتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقتدی اور امام

یہ امر حیران کن اور تعجب انگیز ہے کہ ہمارے ہاں مقتدی ساری عمر امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اور جب مقتدی فوت ہو جاتا ہے اور امام اس کی میت پر نماز جنازہ پڑھانے کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اب مقتدیوں کے ساتھ امام بھی سورت فاتحہ نہیں پڑھتا۔ زندگی میں امام صاحب فرماتے تھے کہ مقتدیوں کو پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ اکیلے امام کی سورت فاتحہ ہی ہزاروں مقتدیوں کیلئے کافی ہے۔ اب جنازہ کی نماز میں نہ امام نے فاتحہ پڑھی اور نہ ہی مقتدیوں نے۔ بتایا جائے کہ اب کس کی فاتحہ کسے کفائیت کرے گی۔ آپ اندازہ فرمائیں فاتحہ خود نہیں پڑھتے اور الزام دوسروں پر لگاتے ہیں کہ ''مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود'' جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے کہ یہ محاورہ استعمال کرنے والے خود جنازہ میں نہ تو فاتحہ پڑھتے ہیں اور نہ مسنون درود۔ جب کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ سورت فاتحہ کے بغیر کوئی نماز، نماز کہلا ہی نہیں سکتی اور درود شریف کے بغیر کوئی دعا اور نماز درجہ قبولیت حاصل نہیں کر سکتی۔ کتب احادیث میں دوسری نمازوں کی طرح نماز جنازہ میں بھی سورت فاتحہ پڑھنے کا ذکر و حکم موجود ہے۔ جس طرح دوسری کوئی نماز سورت فاتحہ کے بغیر مقبول و منظور نہیں۔ اسی طرح نماز جنازہ بھی سورت فاتحہ کے بغیر تمام و مکمل نہیں۔ حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

((صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَقَالَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّهَا سُنَّةٌ))

(صحیح بخاری صفحہ ۱۷۸ جلد ۱ کتاب الجنائز)

''میں نے جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اقتدا میں نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے (با آواز بلند) سورت فاتحہ کی قرأت کی اور فرمایا (میں نے بلند آواز سے سورت فاتحہ اس لئے پڑھی ہے) تا کہ تم جان لو کہ جنازہ میں اس کا پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔''

جامع ترمذی شریف میں جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

((مِنَ السُّنَّةِ الْقِرَاءَةُ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))
کہ نماز جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھنا نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔"

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

((اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَءَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))
"بلاشبہ نبی اکرم ﷺ نماز جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھتے تھے۔"

(جامع ترمذی صفحہ ۱۲۲ جلد ۱ ابواب الجنائز)

ان روایات سے نماز جنازہ میں سورت پڑھنے کا مسئلہ واضح ہو جاتا ہے۔ اب بھی اگر کوئی جنازہ میں سورت فاتحہ نہ پڑھے اور مقتدیوں کو بھی اس سنت رسول ﷺ سے روکنے کی کوشش کرے تو آپ خود فیصلہ فرما لیں کہ وہ محبّ رسول ﷺ ہے یا مخالف رسول۔

صراط مستقیم کی اہمیت

نماز میں سورت فاتحہ پڑھنے کے ذکر میں بات قدرے طوالت اختیار کر گئی۔ عرض یہ کر رہا تھا کہ نمازی نماز کی ہر رکعت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تعریف ثنا اور حمد کرنے کے بعد بصد عجز و انکسار اس سے صراط مستقیم پر چلنے کی دردمندانہ درخواست اور دعا کرتا ہے۔ آپ سورت فاتحہ کے الفاظ اور ترجمہ پر غور کریں تو احساس ہوگا کہ صراط مستقیم کی کتنی اہمیت اور عظمت ہے۔ مسلمان آدمی اپنا کاروبار دکان اور دوسری تمام مصروفیات چھوڑ کر مسجد میں حاضر ہوتا ہے۔ طہارت و پاکیزگی حاصل کرنے کے بعد رب العزت کے حضور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ یا اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي (آخر تک) پڑھنے کے بعد اپنے خالق کی حمد و ثنا میں یوں رطب اللسان ہوتا ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝﴾

"سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ بہت ہی مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ جزا کے دن کا مالک ہے۔ (اے ہمارے رب) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی بیان کرنے کے بعد اس کے مسلسل انعامات کا اعتراف واقرار کرتے ہوئے اپنی عبدیت اور ناتوانی کا اعلان کر کے انسان اپنے رب کے حضور دست بستہ عرض کرتا ہے۔ مولا! میں کمزور ہوں' میرا نفس مجھے فریب میں اور شیطان مجھے گمراہی میں مبتلا کرنے کی ازحد کوشش کر رہا ہے۔ میں تجھ سے تیری رحمت کا طلب گار ہوں' میری دستگیری فرما' مجھ پر اپنا لطف و کرم فرما اور اس کی عملی صورت یہ ہے کہ

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝﴾

''ہم سب کو سیدھے راستہ پر چلنے کی توفیق عطاء فرما' ان کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا' نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا۔''

مسلمان و مومن آدمی دعا کے اس مقام پر پہنچ کر صرف اپنی ذات کیلئے نہیں بلکہ پوری امت محمدیہ کیلئے ہدایت کی درخواست کرتے ہوئے عرض کرتا ہے۔ اِهْدِنَا۔ اے میرے رب! میں تیرا بندہ تجھ سے امت مسلمہ کے ہر فرد کیلئے ہدایت اور صراط مستقیم کا طلب گار ہوں۔

بعض غیر مسلم اور کئی جاہل و بے عمل لوگ نمازیوں کا مذاق اُڑانے کے لیے اعتراض کرتے ہیں کہ یہ نمازی حضرات ساری عمر اپنے رب سے ''صراط مستقیم'' کی دعا کرتے رہتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں عمر بھر سیدھا راستہ نصیب ہی نہیں ہوتا۔ یہ انتہائی نامعقول اور فضول اعتراض ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ﴿اِهْدِنَا﴾ کا لفظ کئی معنوں میں مستعمل ہے۔ اس کا معنی صرف دکھانا ہی نہیں بلکہ چلانا' منزل مقصود پر پہنچانا اور ثابت قدم رکھنا بھی اس کا معنی ہے۔ اسی لئے شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ ''چلا ہم کو سیدھے راستے پر'' بعض علماء تفسیر نے اس کا معنی وَفِّقْنَا وَثَبِّتْنَا کیا ہے کہ اے اللہ! ہمیں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطاء فرما اور اس پر ثابت قدمی نصیب فرما۔ تو ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ کا معنی یہ ہوا کہ اے پروردگار عالم! ہمیں سیدھا راستہ دکھا' اس پر چلا اور استقامت عطاء فرما۔ آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صراط مستقیم کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول مکرم ﷺ کی اتباع کا نام ہی صراط مستقیم ہے۔ یہی وہ راہ حق ہے جس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، صلحاء امت، بزرگان ملت، محدثین عظام اور مفسرین کرام رحمہم اللہ گامزن رہے اور لوگوں کو اسی کی تبلیغ، وعظ اور نصیحت کرتے رہے۔ شرک، بدعت اور مخالفت رسول کا راستہ کبھی جادۂ حق اور صراط مستقیم نہیں ہو سکتا۔ رسول کریم ﷺ کی زبان حق ترجمان نے صراط مستقیم کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللَّهِ وَسُنَّةُ رَسُولِهِ)) (رواہ مالک فی الموطا۔ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۱)

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جنہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور اسکے رسول کی سنت۔''

بعض لوگوں نے اپنی عقل اور فکر کے مطابق صراط مستقیم کو چار خانوں میں تقسیم کر رکھا ہے اور یہ بات مشہور کر رکھی ہے کہ چاروں مذاہب (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) میں سے کسی کو قبول کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے اور اگر کوئی شخص ان چاروں میں سے کسی ایک کو اختیار نہیں کرتا تو وہ صراط مستقیم سے ہٹا ہوا اور گمراہ ہے۔ جب کہ یہ دعویٰ بلا دلیل اور خلاف حقیقت ہے۔ کیونکہ ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اِن چاروں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا نہیں بلکہ کتاب و سنت سے تمسک کرنے اور اسی کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور اسی کا نام جادۂ حق اور صراط مستقیم ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی احادیث کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے چار ٹیڑھے راستوں کو چھوڑنے اور ایک ہی راستے کو اپنانے کا حکم دیا ہے۔ مشہور صحابی جناب جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ فَخَطَّ خَطًّا وَخَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَمِينِهِ وَخَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَسَارِهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ فِي الْخَطِّ الْأَوْسَطِ فَقَالَ هٰذَا سَبِيلُ اللّٰهِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ)) (سنن ابن ماجہ صفحہ ۳)

''ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور اس کے دائیں اور بائیں دو دو لکیریں کھینچیں، پھر درمیان والی سیدھی لکیر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ''یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ''بلاشبہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے''۔ پس تم اسی کی اتباع کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ راستے تمہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے جدا کر دیں گے۔''

اس حدیث پاک سے یہ بات اور واضح ہو گئی کہ قرآن سنت کے راستے کو چھوڑ کر چاروں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے سے امت اختلاف و انتشار کا شکار ہو گی۔ قوم کو افتراق سے بچانے اور متفق اور متحد رکھنے کا ایک ہی راستہ اور طریقہ ہے اور وہ ہے ''قرآن و حدیث کی اتباع''۔

صحاح ستہ کے مترجم علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث مبارکہ کی تشریح فرماتے ہیں۔ ''اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث پر چلنا ہی صراط مستقیم اور طریق قویم ہے۔ اور آدمی اسی راہ سے بے خطر اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ جو اس کے سوا کسی اور راہ پر چلے وہ گمراہ، ضال، غوی اور گرفتار ضلال ہے۔'' (سنن ابن ماجہ مترجم جلد ا صفحہ ۲۶)

اسلام اور صراط مستقیم

صراط مستقیم سے مراد اسلام ہی ہے۔ جو آدمی قرآن و سنت پر عمل کرتا ہے وہ صراط مستقیم پر ہے۔ اور جو شخص اسلام پر نہیں چل رہا وہ صراط مستقیم سے بھٹک گیا اور گمراہ ہو گیا۔ گویا اسلام اور صراط مستقیم دو مترادف الفاظ ہیں اسلام کا نام صراط مستقیم اور صراط مستقیم کا نام اسلام ہے۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

جناب نواس بن سمعان انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے اسلام اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صراط مستقیم کے مفہوم کو ایک مثال کے ذریعے یوں واضح فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ضَرَبَ مَثَلًا صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَعَلٰى كَنَفَيِ الصِّرَاطِ سُوْرَانِ فِيْهِمَا اَبْوَابٌ مُّفَتَّحَةٌ وَ عَلَى الْاَ بْوَابِ سُتُوْرٌ۔ وَدَاعٍ يَّدْعُوْا عَلٰى رَأْسِ الصِّرَاطِ يَقُوْلُ يٰاَيُّهَا النَّاسُ ادْخُلُوا الصِّرَاطَ جَمِيْعًا وَلَا تَنْفَرِجُوْا وَ دَاعٍ يَّدْعُوْا مِنْ فَوْقِهٖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَا طٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ۔ وَالصِّرَاطُ اَلْاِسْلَامُ وَالسُّوْرَانِ حُدُوْدُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْاَبْوَابُ الْمُفَتَّحَةُ مَحَارِمُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَذَالِكَ الدَّاعِيْ عَلٰى رَاسِ الصِّرَاطِ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ))

(مسند احمد الفتح ربانی صفحہ ۸۳ جلد ۱ کتاب الایمان والاسلام)

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی مثال یوں بیان فرمائی ہے کہ وہ ایک سیدھا راستہ ہے اور اس راستے کے دونوں جانب دو دیواریں ہیں جن میں کھلے ہوئے دروازے ہیں۔ ان دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں اور راستے کے سرے پر ایک پکارنے والا پکار رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے اے لوگو! اس راستے میں سب اکٹھے داخل ہو جاؤ اور اِدھر اُدھر نہ مڑو اور راستہ کے اوپر ایک پکارنے والا پکار رہا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ہے جو سلامتی کے گھر کی طرف بلا رہا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی رہنمائی فرماتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ راستے سے مراد اسلام اور دیواروں سے مراد اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور راستے کے سرے پر پکارنے والا ”اللہ تعالیٰ کی کتاب“ ہے اور کھلے دروازوں سے مراد اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔“

اس حدیث مبارکہ سے وضاحت ہوگئی کہ صراط مستقیم سے مراد اسلام ہی ہے اور صراط مستقیم صرف ایک ہے۔ اس لیے اسلام بھی ایک ہے۔ اسلام کو چار یا پانچ خانوں میں تقسیم کرنے کا کوئی وجود و ثبوت نہیں ہے۔ اس اسلام یعنی صراط مستقیم سے جو اِدھر اُدھر نکل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گیا یعنی اس نے سیدھے راستے کو چھوڑ کر ٹیڑھے راستوں کو اختیار کر لیا' اس نے رحمان کی بجائے شیطان کی پیروی کی اور شیطان نے اپنے پیروکاروں کو کئی فرقوں' گروہوں اور جتھوں میں تقسیم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو فرقہ واریت سے ہٹ کر خالص اسلام' صراط مستقیم یعنی قرآن وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

تہتر فرقے

بڑے دکھ' تکلیف اور افسوس کی بات ہے کہ آج مسلمان کئی فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ اور ہر فرقہ کے لوگ خود کو سچا اور دوسروں کو جھوٹا گردانتے ہیں۔ بلکہ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانے کو اسلام کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں۔ جس پیغمبر اعظم ﷺ نے کافروں کو اپنے اخلاق سے مسلمان بنایا۔ آج اسی نبی کے امتی مسلمانوں کو کافر بنانے پر تلے ہوئے ہیں' ایک فرقے کا مولوی آتا ہے تو وہ دوسروں پر کفر کا فتویٰ لگا جاتا ہے دوسرے فرقے کا مولوی آتا ہے تو وہ مخالف فریق پر مشرک اور بدعتی ہونے کا فتویٰ لگا کر اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتا ہے۔ اور فرقہ بندی' گرہ بندی اور جتھہ بندی قائم رکھنے اور اسے دوام بخشنے کیلئے تمام فرقے آپ ﷺ کی حدیث کا سہارا لیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی سب جہنمی ہوں گے مگر ایک گروہ جنتی ہوگا۔ اب ہر فرقہ اپنے آپ کو جنتی اور دوسروں کو جہنمی قرار دیتا ہے اور امت کو فرقہ بندی میں تقسیم کرنے کیلئے اس حدیث کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ کہ امت میں فرقے ضرور ہونے چاہیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔

اس حدیث کا مفہوم قطعاً یہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ کا حکم ہے کہ میری امت ضرور تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو۔ بلکہ آپ ﷺ نے تو افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے بہتر (۷۲) فرقے تھے جب کہ میری امت فرقہ واریت میں ان سے بھی آگے بڑھ جائے گی اور یہ تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ حدیث کے الفاظ پر غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ اس حدیث میں آپ ﷺ نے فرقہ بندی کی مذمت فرمائی ہے اور دخول جنت کے مستحقین کا عقیدہ اور عمل بیان فرمایا ہے۔ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَیَاتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ مَااَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْ وَالنَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذَالِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَااَنَاعَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ)) (جامع ترمذی صفحہ ۸۹ جلد ۲)

"میری اُمت پر بنی اسرائیل کے زمانے جیسا زمانہ آئے گا اور دونوں زمانوں کے حالات میں ایسی مطابقت اور مماثلت ہوگی جیسی دو جوتوں میں ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں کوئی اعلانیہ اپنی ماں کے پاس آیا ہوگا تو میری امت میں سے بھی کوئی ایسا کرے گا۔ اور بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہوئے جب کہ میری امت تہتر (۷۳) گروہوں میں تقسیم ہوگی۔ یہ تمام فرقے جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے مگر ایک گروہ بچا لیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون لوگ ہیں (جو آگ سے بچا لئے جائیں گے) آپ ﷺ نے فرمایا (جو اس راہ پر چلیں گے) جس پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

مذہبی نسبتیں

آپ خود غور فرمائیں کہ سرور دو عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے فداکار و جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس راہ پر چلتے تھے؟ ان کا مسلک اور مذہب کیا تھا۔؟ ظاہر بات ہے کہ وہ حنفی تھے نہ شافعی۔ مالکی تھے نہ حنبلی۔ نقشبندی تھے نہ پنج پیری۔ جعفری تھے نہ علوی۔ چشتی تھے نہ سہروردی۔ قادری تھے نہ جیلانی۔ بلکہ وہ تو خالص قرآن و سنت پر عمل کرتے تھے۔ اور اسی کو جادۂ حق اور صراط مستقیم سمجھتے تھے۔ مذکورہ الصدر حدیث مبارکہ میں اللہ کے آخری رسول ﷺ نے قیامت تک آنے والے ایسے ہی خوش نصیبوں کو جہنم سے آزادی کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مژدہ جاں فزا سنایا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح صرف اور صرف کتاب و سنت پر عمل کریں گے۔ اور تیسری کسی چیز کو مذہب کا درجہ نہیں دیں گے' ہر چیز کو ٹھکرائیں گے۔ مگر قرآن و سنت کو سینے سے لگائیں گے۔ ہر بات کا انکار کریں گے۔ مگر قرآن و حدیث سے سر مو انحراف نہیں کریں گے۔

آج امت مسلمہ جن گروہوں' گروپوں' فرقوں' دھڑے بندیوں اور خانوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور اور زمانہ خیر القرون یعنی اسلام کی پہلی چار صدیوں میں ان کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اور لوگ خالص قرآن و حدیث کے مطابق زندگی گزارتے تھے۔ ان میں فرقہ بندی' گروہ بندی اور تفریق و تقسیم کا نام و نشان نہ تھا۔ برصغیر کے نامور محدث حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ احمد بن الشیخ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مذہبی نسبتوں کی تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((اَنَّ اَهْلَ الْمِائَةِ الرَّابِعَةِ لَمْ يَكُوْنُوْا مُجْتَمِعِيْنَ عَلَى التَّقْلِيْدِ الْخَالِصِ عَلٰى مَذْهَبٍ وَّاحِدٍ وَالتَّفَقُّهِ لَهٗ وَالْحِكَايَةِ لِقَوْلِهٖ))

(حجۃ اللہ البالغہ عربی و اردو صفحہ ۳۷۲ جلد ۱)

"بلاشبہ چوتھی صدی ہجری اور اس سے پہلے کے لوگ ایک مذہب کی خاص تقلید اور اس کی فقہ پر عمل کرنے اور اسے نقل کرنے پر متفق نہیں ہوئے تھے۔"

اس سے واضح ہو گیا کہ آج کی فرقہ وارنہ مذہبی نسبتیں بعد کی پیداوار اور ایجاد بندہ ہیں۔ ان سے اجتناب' پرہیز اور کنارہ کشی کر کے ہی امت مسلمہ کا قرآن و سنت پر اتحاد و اتفاق ہو سکتا ہے۔ اور یہی اہلحدیث کی دعوت' مسلک اور مشن ہے۔ اسی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین و تبع تابعین' صلحائے امت' ائمہ دین اولیائے کرام' محدثین عظام اور علماء اسلام رحمہم اللہ اجمعین عمل پیرا رہے ہیں۔ یہی راہ نجات' سبیل رسول اور صراط مستقیم ہے اس کی مخالفت سراسر گمراہی اور ضلال مبین ہے۔ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ۔ پس حق کے بعد کیا رہ گیا۔ بجز گمراہی کے۔

(سورۂ یونس آیت نمبر ۳۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصحاب حدیث

قرآن وحدیث کو ہی راہ نجات، سبیل رسول، جادۂ حق اور صراط مستقیم جاننے، سمجھنے اور ماننے والے ہر دور میں موجود رہے ہیں۔ جو کسی ایک فقہی مکتب فکر سے وابستہ ہونے کی بجائے کتاب وسنت کے چشمہ صافی سے سیراب ہوتے اور اسی خالص اسلام کی لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور قرآن وسنت کو مسلک حق اور دین حق گردانتے رہے ہیں۔ ایسے خوش بخت، سعادت مند اور صحیح العقیدہ افراد کو اہلحدیث، اہل الاثر اور سلفی کہا جاتا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ چوتھی صدی ہجری سے قبل ایسے لوگوں کی موجودگی اور ان کا عقیدہ اور عمل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((وَكَانَ مِنْ خَبَرِ الْخَاصَّةِ أَنَّهُ كَانَ أَهْلُ الْحَدِيثِ مِنْهُمْ يَشْتَغِلُوْنَ بِالْحَدِيثِ فَيَخْلُصُ إِلَيْهِمْ مِنْ أَحَادِيثِ النَّبِيِّ ﷺ وَآثَارِ الصَّحَابَةِ مَالَا يَحْتَاجُوْنَ مَعَهُ إِلَى شَيْءٍ آخَرَ فِي الْمَسْئَلَةِ)) (حجۃ اللہ البالغہ عربی و اردو صفحہ ۳۷۳ جلد ۱)

"اور خواص کی یہ حالت تھی کہ وہ اہلحدیث تھے، حدیث میں انہماک رکھتے تھے۔ ان کے پاس نبی اکرم ﷺ کی احادیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار اس قدر موجود تھے کہ انہیں کسی مسئلہ میں کسی دوسری چیز کی ضرورت ہی نہیں تھی۔"

قرآن وسنت کو ہی عین اسلام، سبیل رسول، صراط مستقیم اور طریق قویم سمجھنے اور اس پر عمل کرنے والی "جماعت حقہ" کی ہر دور میں موجودگی، ان کی تعداد میں اضافہ اور کامیابی کی خوشخبری اور بشارت سرور دو جہاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان حق ترجمان سے یوں بیان فرمائی ہے کہ:

((لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ قَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ))

(رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن۔ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۸۴)

"میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ (حق پر اور) امداد الٰہی کی مستحق رہے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کو رسوا کرنے والا قیامت تک انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا۔"

امام ابن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ جماعت اصحاب الحدیث کی جماعت ہے۔

عبادت الٰہی اور صراط مستقیم

قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت الٰہی کو بھی صراط مستقیم کہا گیا ہے۔ کیونکہ توحید کی ضد شرک ہے اور شرک کا مرتکب شخص کسی صورت بھی جادۂ حق پر گامزن نہیں ہو سکتا۔ اسی سورۂ یٰسین میں آگے آئے گا کہ قیامت کے دن جب مجرمین اور کافرین کو صالحین اور متقین سے الگ کر دیا جائے گا اور مجرم لوگ عذاب الٰہی کو دیکھ کر واویلا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کافرین و مشرکین اور مجرمین و ضالین سے فرمائے گا کہ آج چیخنے چلانے اور منہ بسورنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ دنیا میں ہم نے تمہیں اپنے انبیاء' اولیاء' صلحاء' اتقیاء اور شرفاء کے ذریعے تاکیدی حکم دیا تھا کہ صرف میری ہی عبادت کرو اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ' مگر تم نے "صراط مستقیم" سے روگردانی کر کے شیطان کو اپنا معبود بنا لیا اور صراط مستقیم یعنی میری عبادت سے انکار و انحراف کیا۔ اس لئے آج تمہیں جہنم کے دردناک عذاب میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ الفاظ قرآنی اور ان کے ترجمے پر غور کریں تو بات واضح ہو جائے گی:

﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ۝ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ وَأَنِ اعْبُدُونِي هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝﴾ (یٰسین ۵۹ تا ۶۱)

"اور (حکم ہوگا) اے مجرموں! آج (صالحین سے) الگ ہو جاؤ۔ اے اولاد آدم! کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا' بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی عبادت کرنا۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔"

سورۂ مریم میں اللہ تعالیٰ نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم کے سامنے اللہ تعالیٰ کی توحید' شرک کی مذمت اور عبادت الٰہی کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○﴾

(سورۃ مریم آیت نمبر ۳۵ تا ۳۶)

''اللہ تعالیٰ کے لیے زیبا نہیں کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔ وہ پاک ہے جب وہ کسی کام کا فیصلہ فرما دیتا ہے تو اسے حکم دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ میرا پروردگار ہے اور تمہارا پروردگار بھی وہی ہے۔ لہٰذا تم اُسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔''

ان آیات بیّنات میں یہ بات وضاحت سے بیان فرمادی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا انکاری اور مشرک صراطِ مستقیم پر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ صراطِ مستقیم پر گامزن انہی لوگوں کو سمجھا جائے گا جو اپنے خالق و مالک کے عبادت گزار، فرماں بردار، اطاعت شعار اور عقیدہ توحید میں پختہ اور کامل ہوں گے۔

انبیاء کرام اور صراطِ مستقیم

قرآن عزیز میں انبیاء کرام کے عقیدہ توحید کو بھی صراطِ مستقیم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کفارِ مکہ کا دعویٰ تھا کہ ہم دین ابراہیمی کے پیروکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام موحد کامل تھے، صراطِ مستقیم پر تھے اور شرک سے بیزار تھے۔ جد الانبیاء، امام الموحدین جناب ابراہیم علیہ السلام کے صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کا ذکر قرآن کریم میں یوں کیا گیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَّلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○﴾

(سورۃ نحل آیت نمبر ۱۲۰ تا ۱۲۱)

''بے شک ابراہیم علیہ السلام ایک امت (اور) اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار (اور) یکسوئی سے حق کی طرف مائل تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی نعمتوں کے شکر گزار تھے۔ اللہ رب العزت نے انہیں چن لیا تھا اور ان کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرمائی تھی۔''

اس آیت کریمہ میں جناب ابراہیم علیہ السلام کی ذات اقدس کیلئے ''امت'' کا لفظ ارشاد فرمایا گیا ہے۔ عربی زبان میں لفظ ''اُمت'' متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے۔ ان میں چند مشہور اور اہم معانی حسب ذیل ہیں:

① وہ انسان جو تمام خوبیوں کا جامع ہو۔

② امام، مقتدا اور پیشوا۔

③ حق و صداقت کا علمبردار۔

④ وہ شخص جو دنیا بھر سے الگ تھلگ ہو۔

⑤ ایسی قوم جس کی طرف کوئی رسول مبعوث فرمایا گیا ہو۔

ان تمام خوبیوں کے اعتبار سے جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو ''امت'' کہا جا سکتا ہے۔ آپ تمام خوبیوں کے مرقع اور تمام اوصاف سے مرصع تھے۔ آپ کی امامت و پیشوائی کی گواہی خود قرآن کریم نے دی ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ (بلاشبہ میں تجھے تمام انسانوں کا امام بنانے والا ہوں) جناب ابراہیم علیہ السلام اگرچہ جسماً فرد واحد تھے مگر اپنے اوصاف و خصائص، عزم و حوصلہ، کارہائے نمایاں، عظیم قربانیوں اور بے مثال کردار کے اعتبار سے کسی قوم اور اُمت سے کم نہ تھے۔ اسی وجہ سے مذکورۃ الصدر آیت مبارکہ میں آپ کو ''اُمت'' کہا گیا ہے اور آپ کے راستہ حق کو ''صراط مستقیم'' فرمایا گیا ہے۔

قرآن حکیم کے ساتویں پارے میں اٹھارہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء مبارکہ ذکر فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ وہ تمام انبیاء صراط مستقیم پر گامزن تھے۔ قرآنی آیات سنیئے اور صراط مستقیم کی اصلیت کا اندازہ فرمایئے:

﴿وَتِلْكَ حُجَّتُنَا اٰتَيْنٰهَا اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَهَارُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝﴾ (الانعام۸۳تا۸۸)

''اور یہ ہماری دلیل وحجت تھی جو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی۔ ہم جس کے چاہیں درجے بلند کرتے ہیں۔ بلاشبہ آپ کا رب حکمت والا ہے اور ہم نے انہیں اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام عطا فرمائے' ہم نے ہر ایک کو ہدایت دی اور ان سے پہلے نوح علیہ السلام کو ہدایت عطاء فرمائی اور ان کی اولاد میں سے داوٗد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام اور ایوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو ہدایت عطا فرمائی اور نیکیاں کرنے والوں کو ہم اسی طرح جزا عطاء فرماتے ہیں۔ اور ہم نے زکریا علیہ السلام اور یحیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام کو ہدایت دی۔ یہ سب صالحین میں سے تھے۔ اور ہم نے اسماعیل علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام اور یونس علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کو ہدایت دی اور ان سب کو ہم نے جہان والوں پر فضیلت عطاء فرمائی اور ہم نے ان کے آباوٗ اجداد اور ان کی اولاد اور بھائیوں میں سے بعض کو ہدایت نصیب فرمائی اور ہم نے ان سب کو چن لیا اور سب کی ''صراط مستقیم'' کی طرف رہنمائی فرمائی۔''

صحابہ کرام اور صراط مستقیم

قرآن کریم میں یہ بات بالوضاحت والصراحت بیان فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے خصوصی فضل وکرم اور رحمت ونعمت سے ''صراط مستقیم'' پر گامزن فرمایا اور وہ اس طریق قویم پر بڑی استقامت' جوانمردی' استقلال اور عزیمت سے عمل پیرا رہے جس کی وجہ سے رب تعالیٰ نے انہیں اپنی رضوان جیسی نعمت سے سرفراز فرمایا اور ان کی زندگی ہی میں ان کیلئے قرآن حکیم کی آیات میں جنت کی بشارتیں نازل فرمائیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ○ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ○ وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا﴾ (الفتح ۱۸ تا ۲۰)

’’یقیناً اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے راضی ہو گیا۔ جب وہ اس درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے۔ پس ظاہر کر دیا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ان کے دلوں میں تھا۔ پس اس نے ان پر اطمینان نازل فرمایا اور بطور انعام انہیں قریبی فتح عطا فرمائی اور وہ بہت سی غنیمتیں حاصل کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ غالب، حکمت والا ہے۔ (اے نبی کے صحابہ رضی اللہ عنہم) اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیموں کا وعدہ فرمایا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے پس اس نے تمہیں یہ (صلح حدیبیہ) جلدی دے دی ہے اور اس میں لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا ہے اور تا کہ یہ مومنوں کیلئے نشانی ہو جائے اور تمہیں ’’صراط مستقیم‘‘ پر ثابت قدمی سے گامزن رکھے۔‘‘

اس آیت مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پوری تندہی اور ثابت قدمی سے صراط مستقیم پر گامزن تھے اور قرآن کریم میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام افراد کو ان پاکباز و جانثار صحابہ کرام کی طرح صراط مستقیم کو اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمان خداوندی ہے:

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ﴾ (البقرۃ ۱۳۷، ۱۳۸)

’’پس اگر لوگ اس طرح ایمان لائیں جس طرح تم (صحابہ) ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پا گئے۔ اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو وہ مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ پس ان کے مقابلے میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہو گا اور وہ سب کچھ سننے والا، جاننے والا ہے۔ (اصل رنگ تو) اللہ تعالیٰ (کے دین) کا رنگ ہے اور اللہ تعالیٰ کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رنگ سے کس کا رنگ خوبصورت (ہوسکتا) ہے؟ اور ہم تو اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔"

کتب تفاسیر میں ہے کہ یہود کے ہاں یہ رسم تھی کہ جب کوئی ان کے دین میں داخل ہوتا تو اسے رنگ دار پانی سے غسل دیتے تھے۔ان کی دیکھا دیکھی عیسائیوں نے بھی یہی طریقہ اختیار کرلیا اور ان کے ہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اسے زرد رنگ کے پانی سے غسل دیتے جسے "اصطباغ" کہا جاتا ہے۔ یہ عمل کرنے کے بعد وہ سمجھتے تھے کہ اب اس پر یہودیت اور عیسائیت کا رنگ چڑھ گیا ہے۔ اللہ رب العزت نے جواباً فرمایا کہ رنگ چڑھانا ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح اللہ کریم کے دین کا رنگ چڑھاؤ۔ دین حق اور صراط مستقیم کا رنگ ایسا پائیدار اور مستقل رنگ ہے جو نہ پانی سے دھلتا ہے نہ دھوپ سے اڑتا ہے اور نہ وقت گزرنے پر پھیکا پڑتا ہے۔ اللہ رب العالمین کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو صراط مستقیم کا رنگ اپنانے اور چڑھانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

صراط مستقیم کے بنیادی اصول

قرآن حکیم کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ صراط مستقیم سے مراد اللہ تعالیٰ کا سیدھا اور صاف راستہ ہے جسے "اسلام" کہا جاتا ہے اور اس صراط مستقیم کے تین بنیادی اصول ہیں۔ تفصیل میں جائے بغیر ان تینوں اصولوں کی تشریح و تفسیر کیلئے ہم صرف قرآنی آیات اور ان کے ترجمے پر ہی اکتفا کریں گے۔

عقیدہ توحید

صراط مستقیم کا پہلا بنیادی اور اہم اصول اللہ تعالیٰ کی توحید کو اختیار کرنا اور صرف اسی کی عبادت کرنا ہے۔ کیونکہ کفر و شرک کا راستہ کسی صورت بھی صراط مستقیم نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (انعام۱۶۲ تا۱۶۴)

''(اے پیغمبر ﷺ) فرمادیجیے۔ بے شک میرے رب نے صراط مستقیم کی طرف میری رہنمائی فرمائی ہے۔ (وہ صراط مستقیم) مستحکم دین ہے جو ایک رب کی طرف متوجہ ہونیوالے ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے اور وہ (ابراہیم علیہ السلام) مشرکوں میں سے نہیں تھے۔ آپ فرمایئے! بلاشبہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں (اپنے زمانے میں) سب سے پہلا مسلمان ہوں۔''

ان آیات بینات میں واضح کر دیا گیا کہ صراط مستقیم کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اس راہ حق کا راہی جناب ابراہیم علیہ السلام کی طرح خدائے واحد کا پرستار اور توحید الٰہی کا فدا کار ہوتا ہے اور توحید ربانی کیلئے خاندان، قوم، والدین، برادری، اعزہ واقرباء، وطن اور اولاد سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی توحید میں ذرا بھر بھی کمزوری اور لچک کو قبول و برداشت نہیں کرتا اور برملا اعلان کر دیتا ہے کہ میں سب کچھ قربان کر سکتا ہوں مگر توحید خداوندی پر آنچ گوارہ نہیں کر سکتا۔ آج کے مسلمان کا اگر عقیدہ توحید پختہ اور ایمان درست ہو جائے تو پھر نار بھی گلزار بن سکتی ہے۔

گر آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

یہی بات سورۃ یٰسین کی آیت نمبر ۶۱ میں یوں بیان فرمائی گئی ہے:

﴿وَاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ﴾

''کہ میری ہی عبادت کرو، یہی صراط مستقیم ہے۔''

اعتصام بحبل اللہ

صراط مستقیم کا دوسرا بنیادی اصول اللہ تعالیٰ کے دین حق کی رسی یعنی قرآن وسنت کو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مضبوطی سے تھامے رکھنا اور افتراق و انتشار میں مبتلا نہ ہونا ہے۔ قرآن مجید میں فرمان رب العالمین ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (آل عمران ۱۰۱)

''جس نے اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کر لیا پس اسے ضرور ''صراط مستقیم'' تک پہنچایا جائے گا۔''

قرآن مجید میں اعتصام بحبل اللہ کی مزید وضاحت یوں کی گئی ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۰۳)

''تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ۔''

یعنی قرآن و سنت پر مضبوطی اور پابندی سے عمل پیرا ہو جاؤ اور حبل اللہ المتین۔ اللہ تعالیٰ کی اس مضبوط رسی کو چھوڑ کر فرقہ بندی اور اختلاف و انتشار کا شکار نہ ہو جاؤ۔

یہ بات پوری طرح ذہن نشین کرنے اور کامل یقین کرنے کی ہے کہ آج امت مسلمہ کا اتفاق و اتحاد صرف اور صرف حبل اللہ یعنی قرآن و حدیث پر ہی ہو سکتا ہے کسی فقیہ کی فقہ، کسی مجتہد کے اجتہاد، کسی امام کی امامت، کسی خطیب کی خطابت، کسی بڑے کی بڑائی اور عالم کی علمیت پر اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اتحاد و اتفاق کا جو اصول قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے وہ یہی ہے کہ:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ (النساء:۵۹)

''پس اگر تمہارے درمیان کسی معاملے پر تنازعہ (اختلاف و جھگڑا) ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ (کے فرمان) کی طرف لوٹا دو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ (تمہارے لیے) انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔''

اس آیت میں امت محمدیہ کو حکم دیا گیا کہ اگر تمہارے درمیان کوئی تنازعہ رونما ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی طرف لوٹا دو۔ یعنی اس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اختلاف کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لو۔ جو بات قرآن سنت کے مطابق ہو اسے قبول کرلو اور جو بات قرآن وسنت کے مطابق نہ ہو اسے ترک کر دو۔ یہی اسلام' دین حق اور ''صراط مستقیم'' ہے۔

ہم لوگوں کو اسی امر کی دعوت دیتے ہیں۔ کہ لوگو! کسی ایک امام یا فقیہ کی جامد تقلید کرنے اور اس کے ہر حکم اور فتویٰ کو حرف آخر سمجھنے کی بجائے ہر امام' ہر عالم' ہر فقیہ' ہر مجتہد' ہر خطیب' ہر واعظ' ہر مولوی' ہر پیر' ہر بڑے اور چھوٹے کی بات کو قرآن وسنت پر پیش کرو۔ جس کی بات قرآن وسنت کے مطابق ہو اسے سینے سے لگا لو اور اس پر عمل کرو اور جس کی بات قرآن وسنت کے مطابق نہ ہو اسے چھوڑ دو۔ قرآن وسنت کا راستہ اختیار کرنے کی کوشش کرو۔

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول و قرار

ہم یہ بات علی الاعلان اور برملا کہتے ہیں اور اس کا اظہار اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں کہ:

ما اہلحدیثیم دغا را نشناسیم
بر قول نبی ﷺ چو و چرارا نشناسیم

اتباع رسول

صراط مستقیم کا تیسرا بنیادی اصول ''اتباع رسول'' یعنی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور فرمانبرداری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں رسول مکرم ﷺ کو حکم فرمایا ہے کہ آپ اس امر کا اعلان کریں:

﴿وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ﴾ (زخرف آیت ۶۱)

''اور میری اتباع کرو یہی صراط مستقیم ہے۔''

حقیقت یہ ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری ہی رضاء الٰہی کے حصول' جنت کے دخول' گناہوں کی بخشش اور جہنم سے آزادی کا ذریعہ ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (آل عمران ۳۱)

آپ فرما دیجئے (اے لوگو!) اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع اور فرمانبرداری کرو (پھر) اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے (تمام) گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔"

رسول محترم ﷺ کی اتباع کو ہی صراط مستقیم قرار دیتے ہوئے پچیسویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ﴾ (الشوریٰ ۵۲ '۵۳)

"اور بے شک آپ تو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ وہی اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے۔ جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ خبردار! تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے۔"

شیطان کا اعلان

ابوالبشر جناب آدم علیہ السلام کو ایک سجدہ نہ کرنے کی پاداش' تکبر و غرور کی سزا اور انکار و سرکشی کے جواب میں شیطان لعین کو راندۂ درگاہ کر دیا گیا۔ تو اس نے رب العالمین سے "قبروں سے اٹھائے جانے" کے دن تک کی مہلت طلب کی۔ جو اسے دے دی گئی۔ تو اس نے دربار الٰہی میں اعلان کیا تھا کہ میں اولاد آدم کو صراط مستقیم سے دور ہٹانے اور راہ راست سے بھٹکانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔ آدم کی ذریّت کو ہر طرف سے گھیرے میں لے لوں گا۔ انہیں شکوک و شبہات میں مبتلا کر دوں گا۔ ان کی نیکی کے راستے میں رکاوٹیں ڈالوں گا اور میری کوششوں کے باوجود اگر یہ لوگ کوئی نیکی کا کام کر بیٹھیں گے تو ریاکاری' دکھلاوے اور نمود و نمائش کا زہر گھول کر ان کے اعمال کو ضائع اور برباد کروا دوں گا۔ غرضیکہ بنی نوع انسان کو جادۂ حق سے دور کرنے اور گمراہی و ضلالت میں مبتلا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کروں گا اور صراط مستقیم پر گھات لگائے بیٹھا رہوں گا اور کسی کو اس راہ پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چلنے نہ دوں گا۔ قرآن مجید، شیطان کے اس اعلان کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے:

﴿قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ○ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ○﴾ (اعراف ۱۶ تا ۱۷)

''شیطان نے کہا کہ جیسا تو نے مجھے گمراہ قرار دیا ہے میں بھی ان لوگوں (کو گمراہ کرنے) کیلئے تیرے صراط مستقیم پر بیٹھ جاؤں گا۔ پھر میں ان کے پاس ضرور آؤں گا۔ ان کے سامنے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی دائیں جانب سے اور ان کی بائیں طرف سے (یعنی ہر طرف سے گمراہ کرنے کی کوشش کروں گا) پھر تو ان میں سے اکثر لوگوں کو شکرگزار نہیں پائے گا۔''

شیطان کے اس واضح اعلان سے معلوم ہو گیا کہ وہ اولاد آدم کے ہر فرد کو صراط مستقیم سے دور ہٹانے کیلئے تمام حربے استعمال کرتا ہے۔ اب یہ ہماری ذمہ داری اور فرض ہے کہ ہم اپنے اصلی، ازلی اور ابدی دشمن کو پہچاننے کی کوشش کریں اور شیطان کا راستہ صراط جحیم اختیار کرنے کی بجائے رحمان کا راستہ یعنی ''صراط مستقیم'' اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

رحمان کا فرمان

شیطان کے اس اعلان کے جواب میں اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ جو میرے اطاعت شعار اور عبادت گزار بندے ہونگے وہ تیرے دام فریب میں ہرگز نہیں آئیں گے ان کو گمراہ کرنے کی تیری تمام تدبیریں ضائع اور بیکار جائیں گی۔ میرے بندے میرے صراط مستقیم پر بڑی تندہی، توجہ، یکسوئی، انہماک، استغراق اور استقلال کے ساتھ گامزن رہیں گے۔ وہ شیطان کے فریبوں کو سمجھتے اور ان کے حملوں سے بچاؤ کی تدابیر سے واقف ہونگے۔ رحمان کے اس فرمان عالی شان کو قرآن اپنی زبان میں یوں ذکر فرماتا ہے:

﴿قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ○ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ○﴾ (الحجر ۴۱ تا ۴۲)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سیدھا راستہ (صراط مستقیم) ہے جو میری طرف آتا ہے۔
بلاشبہ میرے بندوں پر تیرا زور (بس) نہیں چلتا مگر ان پر جو گمراہوں میں سے
تیری پیروی کرتے ہیں۔''

قرآن عزیز کی متعدد آیات میں شیطان کے اس باغیانہ اعلان اور رحمان کے فرمان ذی شان کا تذکرہ مختلف اسالیب میں کیا گیا ہے۔ مگر ہم نے اختصار کے پیش نظر صرف انہیں آیات پر اکتفا کیا ہے جن میں ہمارے جلی عنوان ''صراط مستقیم'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دردمندانہ التجا ہے کہ وہ ہم سب کو شیطان کی چالوں سے محفوظ فرمائے اور صراط مستقیم پر کماحقہٗ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

صراط مستقیم کا موضوع خاصا طویل اور ابھی تشنہ تکمیل ہے مگر ہم تفصیل میں جائے بغیر واپس سورت یاسین کی زیر بحث آیات کی طرف لوٹتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

﴿یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ○ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○﴾

''اے سردار عرب وعجم! قرآن حکیم کی قسم۔ بلاشبہ آپ ہمارے بھیجے ہوئے
رسولوں میں سے ہیں۔ (اور آپ) صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔''

اللہ احکم الحاکمین سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو اسی ''صراط مستقیم'' یعنی قرآن و سنت پر عمل کر کے زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خطبہ: ۴

کفار کی مثال اور آثار و اعمال

﴿أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○﴾
﴿يٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ○ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا أُنْذِرَ اٰبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُوْنَ ○ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰى أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ إِنَّا جَعَلْنَا فِيْ أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ○ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ أَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ إِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّأَجْرٍ كَرِيْمٍ ○ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِيْ إِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○﴾ (یٰسین ۱تا۱۲)

''یٰسین۔ قسم ہے قرآن حکیم کی' بلاشبہ آپ ﷺ ہمارے رسولوں میں سے (ایک رسول) ہیں۔ آپ صراط مستقیم پر ہیں۔ اسے عزیز و رحیم نے نازل فرمایا ہے۔ تاکہ آپ اس قوم کو ڈرا سکیں جن کے آباؤ اجداد کو (طویل عرصہ سے) نہیں ڈرایا گیا۔ اس لئے وہ غفلت کا شکار ہیں۔ بے شک یہ بات ان میں سے اکثر پر لازم ہو چکی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بلاشبہ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں۔ پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے ان کے سامنے ایک دیوار بنا دی ہے اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ان کے پیچھے ایک دیوار بنا دی ہے۔ پس ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ اور ان کیلئے برابر ہے کہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ آپ تو صرف اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو ذکر (قرآن مجید) کی اتباع کرتا ہے اور بغیر دیکھے رحمان سے ڈرتا ہے۔ پس ایسے شخص کو مغفرت اور اجر عظیم کی خوشخبری سنا دیجئے۔ بے شک ہم مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ہم لکھ لیتے ہیں۔ (ان اعمال کو) جو وہ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے آثار کو (جو وہ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں) اور ہم نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں شمار کر رکھا ہے۔"

اللہ رب العالمین کی بے پناہ حمد و ثناء اور تعریف و تسبیح کے بعد لاتعداد ان گنت بے شمار و بے حساب درود و سلام امام کائنات آفتاب عالمتاب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر جن کی اطاعت و فرمانبرداری ذریعہ نجات اور ان کی نافرمانی و گستاخی باعث عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو پیغمبر دو جہاں ﷺ کی کامل اتباع و اطاعت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

سورۃ یٰسین کی تفہیم تشریح اور تفسیر کے سلسلہ میں گذشتہ تین خطبات جمعہ میں آپ اس مقدس سورت کے فضائل اس میں بیان کردہ مضامین کی فہرست اس کے برکات و فوائد لفظ یٰسین کے معانی و مطالب حروف مقطعات کی بحث قرآن حکیم اور رسالت محمدی آج کے مسلمانوں کی قرآن کریم سے بے رغبتی اور عدم توجہی قرآن مجید کی تاثیر آپ ﷺ کی رسالت کی ابدیت و عالمگیریت صراط مستقیم کی وضاحت فرقہ بندی کی مذمت اور صراط مستقیم کے بنیادی اصول...... جیسے اہم مسائل سے واقفیت حاصل کر چکے ہیں۔ خطبہ جمعہ میں اسی بابرکت اور عظیم المرتبت سورت کی آیت نمبر ۵ تا ۱۲ کی تشریح و تفسیر اور تفہیم و تذکیر مقصود ہے۔ رب کائنات کے حضور دردمندانہ استدعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو قرآن فہمی کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن نازل کرنے والا

سورت یاسین کی آیت نمبر ۵ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کے مُنَزَّل مِنَ اللہ ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ یہ قرآن حکیم کسی دانشور' کسی ادیب اور کسی مفکر کی تصنیف نہیں بلکہ اسے نازل فرمانے والا' اللہ رب العالمین ہے جو پوری کائنات پر غالب اور رحیم ہے۔ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ اس (قرآن حکیم) کو (اللہ) عزیز ورحیم نے نازل فرمایا ہے۔

مشرکین وکافرین عام طور پر رسول مکرم ﷺ پر قرآن حکیم کے بارے میں اعتراض کیا کرتے تھے کہ آپ ﷺ خود الفاظ گھڑ کر اور ترتیب دے کر ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اور اسے وحی الٰہی قرار دیتے ہیں۔ اللہ رب العالمین نے ان کے اس سطحی' غیر حقیقی اور غلط اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ قرآن اس ذات قدس کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہے۔ اور جو غالب وزبردست اور رحیم ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ کی دو صفات میں سے پہلی صفت (عزیز) بیان کرنے سے مقصود اس حقیقت کو بیان کرنا ہے کہ یہ قرآن مجید کسی بے زور ناصح کی نصیحت اور غیر مؤثر واعظ کا وعظ نہیں کہ اس کے جھٹلانے اور اس کے بیان کرنے والے کی تکذیب کرنے کے باوجود تمہارا کچھ بگاڑا نہ جا سکے۔ بلکہ یہ اس مالک کائنات کا' لاریب فرمان ہے جو سب پر غالب ہے۔ جس کے فیصلوں کو نافذ ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی اور جس کی گرفت سے بچ جانے کی کسی میں طاقت نہیں۔ اور دوسری صفت (رحیم) بیان کرنے کی غرض' یہ احساس دلانا ہے کہ یہ اس ذات اقدس کی سراسر مہربانی اور رحمت ہے کہ اس نے تمہاری رشد و ہدایت کیلئے اپنے آخری رسول جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور تمہارے لئے یہ کتاب عظیم نازل فرمائی تا کہ تم ضلالتوں' گمراہیوں' گناہوں اور کفر وشرک کو چھوڑ کر راہ راست پر آ جاؤ۔ جس سے تمہیں دنیا وآخرت کی کامیابیاں اور کامرانیاں حاصل ہو جائیں۔

نزول قرآن کا مقصد

قرآن حکیم کے مُنَزَّل مِنَ اللہ' لاریب اور بے مثل ہونے کا ذکر فرمانے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد اللہ رب العالمین نے نزول قرآن کی غرض اور مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اے نبی رحمت! ہم نے یہ کتاب مبین اس لئے اتاری ہے اور آپ کو رسول و پیغمبر بنا کر اس لئے مبعوث فرمایا ہے تاکہ آپ ایسے بے پروا' غافل اور بے خبر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب' اس کی گرفت اور سزا سے ڈرائیں جن کے آباؤ اجداد کو عذاب الٰہی سے نہیں ڈرایا گیا۔ فرمان ربانی ہے:

﴿لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ آبَاۗءُهُمْ فَهُمْ غَافِلُوْنَ﴾

''تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جن کے آباؤ اجداد کو ڈرایا نہیں گیا اور وہ غفلت میں مبتلا ہیں۔''

اکثر علماء تفسیر کی رائے کے مطابق اس سے مراد بنی اسماعیل اور اہل عرب ہیں جن میں دو ہزار سال سے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا۔ بنی اسرائیل میں پے در پے اور مسلسل انبیاء تشریف لاتے رہے مگر بنی اسماعیل میں جناب اسماعیل علیہ السلام کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں تشریف لایا تھا۔ اور قوم عرب نے اپنی خداداد عقل و بصیرت سے کام لینا چھوڑ دیا تھا۔ ان کے گرد توحید الٰہی کے دلائل کا گلشن آراستہ تھا مگر وہ اس کی طرف متوجہ ہی نہ ہوتے تھے۔ ان کے تجارتی قافلوں کا گزر کئی ایسی اجڑی ہوئی بستیوں' علاقوں اور مقامات سے ہوتا تھا جن کے بنانے والے عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آ گئے تھے اور ان کے محلات و مکانات کے کھنڈرات دیکھنے والوں کے لئے عبرت کا سامان بنے ہوئے تھے۔ مگر اہل عرب ان کھنڈرات اور تباہ شدہ بستیوں سے بے خبری کی زندگی گزار رہے تھے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ ''تفہیم القرآن'' میں سورۃ یٰسین کی مذکورۃ الصدر آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس آیت کے دو ترجمے ممکن ہیں:

1. تاکہ آپ خبردار کریں ایک ایسی قوم کو جن کے باپ دادا خبردار نہ کئے گئے تھے اور اس وجہ سے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔
2. آپ ڈرائیں ایک قوم کے لوگوں کو اسی بات سے جس سے ان کے باپ دادا ڈرائے گئے کیونکہ وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پہلا مطلب اگر لیا جائے تو باپ دادا سے مراد زمانہ قریب کے باپ دادا ہوں گے' کیونکہ زمانہ بعید میں تو عرب کی سرزمین میں متعدد انبیاء آ چکے تھے۔ اور دوسرا مطلب اختیار کرنے کی صورت میں مراد یہ ہوگی کہ قدیم زمانے میں جو پیغام انبیاء کے ذریعے اس قوم کے آباؤ اجداد کے پاس آیا تھا اس کی اب پھر تجدید کرو' کیونکہ یہ لوگ اسے فراموش کر گئے ہیں۔ اس لحاظ سے دونوں ترجموں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ معانی کے لحاظ سے دونوں اپنی جگہ درست ہیں۔

''تفسیر مظہری مترجم جلد ۹ صفحہ ۵۲۷'' میں بھی اس آیت کے دوسرے ترجمہ کا ذکر کیا گیا ہے اور مَآ اُنۡذِرَ کی مَا کے بارے میں نافیہ' موصولہ اور مصدریہ ہونے کے اقوال نقل کیے گئے ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

مولانا مودودی علیہ الرحمہ نے اس مقام پر ایک شبہ ذکر کر کے اس کا جواب بھی دیا ہے کہ اس مقام پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قوم کے اسلاف میں جو زمانہ ایسا گزرا تھا جس میں کوئی خبردار کرنے والا ان کے پاس نہیں آیا' اس زمانے میں اپنی گمراہی کے وہ کس طرح ذمہ دار ہو سکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی نبی دنیا میں بھیجتا ہے تو اس کی تعلیم و ہدایت کے اثرات دور دور تک پھیلتے ہیں اور نسل در نسل چلتے رہتے ہیں۔ یہ آثار جب تک باقی رہیں اور نبی کے پیروؤں میں جب تک ایسے لوگ اٹھتے رہیں جو ہدایت کی شمع روشن کرنے والے ہوں۔ اس وقت تک زمانے کو ہدایت سے خالی نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اور جب اس نبی کی تعلیم کے اثرات مٹ جائیں یا ان میں مکمل تحریف ہو جائے تو دوسرے نبی کی بعثت ناگزیر ہو جاتی ہے۔ نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت اسماعیل علیہ السلام' حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے اثرات ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ اور وقتاً فوقتاً ایسے لوگ اس قوم میں اٹھتے رہے تھے یا باہر سے آتے رہے تھے جو ان اثرات کو تازہ کرتے رہتے تھے۔ جب یہ اثرات مٹنے کے قریب ہو گئے اور اصل تعلیم میں بھی تحریف ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مبعوث فرما دیا اور ایسا انتظام فرمایا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کہ آپ کی ہدایت کے آثار مٹ نہ سکتے ہیں اور نہ محرف ہو سکتے ہیں۔

(تفہیم القرآن صفحہ ۲۴۲ جلد ۴)

مختصر یہ کہ اہل تفسیر کی آراء کے مطابق یہاں آباؤ اجداد سے مراد اہل عرب کے قریبی زمانہ کے آباؤ واجداد ہیں جن میں کئی صدیوں سے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا۔ اگرچہ دعوت و تبلیغ اور انذار و تبشیر کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ جس کا ذکر قرآن مجید نے بھی کیا ہے:

﴿وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ﴾ (فاطر ۲۴)

''کہ رحمت خداوندی نے کسی قوم و ملت کو دعوت و انذار سے کسی زمانے اور کسی خطے میں محروم نہیں رکھا۔''

مگر یہ ظاہر ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات کا ان کے نائبین کے ذریعے پہنچنے میں وہ اثر و تاثیر نہیں جو کسی نبی یا پیغمبر کی دعوت و تعلیم میں ہوتا ہے۔ اسی لیے سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیت میں عربوں کے متعلق فرمایا گیا کہ طویل عرصہ سے ان میں کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اسی کا یہ اثر تھا کہ اہل عرب میں عام طور پر پڑھنے' پڑھانے کا کوئی معقول اور مستحکم بندوبست نہیں تھا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب ''اُمّیین'' مشہور تھا۔

ایمان نہیں لائیں گے

سورۃ یٰسین کی اگلی آیت مقدسہ میں ایسے متعصب' ضدی اور ہٹ دھرم کافروں کا ذکر کیا گیا ہے جن پر کوئی نصیحت اثر انداز نہیں ہوتی اور قبول اسلام کا شرف انہیں نصیب نہیں ہوتا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں۔ اے نبی رحمت ﷺ! جنہیں آپ ڈرانے کے لئے تشریف لائیں ہیں اور جنہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے قرآن مجید فرقان حمید نازل کیا گیا ہے۔ ان میں ایسے بدقسمت و بدنصیب افراد کی تعداد بھی کافی ہے' جن کے کفر و شرک پر اڑے رہنے کی وجہ سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ کیونکہ وہ تعصب اور ہٹ دھرمی کی ایسی روش اختیار کریں گے جہاں کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوگی۔ وہ آپ کے مواعظ حسنہ سننے کے باوجود قبول حق سے انکار کریں گے۔ اس لیے عذاب شدید ان کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حق میں مقدر ہو چکا ہے۔فرمان خداوندی ہے:۔

﴿لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾

''البتہ تحقیق (ان کے کفر وعناد کے باعث) ان میں سے اکثر پر یہ بات لازم ہو چکی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔''

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں جب ہم نبی اکرم ﷺ کی دعوت وتبلیغ اور کفار کی مخالفت اور ضد کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایسے بے شمار واقعات سامنے آتے ہیں۔ جب نبی رحمت ﷺ نے انتہائی نرمی' خوش خلقی' محبت اور الفت سے سمجھانے اور راہ راست پر لانے کی کوششیں کی مگر ان کافروں کو ایمان کی دولت اور اسلام کی نعمت نصیب نہ ہوئی۔ پھر سرور کونین ﷺ نے کفار اور مشرکین کے خلاف جنگیں لڑیں۔ متعدد معرکے ہوئے اور کئی بار آمنا سامنا ہوا اور انہیں ہر طریقے سے توحید ربانی کا قائل کرنے کی سعی کی گئی مگر ان ظالموں' کافروں اور مشرکوں نے شکست برداشت کر لیا۔ مگر اپنے غلط' برے اور نامناسب موقف سے ہٹنا گوارا نہ کیا اسی لیے ان ضدی' ہٹ دھرم' متشدد اور متعصب نافرمانوں کے متعلق فرمایا:

﴿لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾

''البتہ تحقیق (ان کے کفر وعناد کے باعث) ان میں سے اکثر پر یہ بات لازم ہو چکی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔''

گردنوں میں طوق

رب السماوات والارض نے مجرمین وکافرین کے تکبر' نخوت' غرور' فخر اور سرکشی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ان بدنصیبوں کو ہدایت ملنا ازحد مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ تو ان لوگوں کی طرح ہیں جن کے ہاتھ گردن سے باندھ دیے گئے ہوں اور ان کا سر اونچا کر دیا گیا ہو یعنی ہاتھ گردن سے جکڑ دیے گئے ہوں جس سے ان کا سر اوپر کو اٹھا ہوا ہو۔ اب نہ تو وہ کسی نیکی' اچھائی' بہتری اور خوبی کی طرف دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی بھلائی کی طرف ہاتھ بڑھا سکتے ہیں۔ ان سرکشوں کی بری حالت کا نقشہ قرآن حکیم کی سورۃ یٰسین کی زیر بحث

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آیات میں یوں کھینچا گیا ہے:

﴿إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ﴾

''بے شک ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں۔ پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں پس ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں۔''

جناب عبداللہ بن یحییٰ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس آیت کا مفہوم سمجھانے کیلئے اس طرح کیا کہ پہلے داڑھی کے نیچے اپنے دونوں ہاتھ رکھے اور سر کو اس طرح اوپر اٹھایا کہ وہ نیچے نہ ہو سکے۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۶ جزء ۱۵)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ان منکرین' معاندین اور مخالفین کی بھی یہی مثال ہے۔ جیسے ان کے ہاتھوں میں زنجیر اور گلے میں طوق ڈال کر انہیں گردن کے ساتھ یوں سختی سے جکڑ دیا گیا ہو کہ ان کا سر اوپر کو ہی اٹھ کر رہ گیا ہو اور وہ یوں اکڑے اور جکڑے ہوئے ہوں کہ آنکھیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہوں' نہ سر ہلا سکیں اور نہ دائیں بائیں دیکھ سکیں۔ جو شخص ایسی بری حالت میں مبتلا ہو اور اس کیفیت سے دوچار ہو وہ نہ تو صحیح اور غلط میں تمیز کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی بات کو تسلی کے ساتھ سن سکتا ہے۔ یہی حال ان ظالم اور بدبخت کفار کا ہے کہ وہ نہ تو آپ ﷺ کے فرمان کو سنتے ہیں' نہ اس پر غور کرتے ہیں اور نہ ہی انہیں رشد و ہدایت نصیب ہوتی ہے۔

شانِ نزول

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں باآواز بلند قرآن مجید کی قرأت فرما رہے تھے۔ جب قریش نے آپ ﷺ کو قرأت بالجہر کرتے ہوئے دیکھا تو ان پر آپ کا یہ عمل انتہائی شاق گزرا اور انہوں نے اس سے بہت تکلیف محسوس کی۔ یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ کو پکڑنے اور مارنے کیلئے دوڑے اور قریب آ کر جب انہوں نے اپنے ہاتھوں کو آپ ﷺ کو مارنے کیلئے فضا میں لہرایا اور اوپر اٹھایا:

فَإِذَا أَيْدِيهِمْ مَجْمُوعَةٌ إِلَى أَعْنَاقِهِمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تو ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ چمٹ گئے اور وہ ایسے گھبرائے کہ انہیں نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی نظر ہی نہ آئی۔''

جب وہ ناکام و نامراد واپس لوٹے تو گردنوں سے ہاتھ جدا نہ ہوئے اور بسیار کوشش کے باوجود اپنے ہاتھوں کو گردنوں سے الگ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ فَجَاءُ وْا اِلَى النَّبِيِّ فَقَالُوْا اُنْشِدُكَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَالرَّحِمَ تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اے محمد ﷺ! ہم آپ کو اللہ تعالیٰ' صلہ رحمی اور رشتہ داری کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں اس عذاب اور مصیبت سے نجات عطاء فرمادے تو ہم کبھی بھی آپ کو اذیت نہیں پہنچائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کی یہ حالت اور پریشانی دیکھی تو آپ کو ترس آ گیا۔ فَدَعَا النَّبِيُّ حَتّٰى ذَهَبَ ذَالِكَ عَنْهُمْ۔ تو نبی رحمت ﷺ نے اللہ رب العزت کے حضور ان کی رہائی اور گردنوں سے ہاتھوں کی علیحدگی کے لئے دعا کی اور آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے ہاتھوں کو گردنوں سے الگ کر کے اس شدید اور کرب ناک حالت سے نجات عطاء فرمائی۔ جب آپ ﷺ اپنی دعا کے ذریعے ان دشمنوں کو اس بری حالت سے نجات دلا چکے تو اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی۔ (روح المعانی صفحہ ۲۱۶و۲۱۶ جلد ۱۲)

﴿يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝﴾

''یٰسین۔ قسم ہے قرآن حکیم کی' بلاشبہ آپ ﷺ ہمارے رسولوں میں سے (ایک رسول) ہیں۔ آپ صراط مستقیم پر ہیں۔ اسے عزیز و رحیم نے نازل فرمایا ہے۔ تاکہ آپ اس قوم کو ڈرا سکیں جن کے آباؤ اجداد کو (طویل عرصہ سے) نہیں ڈرایا گیا۔ اس لئے وہ غفلت کا شکار ہیں۔ بے شک یہ بات ان میں سے اکثر پر لازم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہو چکی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بلاشبہ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں۔ پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کے سر اُوپر کو اٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے ان کے سامنے ایک دیوار بنادی ہے اور ان کے پیچھے ایک دیوار بنادی ہے۔ پس وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔‘‘

آگے پیچھے دیواریں

سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیات مقدسات میں ایمان کی دولت سے محروم رہنے والے کفار کی دوسری بدبختی اور بدنصیبی یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے آگے اور پیچھے دیواریں کھڑی کردی ہیں اور ان کو اوپر سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ اس لئے انہیں کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ ظاہر بات ہے کہ جس شخص کے چاروں طرف دیواریں کھڑی کردی جائیں اور اوپر سے بھی کسی خیمہ نما چیز کے ساتھ ڈھانپ دیا جائے تو اسے کسی طرف سے کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ یہی حال ان بدنصیب مجرمین اور کافرین کا ہے۔ کہ ان کی بدعمالیوں اور مسلسل سرکشیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان سے تدبر، تفکر اور اچھے برے کی تمیز اور پھر اسے قبول کرنے کی صلاحیت سلب کرلی ہے۔ اس لئے انہیں صراط مستقیم، جادۂ حق اور سیدھا راستہ نظر نہیں آتا۔ فرمان ربانی ہے۔

﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ۝﴾

’’اور ہم نے ان کے آگے دیوار کھڑی کردی ہے اور ان کے پیچھے بھی دیوار بنا دی ہے۔ پس ہم نے انہیں ڈھانپ لیا ہے یعنی ان کے آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ لہٰذا وہ (راہ ہدایت) دیکھ نہیں سکتے۔‘‘

بعض علماء تفسیر کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ یٰسین کی مذکورۃ الصدر آیت مبارکہ میں گمراہ اور نافرمان لوگوں کی مثال بیان فرمائی ہے کہ وہ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھر رہے ہیں اور انہیں کوئی راستہ نظر نہیں آتا جس پر چل کر وہ منزل مقصود پر پہنچ سکیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ زندگی بھر سرگرداں پھرتے رہتے ہیں اور انہیں راہ ہدایت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نصیب نہیں ہوتی۔ جبکہ تفسیر قرطبی، روح المعانی، تفسیر مظہری اور بعض دوسری کتب میں مذکورۃ الصدر آیت مبارکہ کے نزول کا پس منظر ایک واقعہ بیان کیا گیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ "ایک مرتبہ ابوجہل نے قسم کھائی۔ کہ لَئِنْ رَای مُحَمَّدًا یُصَلِّی لَیَرْضَخَنَّ رَاْسَهٗ بِحَجَرٍ۔ اگر میں نے محمد ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو پتھر سے آپ کا سر کچل دوں گا۔ ایک دن نبی کریم ﷺ رب العالمین کے حضور کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ اس ظالم نے آپ کو حالت نماز میں دیکھ لیا اور اپنی قسم پوری کرنے اور آپ ﷺ کو گزند پہنچانے کی نیت سے۔ فَرَفَعَ حَجَرًا لِیَرْمِیَهٗ ایک بھاری پتھر اٹھا کر مارنے کے لئے نبی دوجہاں ﷺ کی طرف بڑھا۔ جب اس بدبخت نے پتھر مارنے کیلئے ہاتھ اوپر اٹھایا۔ فَاُثْبِتَتْ یَدُهٗ اِلٰی عُنُقِه۔ تو اس ظالم کا ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ لگ گیا اور پتھر ہاتھ کے ساتھ چمٹ گیا۔ ابوجہل لعین نے جب یہ صورت حال دیکھی تو واپسی ہی میں سلامتی سمجھی اور واپس آ کر اپنے ساتھیوں کو۔ اَخْبَرَهُمْ بِمَارَاٰی۔ اپنی داستان سنائی۔ ابوجہل کی یہ باتیں سن کر ولید بن مغیرہ کو طیش آیا اور اس نے غصہ میں کہا کہ اے ابوجہل! تجھ سے کچھ نہیں ہو سکا۔ اب میں جاتا ہوں۔ اور اَنَا اَرْضَخُ رَاْسَهٗ۔ میں محمد (ﷺ) کا سر پھوڑ کر آتا ہوں۔ اب اس نے پتھر اٹھایا اور آپ ﷺ کو مارنے کے لیے دوڑا جبکہ آپ اسی طرح اطمینان و سکون اور حضور قلب سے نماز ادا فرما رہے تھے۔ جب ولید بن مغیرہ بری نیت کے ساتھ آپ ﷺ کے نزدیک ہوا تو۔ فَاَعْمَی اللّٰهُ بَصَرَهٗ فَجَعَلَ یَسْمَعُ صَوْتَهٗ وَلَا یَرَاهُ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی سلب کر لی اور اس کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ وہ آپ ﷺ کی قرأت سن رہا تھا۔ مگر اسے آپ کی ذات گرامی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اب اس بدبخت نے بھی واپسی میں ہی عافیت سمجھی۔ جب واپس لوٹا تو۔ فَلَمْ یَرَهُمْ حَتّٰی نَادَوْهُ۔ اسے اپنے ساتھی بھی نظر نہ آئے اور آواز دے کر انہیں اپنی طرف بلایا اور ان کو اپنا قصہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ۔ وَاللّٰهِ مَارَاَیْتُهٗ وَلَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَهٗ اور اللہ کی قسم! میں محمد (ﷺ) کی آواز تو سن رہا تھا مگر مجھے وہ نظر نہیں آئے۔ ولید بن مغیرہ کی یہ بات سن کر ایک تیسرا کافر غصے سے بے قابو ہو کر اٹھا اور کہنے لگا۔ وَاللّٰهِ لَاَشْدِخَنَّ رَاْسَهٗ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بخدا! میں اس کو چکنا چور کر دوں گا۔ ثُمَّ اَخَذَ الْحَجَرَ وَانْطَلَقَ۔ اس نے ایک پتھر اٹھایا اور نبی دو عالم ﷺ کی طرف بڑھا۔ جب رحمت کائنات ﷺ کے قریب ہوا تو گھبرا کر الٹے پاؤں پیچھے بھاگا اور غش کھا کر منہ کے بل گر پڑا۔ ساتھیوں نے دوڑ کر سنبھالا دیا اور پوچھا۔ مَاشَانُكَ۔ تم پر کیا بیتی؟ اس نے ہانپتے اور کانپتے ہوئے کہا۔ شَانِي عَظِيْمٌ رَءَيْتُ الرَّجُلَ فَلَمَّادَنَوْتُ مِنْهُ فَاِذَافَحْلٌ مَارَءَيْتُ فَحْلًااَعْظَمَ مِنْهُ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَهٗ۔ میری حالت بڑی عجیب ہوئی۔ جب میں ان کے قریب ہوا اور وہ مجھے نظر بھی آئے مگر اچانک بہت بڑا بیل کہ اس جیسا بیل میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ میرے سامنے آ کھڑا ہو گیا اور میرے اور ان کے درمیان حائل ہو گیا۔ فَوَاللَّاتِ وَالْعُزّٰے لَوْدَنَوْتُ مِنْهُ لَاَكَلَنِي۔ مجھے لات وعزی کی قسم! اگر میں قریب جاتا تو وہ بیل مجھے کھا جاتا۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۷ جزء ۱۵)

اِدھر کفار پر یہ حالت گزری اُدھر اللہ رب العزت نے رحمت دو عالم ﷺ پر وحی نازل فرمائی:

﴿اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ○ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ○﴾

''بے شک ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں۔ پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی ہے اور ان کے پیچھے دیوار کھڑی کر دی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ پس وہ نہیں دیکھ سکتے۔''

کافر اندھے ہو گئے

امام الانبیاء سید الاتقیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں، مخالفوں اور کافروں نے جب بھی آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی تو اللہ احکم الحاکمین نے آپ ﷺ اور آپ کے دشمنوں کے درمیان دیوار حائل کر دی اور وقتی طور پر ان کی بینائی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سلب کر کے انہیں اندھا کر دیا تا کہ وہ آپ ﷺ کو دیکھ ہی نہ سکیں اور اپنے برے عزائم کی تکمیل نہ کر سکیں۔

ہجرت کی رات جب کفار کے بہادر اور جنگجو افراد کی ایک جماعت نبی اکرم ﷺ کے دروازے پر آپ ﷺ کو قتل کرنے کی غرض سے جمع ہوئی اور انہوں نے سرور کائنات ﷺ کو قتل کرنے کی تمام تیاریاں مکمل کر لیں۔ اِدھر انہوں نے آپ کے قتل کا انتظام کر لیا اُدھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حفاظت کا بندوبست فرما لیا۔ جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ﴾ (انفال:۳۰)

''اور (اے پیغمبر) وہ وقت یاد کرو جب کفار مکہ تمہارے خلاف سازشیں کر رہے تھے۔ تا کہ تمہیں قید کر دیں یا قتل کر دیں یا (مکہ سے) نکال دیں۔ اور وہ تدبیر کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ تعالیٰ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔''

عقیدہ اور نظریہ کی یہ بات ذہن میں بٹھانے اور قلب میں جگہ دینے کے قابل ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب ہے۔ اسی کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہ جسے بچانا چاہتا ہے' کوئی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتا اور جسے پکڑنا چاہتا ہے' کوئی اسے بچا نہیں سکتا۔ ہمارے یہاں بعض غلو پسند اور جاہلوں نے بات مشہور کر رکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی کو پکڑ لے تو فلاں ہستی اسے چھڑا سکتی ہے۔ مگر اس ہستی کے پکڑے ہوئے کو اللہ تعالیٰ بھی نہیں چھڑا سکتا۔ یہ بات قرآن وحدیث کے سراسر خلاف' رب تعالیٰ کی توہین اور الٰہ العالمین کے اختیارات اور اس کی قدرت کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عقائد واعمال کی اصلاح کی توفیق عطاء فرمائے۔

مختصر یہ کہ کفار مکہ نے آپ ﷺ کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا مگر ربّ کائنات نے ان کی بینائی کو سلب کر لیا۔ جس کی تفصیل سیرت ابن ہشام میں یوں بیان کی گئی ہے۔ کہ کفار کا ایک زبردست گروہ آپ ﷺ کے دروازے پر ہجرت کی رات جمع ہو گیا۔ جن میں ابوجہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی شامل تھا۔ ابوجہل نے انتہائی تکبر‘ فخر‘ نخوت‘ غرور اور سرکشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور آپ ﷺ کی تعلیمات اور ارشادات کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا:

”محمد ﷺ کا دعویٰ ہے کہ اگر تم اس کے احکام کی پیروی کرو تو عرب و عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لئے اردن کے باغوں جیسے باغ ہونگے۔ اور اگر تم نے یہ نہ کیا تو تمہیں قتل اور ذبح کرنا جائز ہو جائے گا۔ اور جب تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لئے آگ ہوگی۔ جس میں تم جلائے جاؤ گے۔“

ابوجہل جب نبی کریم ﷺ کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ گستاخانہ گفتگو کر رہا تھا تو آپ ﷺ اس کی باتیں سماعت فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو حکم ہوا کہ مٹھی بھر خاک لو اور سورت یٰسین کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرتے ہوئے ان کی طرف پھینک دو۔ یہ خاک ان کی طرف پھینکنا تمہارا کام ہے اور ان سب کی آنکھوں کی بینائی سلب کر لینا تمہارے رب کا کام ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مٹھی بھر خاک لی اور دروازے پر لا کر ابو جہل کو مخاطب کر کے کہا۔ نَعَمْ۔ اَنَا اَقُوْلُ۔ اَنْتَ اَحَدُهُمْ۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ ۳۲۱ جلد ۱)

”ہاں۔ میں یہ باتیں کہتا ہوں (کہ جو میرا فرمانبردار ہوگا وہ جنت میں جائے گا اور جو میرا نافرمان ہوگا وہ جہنم کی آگ میں پھینکا جائے گا) اور تم جہنم میں جانے والوں میں سے ایک ہو۔“

آپ یہ فرما رہے تھے اور سورت یٰسین کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب آپ تلاوت کرتے کرتے ان آیات تک پہنچے جو آج کے خطبہ کا موضوع ہیں۔ کہ:

﴿اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝﴾

”بلاشبہ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں۔ پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کے سر اُوپر کو اٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ان کے سامنے ایک دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار بنا دی ہے۔ پس ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے وہ کچھ (بھی) نہیں دیکھ سکتے۔"

تو واقعتاً ان کافروں کی آنکھوں پر پردے ڈالے جا چکے تھے۔ کہ آپ ﷺ ان کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے درمیان سے نکل گئے۔ مگر فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ وہ آپ ﷺ کو دیکھ بھی نہ سکے۔ سبحان اللہ۔

بے ایمان رہیں گے

اگلی آیت مبارکہ میں کافرین' مشرکین' ظالمین' معاندین اور اسلام کے مخالفین اور اپنے غلط نظریات پر ڈٹے رہنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے نبی رحمت ﷺ کو بتایا گیا ہے کہ ان منکرین اسلام کے کفر و انکار کا مرض لا علاج ہو چکا ہے۔ ان ظالموں نے اپنی صلاحیتوں کا اپنے ہاتھوں سے گلا گھونٹ دیا ہے۔ نور حق کو دیکھنے والی آنکھ پھوڑ ڈالی ہے۔ اور حق کی آواز سننے والے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی ہیں۔ اب ان ضدی اور ہٹ دھرم لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا یا نہ دینا' انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرانا یا نہ ڈرانا اور انہیں حق کی آواز سنانا یا نہ سنانا برابر ہے۔ کیونکہ ان کی نافرمانیوں' سرکشیوں' ظالمانہ کاروائیوں' توحید دشمنیوں' آپ کی شان اقدس میں گستاخیوں اور قرآن حکیم کی آیات کے انکار کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہریں لگ چکی ہیں۔ ان کے قلوب سیاہ ہو چکے ہیں۔ اب نور و عرفان کی بارش ان کے دلوں کی غلاظت اور نجاست کو دھو نہیں سکتی۔ فرمایا:

﴿سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾

"(اے پیغمبر ﷺ) ان کے لئے یکساں ہے کہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔"

کیونکہ ایسے لوگوں کے گلے میں غلط نظریات اور باطل رسوم کے طوق پڑے ہوئے ہیں۔ نفسانی خواہشات کی دیواریں، ان کے آگے کھڑی ہیں اور پیچھے سے مادی عیش و عشرت کی رکاوٹ ہے۔ لہٰذا انہیں ان طاقوں اور دیواروں میں گھرے ہونے کی وجہ سے نہ اصل منزل کی فکر ہے اور نہ ہی اس منزل تک رسائی کا کوئی راستہ نظر آتا ہے۔ کفار و مشرکین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی اسی حالت کا تذکرہ سورت بقرہ میں بھی کیا گیا ہے۔ آیت قرآنی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○﴾ (البقرہ:٦'٧)

''بلاشبہ جنہوں نے کفر اختیار کر لیا ہے۔ ان کے لئے یکساں ہے کہ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور اُن کے کانوں پر مہر لگا دی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔''

ایک اعتراض کا جواب

سورت یٰسین کی زیر بحث آیات اور سورت بقرہ کی مذکورۃ الصدر آیات سے بعض لوگ یہ اعتراض کشید کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ انہیں ڈرانا اور نہ ڈرانا برابر ہے۔ ان کے کانوں اور دلوں پر مہریں لگ چکی ہیں۔ ان کے دلوں پر پردے پڑ چکے ہیں تو اب ان بے چاروں کا کیا قصور ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے خود انہیں ایمان لانے سے باز رکھا ہے اور ان کے آگے اور پیچھے دیواریں کھڑی کر دی ہیں اور اوپر سے ڈھانپ دیا ہے تو پھر ان سے صراط مستقیم پر چلنے کی امید کیسے کی جا سکتی ہے اور انہیں سزا سے دوچار کیسے کیا جا سکتا ہے؟ بظاہر یہ اعتراض بڑا معقول نظر آتا ہے اور جبر وقدر کی حقیقت سے ناآشنا لوگ ایسی باتیں کر کے انسان کو مجبور محض ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ابتداء ہی میں کسی کے راستے میں مذکورہ رکاوٹیں کھڑی نہیں کر دیتا بلکہ اسباب و ذرائع مہیا کر کے اور ہدایت و گمراہی کے اصول واضح کر کے انسان کو اختیار دیتا ہے کہ وہ ہدایت اور گمراہی میں سے جو راستہ چاہے اختیار کر لے۔ سورت کہف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ﴾ (کہف ۲۹)

''جس کا جی چاہے وہ ایمان قبول کر لے اور جس کا جی چاہے وہ کفر کا راستہ اختیار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر لے۔“ ع

مانو نہ مانو جانِ جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

ہدایت کے اسباب

اسباب ہدایت میں اولین سبب ”عقل“ ہے۔ عقل کے بعد دوسرے اسباب ہدایت عقل کے خدام یعنی سماعت' بصارت' سونگھنا' ٹٹولنا اور ذائقہ وغیرہ حواس ہیں۔ جو تمام معلومات جمع کر کے عقل کے سامنے پیش کرتے ہیں اور پھر عقل ان کے درمیان فیصلہ کرتی ہے کہ کس چیز کو اختیار کرنا ہے اور کس چیز کو ترک کرنا ہے۔ ہدایت کے دیگر اسباب میں سے آپ ﷺ کی بعثت و نبوت' آپ کی تعلیمات و ارشادات' قرآن حکیم کا نزول' امام الانبیاء کے معجزات اور روشن دلائل ہیں۔ جو تمام کے تمام بدرجہ کمال واضح کر دیئے گئے ہیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص ہدایت کا راستہ اختیار نہیں کرتا تو اس کے کفر' شرک' ضد اور تعصب کی بنا پر اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ پھر اس کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اس کی آنکھیں دیکھتی تو ہیں مگر عبرت قبول نہیں کرتیں۔ کافروں کی اسی حالت کا مذکورہ آیات میں ذکر فرمایا ہے۔ کہ یہ محرومیاں نتیجہ ہیں اس مسلسل نافرمانیوں کا' اور طبعی اثر ہے ان کی ضد' تعصب اور ہٹ دھرمی کا۔ اس بات کو قرآن مجید کی آیات میں بالصراحت بیان فرمایا گیا ہے:

﴿بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ﴾ (نساء: ۵۵)

”بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔“

قرآن حکیم کے آخری پارے میں فرمایا گیا:

﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾

”ہرگز نہیں' بلکہ ان کے اعمال (کرتوتوں) کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے۔“

اسی امر کی وضاحت مشہور صحابی رسول ﷺ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث شریف میں کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

((اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ ذَنْبًا کَانَتْ نُکْتَۃٌ سَوْدَاءُ فِیْ قَلْبِہٖ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُہٗ وَاِنْ زَادَتْ حَتّٰی تَعْلُوَا قَلْبَہٗ فَذَالِکُمُ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ)) (راوہ الترمذی وابن ماجہ' مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۰۴)

''جب مومن سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نشان پڑ جاتا ہے۔ پس اگر وہ توبہ کر لے اور اپنے رب سے بخشش طلب کر لے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ (توبہ نہ کرے) پھر گناہ کر لے تو نشان زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سارے دل پر چھا جاتا ہے۔ پس یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے کہ ''ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کے دلوں پر زنگ ہے (یہ) بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کیا کرتے تھے۔''

ان قرآنی آیات اور حدیث رسول ﷺ سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں اور واضح ہو گیا کہ کفار کے دلوں کی مہریں' آنکھوں پر پردے اور آگے پیچھے دیواریں' یہ نتیجہ ہیں ان کے کفر' شرک' معصیت' سرکشی اور نافرمانی کا۔ اگر سرور عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ تشریف نہ لاتے' روشن معجزات اور واضح دلائل و براہین سے حق اور ایمان و گمراہی کی راہوں کی تفصیل بیان نہ کرتے۔ پھر تو یہ اعتراض وارد ہو سکتا تھا۔ مگر جب کتاب الٰہی کی روشنی نے حق و باطل کو واضح اور ممتاز کر دیا ہے اور رسول پاک ﷺ نے تبلیغ کا پورا حق ادا کر دیا ہے۔ اپنے معجزات اور دلائل سے غلط فہمی کا شائبہ تک نہیں چھوڑا۔ اب بھی اگر کوئی بدنصیب باطل کو چھوڑ کر ہدایت قبول کرنے پر آمادہ نہ ہو اور ہدایت کی بجائے گمراہی کے ساتھ چمٹا رہے تو اس کیلئے قرآن کی زبان میں یہی کہا جا سکتا ہے۔

﴿سَوَاءٌ عَلَیْہِمْ ءَاَنْذَرْتَہُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴾

''(اے پیغمبر ﷺ) ان کے لئے یکساں ہے کہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ہدایت کے راستے پر استقامت و استقلال

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عطاء فرمائے۔آمین۔

قرآن کی اتباع اور رحمان کا ڈر

اللہ رب العالمین نے نبی اکرم رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ کا خبردار کرنا اور ڈرانا انہی لوگوں کیلئے مفید اور سودمند ہوسکتا ہے جن میں حق کی پذیرائی کی استعداد اور نصیحت کو قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔ جو شخص نصیحت کو اچھا نہیں سمجھتا بلکہ ناصحین و مبلغین کا مذاق اڑاتا ہے اور اس کے دل میں راہ راست کو پانے اور صراط مستقیم پر چلنے کی تڑپ اور جذبہ ہی موجود نہیں ہے اس کیلئے آپ کی نصیحت کارگر اور نفع بخش نہیں ہوگی۔ بلکہ آپ کی نصیحت صرف اسے ہی فائدہ پہنچائے گی جو شخص تلاش حق کا جذبہ رکھتا ہو اور برائی کو ترک کرنے اور اچھائی کو اپنانے کی خواہش اور کوشش کرے، قرآن حکیم کی آیات پر غور کرے، فرامین رسول اللہ ﷺ کو اپنے دل میں جگہ دے، اسلامی احکام کی اتباع کا جذبہ صادقہ رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے اس سے ڈرتا رہتا ہو۔ اتباع رسول، اس کا مقصد حیات اور خوف خدا اس کا وطیرہ ہو تو ایسے لوگوں کے کانوں تک یہ آواز پہنچا دیجئے۔ کہ رب العزت انہیں بخشش کا مژدہ جانفزا سنا رہا ہے اور ان کیلئے اجر عظیم کا اعلان فرما رہا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿إِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّأَجْرٍ كَرِيمٍ﴾

"آپ تو صرف اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو ذکر (قرآن حکیم) کی اتباع کرتا ہے اور رحمان سے بغیر دیکھے ڈرتا ہے۔ ایسے شخص کو مغفرت اور بہترین اجر کی خوشخبری سنا دیجئے۔"

ان دیکھی چیزوں پر کامل یقین کرنے کو "ایمان بالغیب" کہا جاتا ہے۔ مثلاً اللہ رب العالمین کو کسی نے نہیں دیکھا، جنت دوزخ کو بھی کسی نے نہیں دیکھا، فرشتوں کو بھی کسی نے نہیں دیکھا اور بعد میں آنے والوں نے اپنے انبیاء کرام کو بھی نہیں دیکھا۔ ان تمام اور ان جیسی دیگر اشیاء پر ایمان لانا ہی ایمان بالغیب ہے۔ ہمارا کامل یقین اور پختہ عقیدہ ہے۔ کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ ہمارا خالق، مالک اور رازق ہے اور وہ قیامت کے دن ہمارا محاسبہ بھی کرے گا۔ فرمایا! جن کا یہ عقیدہ ہو انہیں مغفرت کی خبر سنا دیجئے۔ کہ اللہ رحیم و کریم ایسے لوگوں کی چھوٹی موٹی غلطیاں معاف فرما دے گا۔ عزت والا بدلہ اور بہترین جزا بھی عطاء فرمائے گا اور اپنی رحمت کاملہ سے انہیں جنت بھی نصیب فرما دے گا۔ خالق کائنات کے دربار عالی شان میں بصد عجز و انکسار دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی ان خوش نصیبوں میں شامل فرمائے۔ آمین۔

مُردوں کا زندہ کرنا

سرورِ کائنات ﷺ جب مشرکین عرب کے سامنے خالق کائنات کا تعارف پیش فرماتے ہوئے انہیں بتاتے کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات قدوس و مختار ہے۔ جو انسانوں کو موت اور وقوع قیامت کے بعد دوبارہ زندگی عطاء کر کے ان سے ان کے اعمال کا حساب لے گا۔ اور انسانوں کو ان کے اعمال و افعال کی جزا اور بدلہ دیا جائے گا۔ تو مشرکین مکہ آپ ﷺ کی اس بات کا مذاق اڑاتے اور کہا کرتے کہ ''جب ہڈیاں بوسیدہ ہو کر راکھ بن جائیں گی تو اس راکھ کو دوبارہ کون زندہ کرے گا'' اللہ تعالیٰ نے سورت یٰسین کے پہلے رکوع کی آخری آیت مبارکہ میں مشرکین کے اس اعتراض اور مذاق کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ﴾

''بے شک مُردوں کو ہم ہی زندہ کریں گے اور ہم ان کے آگے بھیجے ہوئے اعمال کو لکھ لیتے ہیں اور ان کے پیچھے چھوڑے ہوئے آثار بھی لکھ لئے جاتے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے لوح محفوظ میں شمار کر رکھا ہے۔''

اس سے واضح ہو گیا کہ زندگی اور موت کا اختیار صرف اللہ رب العالمین کے پاس ہے۔ وہی زندگی عطاء فرمانے والا، وہی موت سے دوچار کرنے والا اور وہی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے والا ہے۔ اسی بات کو قرآن حکیم کے پہلے پارے میں یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (بقرہ:۲۸)

”تم اللہ تعالیٰ کا انکار کیوں کرتے ہو؟ حالانکہ تم مردہ تھے تو اس نے تمہیں زندگی عطاء فرمائی' پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ پھر تم سب اسی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

اے مشرکین و کافرین! یہ تمہاری سخت غلط فہمی ہے کہ تم یہ گمان کرتے ہو کہ اس زندگی کے بعد دوسری زندگی نہیں ہے اور مرنے کے بعد تمہیں زندہ نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ تم سے باز پرس ہوگی۔ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہم مُردوں کو ضرور زندہ کریں گے اور انہیں نیک اور برے اعمال کی جزا و سزا ضرور دی جائے گی۔

سچی بات یہ ہے کہ انسان اگر اپنی پیدائش اور تخلیق پر ہی غور کرے تو رب تعالیٰ کے انکار اور اس کی نافرمانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قرآن حکیم کے اٹھارویں پارے میں انسانوں کو اسی بات کی طرف متوجہ کر کے اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل کرنے کا سبق دیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝﴾ (مومنون ۱۲تا۱۴)

”اور البتہ تحقیق ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے پانی کی بوند بنا کر ایک محفوظ مقام میں رکھا۔ پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنا دیا۔ پھر ہم نے لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنا دیا۔ پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں پیدا کر دیں۔ پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنا دیا۔ پھر ہم نے (روح پھونک کر) اسے دوسری مخلوق بنا دیا۔ پس اللہ تعالیٰ بڑا ہی بابرکت ہے جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔“

پنجابی شاعر نے غالباً انہیں آیات کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مٹی کولوں پانی بنیوں، پھر جوک تے جوکوں بوٹی
وقت معیّن وچ شکم مائی دے تیری بن گئی شکل جنوٹی
بچہ بن کے جگ تے آئیوں پھر بھنی پھرے لنگوٹی
شیر جواناں پھر بڈھڑا ہوئیوں نہ ٹُر سکیں بن سوٹی
جو سکھیا سب بھل گیا تینوں تیری سُک گئی گردن موٹی
دنیا تے ضائع کرلئی عارف رب عقبٰی کرے نہ کھوٹی

سورت یٰسٓ کی زیر بحث آیات میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے اختیارات اور قدرت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى﴾

''کہ مردوں کو زندگی بخشنے کا اختیار صرف ہمارے ہی پاس ہے۔''

اعمال اور آثار

انسان کو اس کے اچھے یا برے اعمال کی جزا اور سزا کا فیصلہ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس کی حرکات وسکنات اور اعمال وافعال بلکہ آثار ونشانات کو محفوظ رکھنے کا بندوبست کر رکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ:

﴿نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ﴾

''ہم ان کے آگے بھیجے ہوئے اعمال لکھ رہے ہیں اور ان کے پیچھے چھوڑے ہوئے آثار ونشانات بھی ضبط تحریر میں لا رہے ہیں۔''

اگرچہ اللہ تعالیٰ کو ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو علیم وخبیر ہے۔ مگر انسان کو اس کے اعمال کا صحیح، صحیح نقشہ دکھانے کیلئے اس کی ہر حرکت، ہر عمل، ہر قول اور ہر بات کو تحریری شکل میں محفوظ کیا جا رہا ہے۔ تاکہ کل قیامت کے دن جب اس کا نامۂ اعمال اس کے سامنے پیش کیا جائے تو اس کے پاس انکار کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے اور ہر انسان کی ڈائری لکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔ جنہیں قرآن کی زبان میں ''كِرَامًا كَاتِبِيْنَ'' کہا جاتا ہے۔ جو ہر انسان کے شب وروز، لیل ونہار، صبح وشام اور دن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رات کی ہر حرکت کو احاطہ تحریر میں لا رہے ہیں۔ اور قیامت کے دن جب نامہ اعمال اور انسان کی زندگی بھر کی تاریخ اور ڈائری اس کے سامنے کھولی جائے گی تو دیکھ کر پکار اٹھے گا۔ ''ہائے اس تحریر کو کیا ہو گیا ہے کہ اس میں کوئی چھوٹا بڑا گناہ نہیں چھوڑا' جسے لکھ نہ لیا گیا ہو۔'' آگے بڑھنے سے پہلے سورۃ کہف کی آیت اور اس کے ترجمہ پر ضرور غور فرمالیں:

﴿وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا﴾ (کہف:۴۹)

''اور ان کے سامنے نامہ اعمال رکھ دیا جائے گا۔ تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ اس میں لکھی ہوئی چیزوں سے ڈر رہے ہونگے اور کہیں گے۔ صد حیف! اس کتاب کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے کسی چھوٹے گناہ کو اور بڑے گناہ کو نہیں چھوڑا ہے مگر اسے شمار کر لیا ہے۔ اور اس دن وہ اپنے اعمال کو حاضر پائیں گے۔ اور (اے نبی ﷺ!) آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔''

سورت یاسین کی مذکورہ آیت پکار پکار کر یہی کہہ رہی ہے کہ:

﴿إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ﴾

''بے شک مُردوں کو ہم ہی زندہ کریں گے اور ہم ان کے آگے بھیجے ہوئے اعمال کو لکھ لیتے ہیں اور ان کے پیچھے چھوڑے ہوئے آثار بھی لکھ لئے جاتے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے لوح محفوظ میں شمار کر رکھا ہے۔''

آگے بھیجے جانے والے تو نیک یا برے اعمال ہیں جو انسان دنیا میں کماتا ہے۔ اور آثار سے مراد وہ نشانات ہیں جو انسان اس دنیا میں پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ وہ معصیت کے آثار بھی ہو سکتے ہیں اور اطاعت کے ونشانات بھی ہو سکتے ہیں۔ جس طرح انسان کو اس کے اعمال کی سزا اور جزا ملے گی۔ اسی طرح اس کے آثار کا بدلہ بھی اسے دیا جائے گا۔ اگر نافرمانی' گستاخی اور معصیت کے آثار چھوڑ کر مرا ہے تو ظاہر ہے اس کی سزا بھی اسے بھگتنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑے گی۔ امام الانبیاء اصدق الصادقین، شفیع المذنبین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشادگرامی ہے:

((مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً كَانَ لَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَنَكْتُبُ مَاقَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ)) (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۶۵ جلد ۳)

''جس شخص نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اسے اس کا ثواب ملے گا اور اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان کا ثواب بھی اسے ملے گا اور کرنے والوں کے ثواب میں ذرہ بھر بھی کمی نہ ہوگی۔ اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اسے اس کا گناہ ہوگا اور اس کے بعد جتنے لوگ وہ کام کریں گے ان سب کا گناہ بھی اسے ہوگا۔ مگر عمل کرنے والوں کے گناہ میں ذرہ بھر بھی کمی نہ ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے بطور استدلال سورت یٰسین کی یہی آیت تلاوت کی کہ ہم ان کے آگے بھیجے جانے والے اعمال اور پیچھے چھوڑے جانے والے آثار لکھ رہے ہیں۔''

نشانات قدم

سورت یٰسین کی اس آیت کریمہ میں ذکر کردہ لفظ ''آثار'' کا ایک معنی اور مفہوم نشانات قدم بھی ہے۔ جیسا کہ احادیث میں اس امر کی صراحت کی گئی ہے۔ کہ مسلمان جب نماز کیلئے مسجد کی طرف چلتا ہے تو اس کے ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے اور نبی اکرم ﷺ نے مسجد کی طرف اٹھنے والے قدموں کو ''آثار'' کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ مشہور صحابی جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

((كَانَتْ بَنُوْسَلِمَةَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ فَاَرَادُوا النَّقْلَةَ اِلٰى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اِنَّانَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مَاقَدَّمُوا وَاٰثَارَھُم فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اٰثَارَ کُم تُکتَبُ فَلَا تَنتَقِلُوا)) (جامع ترمذی صفحہ ۲۵۵ جلد ۱۱ ابواب التفسیر)

"بنوسلمہ کی رہائش (مسجد نبوی سے دور) مدینہ منورہ کے کنارے میں تھی (جب مسجد نبوی کے قریب مکانات خالی ہوئے) تو بنوسلمہ کے افراد نے مسجد نبوی کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا (تاکہ آسانی سے باجماعت نماز ادا کرسکیں) تو ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ "بے شک ہم ہی مُردوں کو زندہ کریں گے اور ہم ان کے آگے بھیجے ہوئے اعمال اور نشانات قدم لکھ رہے ہیں۔" (اس آیت کے تلاوت کے بعد) آپ ﷺ کے فرمایا۔ تم اپنے مکانات سے نقل مکانی نہ کرو کیونکہ تم (نماز کیلئے) جتنے قدم چل کر آتے ہو تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔"

بعض اہل تفسیر نے یہاں اعتراض کیا ہے کہ سورت یاسین مکی سورت ہے جبکہ بنوسلمہ کے مسجد نبوی کے قریب منتقل ہونے کی خواہش کا واقعہ مدینہ طیبہ میں پیش آیا۔ اس کا آسان اور سیدھا سا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ یہ آیت مقدسہ تو مکہ میں ہی نازل فرمائی گئی۔ مگر جب مدینہ منورہ میں بنوسلمہ کا واقعہ پیش آیا تو رسول کریم ﷺ جن کی لوح دل پر قرآن کریم نازل کیا گیا۔ نے بطور استدلال و استشہاد اس آیت کی تلاوت فرمائی اور واضح فرمایا کہ نشانات قدم کو بھی آثار قدیمہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

"آثار" سے مراد نشانات قدم لینے کی تائید جناب ثابت رضی اللہ عنہ اور جناب انس رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے بھی ہوتی ہے۔ سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔ ایک مرتبہ میں جناب انس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نماز کیلئے مسجد کی طرف جارہا تھا تو۔ فَاَسرَعتُ المَشیَ۔ میں نے تیز تیز چلنا شروع کردیا تو جناب انس رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑلیا اور اپنے ساتھ مجھے آہستہ آہستہ لے جانے لگے۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوگئے تو جناب انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں جناب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف جارہا تھا اور تیز قدم چل رہا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((اَمَا شَعُرْتَ اَنَّ الْاٰ ثَارَ تُكْتَبُ ؟)) (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۶۶ جلد ۳)

''کیا تمہیں پتا نہیں کہ نشانات قدم بھی لکھے جاتے ہیں۔''

اس واقعہ اور نبی مکرم کی حدیث مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ قدموں کے نشانات بھی آثار میں شامل ہیں اور کسی بھی نیک کام کیلئے انسان جتنے قدم چل کر جائے اس کے نقوش ہائے قدم کا حساب رکھا جاتا ہے۔ اور ان اٹھے اور چلنے والوں قدموں کا اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی کے کاموں کی طرف چل کر جانے اور یہ ثواب حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

مقام افسوس ہے کہ آج مسلمان کے قدم سینما' عیاشی' فحاشی' بے حیائی اور غیر اسلامی رسوم و رواج کی طرف تو اٹھتے ہیں لیکن آج کا مسلمان اگر اپنے قدموں کو اٹھانا پسند نہیں کرتا تو نیکی کے کاموں اور مسجد کی طرف اٹھانا پسند نہیں کرتا۔ یاد رکھئے! اگر ہم نیکی کے کام کی طرف قدم اٹھائیں گے تو ہمیں اجر و ثواب ملے گا اور اگر ہم برائی اور گناہ کی طرف چل کر جائیں گے تو ہمیں ان قدموں کے نشانات کے گناہ اور سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔

آثار کا ثواب

انسان اگر اچھے آثار اور نشانات چھوڑ کر جائے تو اس کے فوت ہو جانے کے بعد بھی اس کے آثار کا اجر و ثواب اسے پہنچتا رہتا ہے۔ کتب احادیث کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی برابر ملتا رہتا ہے۔

١ صدقہ جاریہ...... یعنی آدمی رفاہ عامہ کا کوئی کام کر گیا ہو۔ مسجد' مدرسہ' سرائے' ہسپتال اور کنواں وغیرہ کا انتظام کر جائے تو اس کا اجر و ثواب اسے دُنیا سے رُخصت ہو جانے کے بعد بھی ملتا رہے گا۔

٢ نفع بخش علم...... یعنی مرنے والا شخص تقریر و تحریر کی شکل میں علم چھوڑ گیا ہے۔ قرآن و سنت کی تبلیغ کر گیا ہے۔ احکام دین کی تشریحات کی خدمت بجا لاتا رہا ہے اور جب تک لوگ اس کے علم سے مستفید ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اسے مسلسل ثواب ملتا رہے گا۔

۳ نیک اولاد...... فوت ہونے والے کی نیک اولاد جو اس کیلئے بخشش' مغفرت اور رحمت کی دعائیں کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس صالح اولاد کی دعاؤں کو قبول فرما کر مرنے والے کے جنت میں درجے بلند فرما دیتا ہے۔

سلسلہ کلام ختم کرنے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ نبی معظم' رحمت عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان حق ترجمان کے وہ بابرکت الفاظ آپ کے سامنے پیش کروں۔ جو آپ نے ایصال ثواب اور آثار کے اجر کے بارے میں ارشاد فرمائے۔ آپ ﷺ کی سب سے زیادہ احادیث بیان کرنے والے صحابی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْا لَهٗ))

(رواہ مسلم' مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۲ کتاب العلم)

"جب انسان کو موت آ جاتی ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب اسے مسلسل پہنچتا رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ' ایسا علم جس سے نفع اٹھایا جائے اور نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرے۔"

آخر میں سورۃ یاسین کی زیر خطبہ آیات اور ان کا ترجمہ پھر ذہن میں لائیں تاکہ بیان کردہ مسائل' واقعات اور احکام تازہ ہو جائیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿يٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ○ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاۗؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ○ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِىَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ○ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○ وَسَوَاۗءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّأَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَآثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِيْ إِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝﴾ (یٰسین ۱تا۱۲)

''یٰسین۔ قسم ہے قرآن حکیم کی' بلاشبہ آپ ﷺ ہمارے رسولوں میں سے (ایک رسول) ہیں۔ آپ صراط مستقیم پر ہیں۔ اسے عزیز (اور) رحیم نے نازل فرمایا ہے۔ تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جن کے آباؤ اجداد کو (طویل عرصہ سے) نہیں ڈرایا گیا۔ اس لئے وہ غفلت کا شکار ہیں۔ بے شک یہ بات ان میں سے اکثر پر لازم ہو چکی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بلاشبہ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں۔ پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے ان کے سامنے ایک دیوار بنا دی ہے اور ان کے پیچھے ایک دیوار بنا دی ہے۔ پس ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے' وہ کچھ (بھی) نہیں دیکھ سکتے۔ اور ان کیلئے برابر ہے آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں' وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ آپ تو صرف اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو ذکر (قرآن مجید) کی اتباع کرتا ہے اور بغیر دیکھے رحمان سے ڈرتا ہے۔ پس ایسے شخص کو مغفرت اور اجر عظیم کی خوشخبری سنا دیجئے۔ بے شک ہم ہی مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ہم لکھ لیتے ہیں۔ (ان اعمال کو) جو وہ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے آثار کو (جو وہ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں) اور ہم ہر چیز کو لوح محفوظ میں شمار کر رکھا ہے۔''

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن حکیم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ : ۵

اصحاب القریہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ○ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ○ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ○ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ○ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ○ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ○ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ○﴾ (یٰسین:۱۳تا۱۹)

''اور ان (کافروں) کے سامنے اس گاؤں والوں کی مثال بیان فرمایئے' جب وہاں ہمارے رسول آئے۔ جب ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے تو انہوں نے ان کو جھٹلایا' پس ہم نے انہیں تیسرے رسول سے تقویت دی تو ان تینوں نے قوم سے کہا کہ بے شک ہمیں تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔ اس بستی والوں نے کہا کہ تم تو ہماری مانند انسان ہو اور رحمان نے (تم پر) کوئی چیز نازل نہیں فرمائی۔ تم صرف جھوٹ بول رہے ہو۔ رسولوں نے فرمایا' ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم یقیناً تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور ہماری ذمہ داری تو صرف پیغام پہنچانے کی ہے۔ بستی والے کہنے لگے کہ ہم تو تمہیں اپنے لیے منحوس سمجھتے ہیں۔ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں ضرور سنگسار کر دیں گے اور تمہیں ہماری طرف سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دردناک عذاب ہوگا۔ رسولوں نے فرمایا تمہاری بدفالی (نحوست) تو تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ کیا اگر تمہیں نصیحت کی جائے (تو تم اسے نحوست سمجھتے ہو) بلکہ تم حد سے بڑھ جانے والی قوم ہو۔"

ہر قسم کی حمد وثناء اور تعریف وتسبیح خالق کائنات اللہ رب العالمین کیلئے ہے جس نے پوری کائنات کو پیدا فرمایا اور انسانوں کی رشد و رہنمائی کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ جاری فرمایا اور ہمارے پیغمبر، محسن اعظم اور مقتدائے اعظم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد اَن گنت، لاتعداد، بے شمار اور بے حساب درود وسلام نبی اکرم، رسول معظم، سرور عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر جنہیں اشرف الرسل اور اکمل الرسل کے دل نواز خطابات سے نوازا گیا۔

سورۂ یٰسین کی تفسیر وتشریح اور توضیح وتذکیر کا آج پانچواں خطبہ جمعۃ المبارکہ ہے اور سورۂ یٰسین کے دوسرے رکوع کا نصفِ اول آج کے خطبے کا موضوع اور عنوان ہے۔ ان آیات مقدسات میں ایک بستی والوں کی ہٹ دھرمی، ضد، تعصب اور رسولوں کی شدید مخالفت کا ذکر کیا گیا ہے اور اس بستی کی طرف بھیجے جانے والے رسولوں کے اخلاص، اخلاق اور اندازِ تبلیغ کا بھی تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ نیز قوم کی طرف سے ان رسولوں کو پہنچنے والی ایذاء اور تکلیف کا ذکر کرتے ہوئے ایک مرد صالح اور مومن کامل کی استقامت، استقلال، جاں فروشی اور حق کیلئے قربانی کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ رب کائنات کے حضور دردمندانہ التجا ہے کہ ان آیات بینات سے سبق حاصل کر کے ہم سب کو اپنے عقائد واعمال کی اصلاح کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

ربط آیات

سورۂ یٰسین کی ابتداء میں قرآن کریم کی حقانیت وصداقت اور نبی مکرم جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ذکر کیا گیا تھا۔ پھر اس قرآن اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ایمان نہ لانے والوں کا تذکرہ کر کے ان کے اسلام قبول نہ کرنے کے اسباب وعلل کی تفصیل بتائی گئی تھی۔ پھر زندگی اور موت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اختیارات کا تذکرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا تھا اور قیامت کے دن جزاء و سزا کا معیار بیان کرتے ہوئے انسانوں کے اعمال و آثار کے اثرات اور نتائج کو بھی ذکر فرمایا گیا۔ اب ضروری تھا کہ جو لوگ رسالت محمدی اور قرآن مجید کی صداقت پر یقین نہیں کر رہے۔ آپ ﷺ اور آپ کے مخلص رفقاء کا مذاق اڑانے کے علاوہ انہیں طرح طرح کی اذیتوں اور تکالیف میں مبتلا کر رہے ہیں۔ ان کے سامنے امم سابقہ کی کوئی مثال بیان کی جائے تا کہ وہ اس سے عبرت حاصل کر کے خود کو دنیا اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھ سکیں۔ یہ بھی ضروری تھا کہ اس مثال میں رسول رحمت ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تسلی و تشفی کا سامان بھی موجود ہو، تا کہ انہیں اطمینان حاصل ہو کہ اگر کفار مکہ ہماری تکذیب و تحقیر کرتے ہیں اور ہمیں ایذائیں اور تکلیفیں پہنچاتے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ اللہ کریم کے ہر رسول، ہر نبی اور ہر پیغمبر کے ساتھ لوگوں نے ایسا ہی سلوک کیا ہے۔ مذکورہ مقاصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے آج کی زیر بحث آیات میں اس قسم کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ﴾

"اور (اے پیغمبر!) آپ ان لوگوں کے سامنے ایک بستی والوں کی مثال بیان کریں۔ جب اس بستی میں اللہ کے بھیجے ہوئے (رسول) آئے۔"

بستی کا نام

سورت یٰسین کی ان آیات بینات میں جس بستی والوں کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اس بستی کا نام کیا ہے اور وہ کہاں واقع ہے؟ اس بارے میں علماء تفسیر کی آراء مختلف اور متضاد ہیں۔ ہم ان کی تفصیل میں جائے بغیر صرف خلاصہ بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس بستی کیلئے لفظ "قریہ" استعمال کیا ہے جس کا اطلاق چھوٹی بستیوں، گاؤں اور بڑے شہروں پر بھی ہوتا ہے۔

◼ نبی اکرم ﷺ کے چچا زاد بھائی اور تفسیر قرآن کے ماہر صحابی جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، کعب احبار رحمہ اللہ اور جمہور مفسرین کا خیال ہے کہ سورت یٰسین کی ان آیات میں جس بستی والوں کا ذکر کیا جا رہا ہے اس بستی کا نام "انطاکیہ" اور اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکمران کا نام ''انطخیش'' تھا۔ (تفسیر ابن کثیر ۵۶۶ جلد ۳)

یہ بستی سکندر اعظم کے زمانے میں آباد ہوئی اس زمانے میں شام اور مصر وغیرہ سلطنت روما میں داخل تھے اور یہاں پر ان کے گورنر رہتے تھے۔ سکندر رومی کے بعد جب یہ بستی ویران ہوگئی تو پھر ''انٹوکس'' نامی گورنر یا بادشاہ نے اسے دوبارہ تعمیر کرایا۔

(معالم العرفان صفحہ ۶۲۹ جلد ۱۴)

''معجم البلدان'' کی تصریح کے مطابق ''انطاکیہ'' ملک شام کا معروف اور عظیم شہر ہے جو اپنی سرسبزی اور شادابی کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس کا قلعہ اور شہر پناہ کی دیوار ایک مثالی چیز سمجھی جاتی ہے۔ اس شہر میں نصاریٰ کے عبادت خانے بے شمار اور بڑے شاندار ہیں جو سونے اور چاندی کے کام سے مزین ہیں۔ ''انطاکیہ'' ایک ساحلی شہر ہے زمانۂ اسلام میں اسے فاتح شام ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فتح فرمایا۔ (معارف القرآن صفحہ ۳۷۲ جلد ۷)

۲ بعض علماء کرام کی رائے ہے۔ کہ زیر بحث آیات میں جس بستی اور گاؤں کا ذکر ہو رہا ہے یہ شام کا شہر انطاکیہ نہیں ہے۔ کیونکہ انطاکیہ ان چار شہروں میں سے ایک ہے جو دین عیسوی اور نصرانیت کے مرکز سمجھے گئے ہیں۔ یعنی قدس، رومیہ، اسکندریہ اور انطاکیہ۔ نیز انطاکیہ پہلا شہر ہے جس کے باشندوں نے سب سے پہلے جناب عیسیٰ علیہ السلام کے دین کو قبول کیا اور ان آیات سے انطاکیہ مراد نہ لینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ رسولوں کو جھٹلانے اور توحید کا انکار کرنے کی پاداش میں اس پوری بستی کو تباہ و برباد کر دیا گیا جب کہ تاریخی اعتبار سے شام کے شہر انطاکیہ کے بارے میں ایسا کوئی واقعہ منقول نہیں ہے کہ اس پر عذاب نازل ہوا ہو اور اس کے تمام باشندے ہلاک ہو گئے ہوں اور ان میں سے کوئی نہ بچا ہو۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۶۹ جلد ۳)

۳ بعض اہل تفسیر کی رائے میں سورت یاسین میں ذکر کردہ اس بستی کا نام تو ''انطاکیہ'' ہی ہے جیسا کہ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کعب احبار رحمہ اللہ اور وھب بن منبہ رحمہ اللہ سے صراحت کے ساتھ منقول ہے۔ مگر یہ شام کا مشہور شہر انطاکیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے بلکہ اسی نام کی کوئی اور بستی ہے جس کے باشندگان کو عذاب الٰہی کی لپیٹ میں لے کر تباہ و برباد کر دیا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۷۰ جلد ۳)

بعض مفسرین کا ارشاد ہے۔ کہ اَبْهِمُوْا مَا اَبْهَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے مبہم رکھا ہے تم بھی اسے مبہم ہی رہنے دو اور اس کی تفصیل میں جانے کی کوشش نہ کرو۔ اگر اس بستی کا نام ضروری ہوتا تو اللہ تعالیٰ لازماً اس کے نام کی صراحت فرماتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس بستی کا نام ذکر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی تو ہمیں اس بارے میں بحث کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ لہٰذا ہمارے لئے اس بستی کے نام اور مقام کا تعین ضروری نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں نفس واقعہ سے حاصل ہونے والے سبق اور عبرت و نصیحت کو ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے۔

(تفسیر معارف القرآن صفحہ ۳۷۳ جلد ۷)

رسولوں کے نام

بعض مفسرین کرام کا فرمان ہے۔ کہ اس بستی کی طرف جو داعی بھیجے گئے وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے فرستادہ تھے وہ بذات خود اللہ تعالیٰ کے رسول اور پیغمبر نہیں تھے بلکہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے۔ چونکہ انہیں جناب عیسیٰ علیہ السلام نے اس بستی میں توحید الٰہی کی اشاعت و تبلیغ کیلئے بھیجا تھا اور جناب عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول تھے اس لئے ان کا بھیجنا بالواسطہ اللہ تعالیٰ کا ہی بھیجنا تھا۔ اس لئے رب تعالیٰ نے ان کے بھیجنے کو اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ہم نے اس بستی میں دو رسول بھیجے اور ان کی تائید کیلئے تیسرے کو روانہ کر دیا۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے ان قاصدوں کے نام سمعان، ثوبان، شمعون تھے۔ (تفسیر ابن عباس مترجم صفحہ ۹۶ جلد ۳)

مفسرین کے دوسرے گروہ کا خیال ہے۔ کہ قرآن حکیم میں لفظ رسول اور مرسل عام طور پر اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کیلئے استعمال کیا گیا ہے اور سورت یاسین کی ان آیات طیبات میں اس بستی کی طرف بھیجے جانے والے جن اشخاص و افراد کا تذکرہ ہے وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کے رسول تھے۔ ان کے اسماء گرامی صادق، صدوق، شلوم علیہم السلام تھے۔ اور بعض اہل علم کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خیال ہے۔ کہ ان رسولوں' داعیوں اور پیغمبروں کے نام شمعون' یوحنا اور بولصل علیہم السلام تھے۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۶۷ جلد ۳)

جن مفسرین کی رائے میں اس بستی کی طرف بھیجے جانے والے مبلغین سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی فرستادہ تھے۔ ان کے نزدیک یہ واقعہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا ہے اور جو ان داعیوں' مبلغوں اور رسولوں کو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر مانتے ہیں ان کے نزدیک یہ واقعہ جناب عیسیٰ علیہ السلام سے قبل کا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

واقعہ کی تفصیلات

اس مختصر تمہید کے بعد ہم تفصیل و تطویل میں جائے بغیر اصل واقعہ کی حقیقت سے آپ کو آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ جو قرآنی آیات کی روشنی میں یوں ہے کہ گذشتہ زمانے میں ایک بستی یا گاؤں کے لوگ کفر' شرک اور بت پرستی میں مبتلا تھے۔ ان تک آوازۂ توحید پہنچانے' انہیں کفر و شرک سے بچانے اور راہ راست پر لانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے دو برگزیدہ رسولوں کو ان کی طرف مبعوث فرمایا۔ جس کا ذکر سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیات میں ان الفاظ سے کیا گیا ہے:

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ﴾

"(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان مشرکین مکہ کے سامنے بستی والوں کی مثال بیان فرمائیں جب ان کے پاس ہمارے رسول آئے۔ جب ہم نے ان کی طرف دو (رسولوں) کو بھیجا۔"

ان دونوں برگزیدہ ہستیوں نے اس بستی کے باسیوں کو دعوت توحید دی' حق کی تلقین کی' صراط مستقیم پر چلنے کی ترغیب دی اور انہیں کفر و شرک کو چھوڑنے اور شر و فساد سے باز رہنے اور رشد و ہدایت کو قبول کرنے کا سبق دیا تو بستی والوں نے ان پیغمبروں کی بات کو قبول کرنے' حق کی حمایت کرنے اور اپنے فاسد اور غلط نظریات کو ترک کرنے کی بجائے ان مبلغین و مرشدین کی تکذیب کی' انہیں جھٹلایا اور ان کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جب اس بستی والوں کی یہ حالت ہوئی تو ہم نے ان پیغمبروں کی تائید وحمایت کیلئے اور ان کے مؤقف کی مضبوطی کے لئے اسی بستی میں تیسرا رسول بھیج دیا۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی تھی:

﴿وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِي ۝ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ۝ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ۝﴾ (طٰہٰ:۲۹ تا ۳۲)

''(اے میرے رب!) میرے خاندان میں سے میرا وزیر مقرر فرما یعنی ہارون کو جو میرا بھائی ہے۔ اس سے میری کمر مضبوط فرمادے اور اسے میرے کام میں میرا ساتھی بنادے۔''

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا قبول ہوئی اور جناب ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کا معاون اور نبی بنادیا گیا۔ بہرحال اب تینوں رسولوں' نے اہل بستی کو یقین دلایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے' اس کے فرستادہ اور پیغمبر ہیں۔ اور تمہیں کفر' شرک' بت پرستی اور گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر رشد وہدایت اور سچائی کی روشنی دکھانے کیلئے بھیجے گئے ہیں۔

یہاں ایک لمحے کیلئے آپ ذرا غور فرمائیں کہ اللہ رب العالمین نے اس بستی کے رہائشیوں پر کتنا کرم فرمایا کہ ان کی رہنمائی کیلئے اور انہیں توحید ورسالت کا مسئلہ سمجھانے اور ذہن نشین کروانے کیلئے بیک وقت تین رسول مبعوث فرمائے۔ کہ کسی طرح اس گاؤں والوں کو ہدایت نصیب ہوجائے۔ یہ سیدھے راستے پر آجائیں اور دردناک عذاب سے بچ جائیں۔ اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ لوگ ان نرم مزاج' با اخلاق اور ہمدرد وخیرخواہ رسولوں کی بات کو فوراً تسلیم کرلیتے۔ ان کا کلمہ پڑھتے اور ان کے اطاعت گزار و فرمانبردار بن کر زندگی گزارنے کا عزم وعہد کرتے۔ مگر۔۔۔۔۔۔ جن کے قلوب واذہان میں شرک کی نجاست اور غلاظت بیٹھ چکی ہو' جن دماغوں میں توحید کی خوشبو کیلئے کوئی جگہ نہ چھوڑی گئی ہو۔ بت پرستی' جہالت' بے دینی' ہٹ دھرمی' ضد' تعصب' کفر اور شرک سے محبت بٹھادی گئی ہو۔ ان کے سامنے رب تعالیٰ کے نبی اور نبی بھی ایک نہیں' بلکہ تین انبیاء اور رسل مل کر بھی توحید کا مسئلہ بیان کریں تو وہ بدنصیب ماننے کی بجائے الٹا انہیں مارنے اور ختم کرنے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوشش کریں اور الٹے سیدھے سوالات اور اشکالات سے انہیں پریشان کرنے اور ان کی مہم کو ملیامیٹ کرنے کی سعی کریں تو یہ ان لوگوں کی بدنصیبی ہی تصور کی جائے گی۔

چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا' جس کا نقشہ قرآن حکیم یوں کھینچتا ہے:

﴿اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَیْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ﴾

''جب ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے تو اس بستی والوں نے انہیں جھٹلایا۔ پس ہم نے انہیں ایک تیسرے رسول سے تقویت دی تو ان تینوں نے فرمایا کہ ہمیں تمہاری طرف (توحید کی تبلیغ کیلئے رسول بنا کر) بھیجا گیا ہے۔''

بستی والوں کا اعتراض

ان تین انبیاء کی پندو موعظت سے لبریز اس گفتگو کے جواب میں ان کا مذاق اڑایا گیا اور انتہائی درشتی' سختی اور بے مروتی سے کہا گیا ''تم بھی تو ہماری طرح کے انسان ہو' تمہیں کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں اور تمہارے اندر کون سی وہ عجیب بات ہے کہ تم نبی اور رسل بنادئے گئے ہو۔ یہ تمہاری سازش' جھوٹ اور مکروفریب ہے۔ بھلا کوئی انسان بھی رب کا نبی اور رسول ہوتا ہے؟ نبوت اور رسالت کیلئے تو کسی نوری کا انتخاب ہونا چاہیے تھا۔ تم تو ہماری طرح کے بشر ہو کر اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں ہو سکتے اور تم پر اللہ رحمان کی طرف سے کوئی چیز نازل نہیں کی گئی۔ تم تو محض اپنا رعب' داب بنانے اور عزت و شہرت کیلئے رسالت و نبوت کا دعویٰ کر رہے ہو۔'' سورت یاسین میں ان معاندین' مخالفین' مشرکین اور کافرین کا اعتراض ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

﴿قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ﴾

''بستی والوں نے کہا کہ تم تو ہمارے جیسے بشر ہو اور رحمان نے (تم پر) کوئی چیز نہیں اتاری۔ تم تو صرف جھوٹ بول رہے ہو۔''

اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ اس بستی کے باشندے بشریت کو رسالت کے منافی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ جو بشر ہو وہ نبی نہیں ہو سکتا اور جو نبی ہو وہ بشر نہیں ہو سکتا۔

بشریت اور رسالت

قرآن حکیم کے مطالعہ اور تلاوت سے واضح ہوتا ہے۔ کہ انبیاء و رسل کی بشریت اکثر لوگوں کیلئے ہمیشہ قبول حق میں مانع رہی ہے اور اکثر قوموں نے انبیاء کرام علیہم السلام پر پہلا اعتراض یہی کیا۔ کہ آپ تو ہماری طرح کے انسان ہیں' تمہارا قد وقامت ہماری طرح ہے' تمہارا چلنا پھرنا ہم جیسا ہے' تم ہماری طرح کھاتے پیتے ہو' ہمارے جاننے والے خاندانوں میں تمہاری پیدائش ہوئی ہے۔ اب تم نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اور کہتے ہو کہ ہم پر وحی نازل ہوتی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی اللہ کا نبی بھی ہو اور بشر بھی ہو۔ آیئے آپ کو قرآن کریم کے چند مقامات کی سیر کراؤں اور بتاؤں کہ اکثر قوموں نے رسولوں پر یہی اعتراض کیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۝﴾ (مؤمنون:۲۳)

''اور البتہ تحقیق ہم نے نوح علیہ السلام کو رسول بنا کر ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے قوم سے فرمایا۔ اے میری قوم! صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم (اس سے) ڈرتے نہیں ہو۔ (اور شرک کئے جا رہے ہو)۔''

سیّدنا نوح علیہ السلام' اللہ تعالیٰ کے رسول تھے۔ آپ کو آدم ثانی کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کے دور میں پانچ بڑے معبودوں کی عبادت کی جاتی تھی۔ جناب نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان معبودان باطلہ کی عبادت سے روکا۔ ایک رب کی عبادت کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ وہی خالق اور مالک ہے' وہی علیم اور قادر مطلق ہے' وہی نافع اور ضار ہے' وہی تمہاری ضروریات کو پورا کرنے والا اور حل المشکلات ہے۔ لہٰذا حق یہ ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہراؤ اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ تم شرک و کفر سے بچ جاؤ' اللہ کے عذاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ڈر جاؤ اور غور کرو کہ کل قیامت کے دن رب تعالیٰ کی عدالت میں کیا جواب دو گے۔

جناب نوح علیہ السلام کی دعوت توحید اور ان دلائل و براہین سے لبریز گفتگو کے جواب میں قوم کے سربرآوردہ اور ذمہ دار افراد نے ایسا گھٹیا اور بے ہودہ جواب دیا کہ اس کو پڑھ کر انسان کا سر شرم سے جھک جاتا ہے اور وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ کیسے انسان تھے جو انسانیت کی تذلیل و تحقیر پر کمربستہ اور بشریت کو رسالت کے منافی سمجھتے تھے۔ قوم کے ظالم سرداروں نے قوم کے لوگوں کو جناب نوح علیہ السلام کی تعلیمات سے دور رکھنے کیلئے کہا کہ اے ہماری قوم! یہ نوح علیہ السلام جو تمہیں تمہارے معبودوں یعوق' وَد' سواع' یغوث اور نسر کی عبادت سے منع کرتا اور ایک اللہ کی عبادت کی تبلیغ و تلقین کرتا ہے یہ تو ہمارے جیسا ہی ایک بشر اور انسان ہے۔ بھلا ہم اپنے جیسے انسان کو کس طرح رب کا فرستادہ اور رسول تسلیم کر لیں۔ اس کی ساری تگ و دو' کوشش اور تبلیغ تو صرف اس لئے ہے کہ یہ تم پر فضیلت اور برتری حاصل کر لے۔ اس لئے ہم کسی صورت اس کی رسالت کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اور ہاں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو منصب نبوت عطا فرمانا ہوتا تو اس کام کیلئے وہ کسی نوری فرشتے کو نازل کرتا جو اس کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا۔ تم سوچو کہ اللہ تعالیٰ ایک معمولی انسان کو یہ فرض کیسے تفویض کر سکتا ہے؟ قرآن حکیم جناب نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں' وڈیروں' سربرآوردہ شخصیتوں اور مذہبی رہنماؤں کے اعتراض کا یوں ذکر فرماتا ہے:

﴿فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ۝﴾ (مومنون:۲۴)

"جناب نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ یہ شخص (نوح) تو تمہارے جیسا بشر ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ تمہارے اوپر فضیلت حاصل کر لے اور اگر اللہ تعالیٰ رسول بھیجنا چاہتا تو فرشتوں کو اتارتا (جو اس کے رسول ہوتے) یہ (نوح) جو بات کہتا ہے وہ ہم نے اپنے پہلے آباؤ اجداد سے نہیں سنی۔"

قرآن حکیم کی ان آیات مقدسات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ نوح علیہ السلام کی قوم نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب نوح علیہ السلام پر یہی اعتراض کیا تھا کہ تم بشر اور انسان ہو اور جو بشر ہو وہ رسول نہیں ہو سکتا۔

قوم نوح کی ذہنی پسماندگی کا اندازہ فرمائیں کہ کس طرح انسانیت کو ذلیل و حقیر سمجھ رہے اور بشریت کو رسالت کے منافی قرار دے رہے ہیں۔ آج کے بعض کلمہ گو انسانوں کو بھی یہی غلطی لگ گئی ہے اور وہ بھی اس شبہ میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ ''بشر رسول نہیں ہو سکتا'' بلکہ نبوت کیلئے نوری ہونا ضروری ہے۔ بھائیو! یہ عقیدہ تو نوح علیہ السلام کی قوم کے مشرکوں' کافروں' بت پرستوں اور توحید کے دشمنوں کا تھا۔ ایسی بات کہنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ بشر نبی نہیں ہو سکتا یہ تو سراسر جہالت' بے علمی' قرآنی علوم سے بے رغبتی' حدیث رسول سے ناآشنائی اور مسجود ملائکہ انسان کی سراسر تحقیر و توہین ہے۔

قوم عاد کا اعتراض

بشریت و رسالت کی بات چل نکلی ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے قرآن حکیم کا ایک اور مقام بھی تلاوت کر دوں تا کہ مسئلہ کی حقیقت نکھر کر سامنے آ جائے اور بعض غلو پسندوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیاں دور ہو جائیں اور رب العزت ہمیں صحیح اور درست عقیدہ اپنانے' اسے نبھانے اور دوسروں کو سمجھانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

یہی اٹھارواں (۱۸) پارہ اور اسی سورہ مومنوں کی آیت نمبر ۳۲'۳۳ میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے قوم عاد میں اپنا ایک رسول مبعوث فرمایا۔ جن کا نام نامی اسم گرامی جناب ہود علیہ السلام تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کو دعوت توحید اور اپنی رسالت کا اقرار کرنے کی تلقین کی مگر قوم نے ان کی بات کو تسلیم کرنے کی بجائے انتہائی حقارت آمیز رویہ اختیار کیا اور اپنے زمانے کے پیغمبر اور نبی کے ساتھ بڑی بدتمیزی اور بدسلوکی کا اظہار کیا اور ان کی مخالفت و مخاصمت بلکہ دشمنی پر آمادہ ہو گئے۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴾ (مومنون:۳۲)

''پس ہم نے اُن کے اندر اُن میں سے ایک رسول بھیجا (اس نے تعلیم دی کہ) صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ تمہارے لئے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کیا تم (کفر و شرک کرتے ہوئے اللہ سے) نہیں ڈرتے ہو؟"

جناب ہود علیہ السلام کی اس سیدھی، سادی اور عام فہم بات کے جواب میں ان سے اور تو کچھ نہ ہو سکا تو انہوں نے وہی قوم نوح والا اعتراض جڑ دیا اور قوم کے مالدار، سرمایہ دار اور جاگیردار طبقے نے دوسرے لوگوں کو جناب ہود علیہ السلام کی دعوت سے متنفر کرنے کیلئے کہا کہ "یہ تم جیسا بشر ہے" اور یہ وہی کچھ کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی کچھ پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔ اگر اللہ کا رسول ہوتا تو اس کا کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا اور دیگر معمولات تم سے مختلف ہوتے اور یاد رکھو اگر تم نے اپنے جیسے انسان ہود علیہ السلام کی اطاعت و پیروی کر لی تو ضرور نقصان اٹھاؤ گے۔ قرآن مجید توحید کے اِن دشمنوں کی باتوں کو نقل کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۝ وَلَئِنْ أَطَعْتُم بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ۝﴾ (مومنون ۳۳، ۳۴)

"اور کہا ان کی قوم میں سے اُن سرداروں نے جنہوں نے کفر کیا تھا اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا تھا اور دنیوی زندگی میں ہم نے انہیں خوشحال بنا دیا تھا۔ (اے لوگو!) نہیں ہے یہ (ہود) مگر ایک بشر تم جیسا، وہی خوراک کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور پیتا ہے اس سے جو تم پیتے ہو اور اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی اطاعت کر لی تو تب نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے۔"

ان آیات سے آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ جناب ہود علیہ السلام کی قوم نے بھی بشریت اور لوازمات بشریت کا اعتراض کیا تھا۔

قوم ثمود کا اعتراض

قرآن کریم میں قوم ثمود کا حال پڑھیے کہ انہوں نے بھی اپنے پیغمبر پر یہی اعتراض کیا کہ کیا ہم ایک بشر اور انسان کے پیروکار بن جائیں۔ آخر اس کی فضیلت، بڑھائی، بزرگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور عزت کی کیا وجہ ہے۔ ہم اپنے جیسے بشر کو نبی اور رسول ماننے کیلئے قطعًا تیار نہیں ہیں۔
قرآن مجید ثمودیوں کی جناب صالح علیہ السلام کے بارے میں گفتگو یوں نقل فرماتا ہے:

﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ۝﴾

(قمر:۲۳ تا ۲۵)

"قوم ثمود نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا اور کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے میں سے ایک بشر کی فرماں برداری کرنے لگ جائیں؟ (اگر ہم نے بشر کی اتباع کر لی) پھر تو ہم یقیناً گمراہی اور دیوانگی میں مبتلا ہو جائیں گے (اور انہوں نے کہا) کیا ہم سب میں سے صرف اسی پر وحی اتاری گئی ہے (نہیں) بلکہ وہ جھوٹا شیخی باز ہے۔"

آپ خود اندازہ فرمائیں کہ ان بدبختوں نے صرف اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر جناب صالح علیہ السلام کو رسول ماننے سے انکار کر دیا کہ وہ ہماری طرح بشر ہے اور اکیلا ہے۔ ہماری قوم کا ایک فرد ہے۔ اس کے ساتھ کوئی بڑا گروہ اور جتھہ نہیں ہے ان کے گمان میں ایسے بشر کو نبی مان لینا پرلے درجے کی گمراہی نادانی اور دیوانگی تھی۔

تمام رسولوں پر اعتراض

اگر اسی طرح مختلف انبیاء کی بشریت اور رسالت پر ان کی قوموں کے اعتراضات کو ترتیب وار بیان کیا جائے تو بات خاصی طوالت اختیار کر جائے گی اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن کریم کی روشنی میں تمام رسولوں پر ہونے والے اس مشہور و معروف اعتراض کو بیان کر دیا جائے۔ تاکہ بات پوری طرح سمجھ میں آ جائے اور زیادہ وقت بھی صرف نہ ہو...... ! قرآن حکیم کے اٹھائیسویں پارے کی سورہ تغابن میں ...... رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پہلے کافروں مشرکوں اور نافرمانوں کو دی جانے والی سزا اور عذاب کا سبب یہ تھا۔ کہ جب ہم نے ان کی طرف اپنے رسولوں نبیوں اور پیغمبروں کو بھیجا تاکہ وہ انہیں راہ راست دکھلائیں صراط مستقیم پر چلائیں اور انہیں گمراہی سے بچا کر جنت کا راستہ دکھلائیں تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان قوموں کے افراد نے ان رسولوں کی اتباع' فرماں برداری اور اطاعت گزاری کرنے کی بجائے' واضح دلائل وبراہین دیکھنے کے باوجود رسولوں کو جھٹلایا اور یہی اعتراض وارد کیا کہ "کیا بشر ہماری رہنمائی کرے گا؟" انبیاء ورسل کے بشر اور انسان ہونے کی وجہ سے ان کی قوموں نے انہیں جھٹلایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان سرکشوں' کافروں اور بدبختوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا اور وہ تباہ وبرباد کر دیئے گئے۔

قرآنی آیات اور ترجمے پر غور کریں تو مسئلہ مزید واضح ہو جائے گا۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○﴾

(تغابن ۶'۵)

"کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جنہوں نے اس سے پہلے کفر کیا۔ پس چکھ لیا انہوں نے اپنے کام کا یعنی کفر کا وبال اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ اس (وبال اور عذاب) کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس رسول' روشن نشانیاں لے کر آتے رہے۔ پس وہ (کافر) کہنے لگے۔ "کیا بشر ہماری رہنمائی کرے گا۔" پس انہوں نے کفر کیا اور منہ پھیر لیا اور اللہ تعالیٰ بھی ان سے بے نیاز ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بے نیاز' خوبیوں والا ہے۔"

اب تو اس بات کو سمجھنے میں کوئی کسر نہیں رہنی چاہیے کہ کافروں' مشرکوں' ظالموں' نافرمانوں' سرکشوں اور خدا کے باغیوں کا انبیاء ورسل کے متعلق پختہ یقین تھا کہ۔

"جو بشر ہو وہ نبی نہیں ہو سکتا اور جو نبی ہو وہ بشر نہیں ہو سکتا۔"

رسولوں کا جواب

اللہ رب العالمین نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ انبیاء ورسل پر جب بشریت کا اعتراض کیا گیا اور نبوت ورسالت کو بشریت کے منافی قرار دیا گیا تو انبیاء کرام علیہم السلام اور رسولوں نے جواب دیا کہ ہم بشریت کا قطعاً انکار نہیں کرتے اور نہ ہی ہم نوری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ہم بھی تمہاری طرح انسان اور بشر ہی ہیں مگر ہمارے اور تمہارے درمیان فرق یہ ہے۔ کہ جو فضائل و کمالات' محاسن و محامد اور صلاحیتیں اور استعدادیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں مرحمت فرمائیں ہیں ان سے تمہیں نہیں نوازا گیا اور یہ بات بھی یاد رکھو کہ انسان کی اصلاح کوئی انسان ہی کر سکتا ہے۔ نوری نہیں کر سکتا۔ جب دنیا میں بسنے والے' زندگی گزارنے والے اور اعمال بجالانے والے بشر ہیں تو ان کے عقائد و اعمال کی اصلاح اور درستگی بھی کوئی بشر ہی کر سکتا ہے۔ اس لئے نبوت و رسالت کیلئے بشریت ضروری ہے۔ انبیاء و رسل کے اس جواب کو قرآنی الفاظ کا جامہ یوں پہنایا گیا ہے:

﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾ (ابراھیم:۱۱)

''ان کے رسولوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرح بشر ہی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا (یعنی نبوت عطاء فرماتا) ہے۔''

قرآن کی اس آیت سے واضح ہو گیا کہ تمام انبیاء و رسل جنہیں انسانوں کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا گیا وہ تمام بشر اور انسان تھے اور انبیاء کی بشریت کا انکار کوئی کافر' مشرک' نافرمان' سرکش اور باغی تو کر سکتا ہے مگر کوئی مسلمان اور مومن انبیاء کی بشریت کا انکار نہیں کر سکتا۔

جہاں تک انسان ہونے کا تعلق ہے تو انسان ہونے کی حیثیت سے تمام لوگ برابر ہیں اور سب کے سب ابوالبشر جناب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ مگر جہاں تک درجے' فضیلت' رفعت' بزرگی' برتری اور احترام کا تعلق ہے۔ اس میں انبیاء انسان ہوتے ہوئے بھی تمام انسانوں سے افضل و اکمل اور اعلیٰ و اشرف ہوتے ہیں۔ اور ہمارے رہبر و رہنما' امام الانبیاء' سرکار دو جہاں' رحمت للعالمین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اولین و آخرین میں سب سے احسن' اکمل' افضل' اعلیٰ' برتر' بہتر اور عظیم تر ہیں۔ کہ دنیا میں کوئی نبی' رسول اور پیغمبر آپ کی شان اور عظمت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد از بزرگ توئی قصہ مختصر

لیکن ان کمالات وفضائل کے باوجود آپ ﷺ انسان بلکہ افضل واکمل اور اشرف انسان ہیں اور بعض لوگ جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ کو بشر یا انسان کہنا آپ ﷺ کی توہین یا گستاخی ہے' یہ عقیدہ اور خیال سراسر غلط غیر صحیح اور قرآن وحدیث کے منافی ہے۔

شرف انسانیت

اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات میں انسان کو سب سے افضل اور احسن بنایا اور قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار قسمیں کھانے کے بعد فرمایا۔ میں نے تمام مخلوقات میں سے انسان کو سب سے بہتر بنایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَالتِّيْنِ ○ وَالزَّيْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ○ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ○ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ○﴾ (التین: ۱ تا ۴)

"قسم ہے انجیر اور زیتون کی۔ قسم ہے طور سینا کی' اور قسم ہے اس امن والے شہر (مکہ مکرمہ) کی۔ بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت (صورت) پر پیدا کیا ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ صوری اور معنوی حسن وکمال اور خوبصورتی واعتدال میں دنیا کی کوئی مخلوق بھی انسان کی ہمسری اور برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ آپ غور فرمائیں تو اندازہ ہوگا کہ گراں قیمت حیوان' زور آور جانور' درندے' پرندے' ہوائی اور آبی مخلوقات سب کی سب انسان کی مطیع اور فرمانبردار بنا دی گئی ہیں۔ گرانڈیل ہاتھی سے ایک ہاتھی بان جس طرح چاہے کام لیتا ہے۔ چھ سات سال کا بچہ اونٹوں کی ایک قطار کو جدھر چاہتا ہے لے کر چلا جاتا ہے۔ برق رفتار گھوڑے پر جب انسان سوار ہوتا ہے تو وہ بے انتہاء طاقت ور ہونے کے باوجود انسان کی مرضی کے مطابق عمل کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ عقل وفکر' سوچ بچار' اجتہاد واستنباط کی جو بے مثل قوتیں انسان کو بخشی گئی ہیں کائنات کی کسی دوسری مخلوق کو یہ صلاحیتیں ودیعت نہیں کی گئیں۔ انسان کے علم وعرفان اور معلومات ومشاہدات کا یہ حال ہے کہ نوری فرشتے بھی اسے سجدہ کرتے نظر آتے ہیں اور "مسجود ملائک" کا دل نواز لقب بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسان کو ہی نصیب ہوا ہے۔

ہر جانور اپنی خوراک حاصل کرنے کیلئے اپنا سر زمین پر جھکاتا ہے۔ مگر انسان کو اپنی خوراک کیلئے سر جھکانا نہیں پڑتا بلکہ اس کے ہاتھ لقمہ اٹھا کر منہ میں ڈالتے ہیں۔ غرض انسان اور بشر کے جس پہلو کو بھی دیدۂ حق سے دیکھا جائے تو بے ساختہ۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔ کا نعرہ بلند ہونے لگتا ہے اور رب تعالیٰ کے اس فرمان ذی شان کی حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ کہ ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ امام قرطبی رحمہ اللہ نے تفسیر قرطبی میں سورت التین کی مذکورہ بالا آیات کی تفسیر میں ایک بڑا دلچسپ واقعہ بیان فرمایا ہے۔ کہ

''خلیفہ منصور عباسی کے ایک درباری کا نام عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی تھا۔ اسے اپنی بیوی سے بے پناہ محبت تھی۔ ایک دن اس نے اپنی بیوی سے ازراہ محبت کہہ دیا کہ۔ اَنْتَ طَالِقٌ اِنْ لَّمْ تَكُوْنِيْ اَحْسَنَ مِنَ الْقَمَرِ۔ اگر تو چاند سے زیادہ حسین و جمیل اور خوبصورت نہ ہو تو تجھے طلاق۔ خاوند کی یہ بات سن کر بیوی اس کے قریب سے اٹھ گئی اور عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی سے پردہ کر لیا اور کہا چونکہ میں چاند سے زیادہ حسین نہیں ہوں اس لئے طلاق واقع ہو چکی ہے۔ اب ہمارا ازدواجی تعلق منقطع ہو گیا ہے۔ عیسیٰ نے بڑی مشکل اور پریشانی میں رات گزاری، صبح ہوتے ہی خلیفہ منصور عباسی کے دربار میں حاضر ہوا۔ اسے اس واقعہ کی اطلاع دی اور بڑی گھبراہٹ اور ندامت کا اظہار کیا۔''

خلیفہ نے شہر کے علماء اور فقہا کو بلایا اور ان سے فتویٰ طلب کیا کہ کیا مذکورہ صورت میں طلاق واقع ہو چکی ہے یا نہیں؟ فَقَالَ جَمِيْعُ مَنْ حَضَرَ قَدْ طُلِّقَتْ۔ جتنے فقہاء وہاں موجود تھے سب نے متفقہ فتویٰ دیا کہ طلاق واقع ہو چکی ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگردوں میں سے ایک شخص خاموش بیٹھا رہا۔ خلیفہ نے اس کی طرف متوجہ ہو کر سوال کیا۔ مَالَكَ لَاتَتَكَلَّمْ۔ کیا بات ہے کہ آپ نے کوئی گفتگو نہیں کی اور خاموش بیٹھے ہیں۔ وہ شخص خلیفہ کا سوال سن کر بولا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ وَالتِّيْنِ○ وَالزَّيْتُوْنِ○ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ○
وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ○ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ○﴾

(التین:۱تا۴)

"قسم ہے انجیر اور زیتون کی۔ قسم ہے طور سینا کی' اور قسم ہے اس امن والے شہر (مکہ مکرمہ) کی۔ بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت (صورت) پر پیدا کیا ہے۔"

اے امیر المومنین! اس فرمان الٰہی کے مطابق انسان سب چیزوں سے زیادہ حسین ہے اور کوئی شئے اس سے زیادہ حسین اور خوبصورت نہیں ہے۔ لہٰذا عورت چاند سے زیادہ حسین ہے' اس لئے اسے طلاق نہیں ہوئی ہے۔ خلیفہ منصور نے کہا اس شخص کی بات درست ہے۔ لہٰذا اے عیسیٰ! تم اپنی بیوی کے ساتھ رہ سکتے ہو اور اس عورت کو پیغام بھجوایا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی ہے اس لئے وہ اپنے خاوند کے گھر جائے۔ اس کی فرمانبرداری کرے اور نافرمانی نہ کرے" (تفسیر قرطبی صفحہ ۱۱۴ جز ۲۰)

اس دلچسپ واقعہ سے واضح ہو گیا۔ کہ تمام مخلوقات میں سے بشر اور انسان ہی سب سے افضل' احسن اور اکمل ہے۔ اور رب السماوات والارض نے تمام انبیاء و رسل اپنی بہترین مخلوق میں سے بھیجے ہیں۔ لہٰذا پیغمبر' انبیاء اور رسول' بشر اور انسان ہیں اور انبیاء کو انسان اور بشر ہونے سے خارج کرنا' ان کی عزت و عظمت نہیں بلکہ توہین اور گستاخی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انبیاء کی گستاخی سے محفوظ و مصؤن رکھے۔ آمین۔

مشرکین مکہ کا اعتراض

قرآن حکیم بیان فرماتا ہے۔ کہ پہلی گمراہ قوموں کی طرح مشرکین مکہ نے بھی نبی اکرم' رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بشریت پر اعتراض کیا اور واشگاف الفاظ میں کہا کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ ان کا زعم و گمان بھی یہی تھا کہ جس ہستی میں بشری لوازمات پائے جائیں وہ رسول نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ اپنی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے بشریت اور رسالت کو دو متضاد چیزیں تصور کرتے تھے اور کہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے کہ یہ کیا ہوا کہ محمد ﷺ ہماری طرح کھاتا پیتا اور چلتا پھرتا بھی ہے اور رسالت ونبوت کا دعویدار بھی ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنا رسول بنا کر بھیجنا ہوتا تو وہ کسی نوری فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا جو نہ کھاتا' نہ پیتا' نہ ہماری طرح سودا سلف خریدنے بازار جاتا' نہ اس کی بیوی' بچے ہوتے اور نہ ہی وہ دیگر انسانی لوازمات کا محتاج ہوتا' قرآن کریم ان مشرکین وکافرین کا اعتراض ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے:

﴿وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا۝﴾ (فرقان:۷)

''اور کفار (مکہ) نے کہا کہ اس رسول کا کیا ہے؟ کہ کھانا کھاتا اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ اس کی طرف کوئی فرشتہ اتارا جاتا جو اس کے ساتھ مل کر لوگوں کو ڈراتا۔''

مشرکین مکہ کے اسی اعتراض کو قرآن حکیم کے سترہویں پارے میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ

﴿وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۝﴾ (انبیاء:۳)

''اوران ظالموں نے ایک خفیہ اجلاس منعقد کیا (اور کہنے لگے) کہ اس شخص محمد (ﷺ) بھی تمہارے جیسا بشر ہی ہے۔''

آپ جانتے ہیں کہ سازشی عناصر حق کی آواز کو دبانے اور اسلام کی آواز کو مٹانے کیلئے ہمیشہ خفیہ میٹنگیں کرتے ہیں۔ ان میں منصوبہ بندی ہوتی ہے اور پھر اس پر عمل درآمد شروع کردیا جاتا ہے۔ بعینہ مشرکین مکہ نے نبی اکرم ﷺ کی ذات کو گرانے' آپ کی بات کو دبانے اور آوازۂ حق کو مٹانے کیلئے ایک خفیہ میٹنگ کی جس کی کاروائی قرآن مجید یوں بیان فرماتا ہے۔ کہ انہوں نے اس مخفی اجلاس میں یہ بات چیت کی کہ یہ محمد ﷺ تو تمہارے جیسا بشر اور انسان ہے۔ ہم بشر کو رسول کیسے تسلیم کرلیں۔

اللہ تعالیٰ کا جواب

جب آپ ﷺ پر کفار کے اعتراض نے شدت اختیار کی اور وہ خفیہ اجلاسوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاوہ برسر عام اپنے اعتراض کو دہرانے اور پیش کرنے لگے۔ جس سے آپ ﷺ رنجیدہ خاطر ہوئے تو فوراً اسیّد الملائکہ جناب جبریل علیہ السلام خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ سلام قبول فرمائیے:

((اَللّٰہُ رَبُّكَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ)) ''تمہارا رب بھی تمہیں سلام کہتا ہے۔''

اور آپ کی تسلّی، تشفّی اور تسکین کے لیے فرماتا ہے کہ آپ ان کے لغو اعتراضات اور بے ہودہ بکواسات کی وجہ سے غمزدہ نہ ہوں۔ یہ آپ کے کھانے' پینے اور بازاروں میں چلنے پھرنے پر اعتراض کرتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ۔ (تفسیر قرطبی ص۱۲ جزء۱۳)

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ﴾ (فرقان: ۲۰)

''اور نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے رسول مگر وہ سب کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔''

اسی مفہوم کو دوسری جگہ یوں بیان فرمایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ اور سنت یہی ہے کہ بنی نوع انسان کی طرف جتنے انبیاء مبعوث فرمائے گئے وہ سب اُنہیں کے ہم جنس یعنی بشر اور انسان تھے کیونکہ افہام و تفہیم اور تعلّم و تعلیم کا مقصد اسی صورت پورا ہو سکتا ہے۔ اور اے مشرکین مکہ! اگر تمہیں اب بھی اس بات پر اعتبار و اعتماد نہیں ہے کہ تمام انبیاء بشر تھے تو اپنے زمانے کے اہل کتاب سے پوچھ لو۔ وہ تمہیں واضح الفاظ میں بتائیں گے کہ ''انبیاء بشر ہی ہوا کرتے ہیں'' قرآن حکیم اپنے معجزانہ اختصار سے اس بات کو یوں بیان کرتا ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (انبیاء: ۷)

''اور (اے پیغمبر!) نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے رسول مگر (وہ) مرد (ہی تھے) جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ پس (اے منکرین بشریت!) اہل علم سے اس بارے سوال کرو اگر تم نہیں جانتے۔''

قرآن حکیم کی ان آیات واضحات اور انبیاء کرام کی قوموں کے ذکر کردہ مختصر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

واقعات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی ہے کہ "نبوت اور بشریت" دو متضاد چیزیں نہیں ہیں بلکہ ہر نبی کیلئے بشر ہونا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن حکیم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

قبول حق میں رکاوٹ

مشرکین، کافرین اور اسلام کے مخالفین و معاندین کیلئے یہ بات ہمیشہ قبول حق میں رکاوٹ رہی ہے کہ کوئی بشر بھی نبی ہوسکتا ہے۔ یعنی اللہ احکم الحاکمین نے انبیاء کرام کو جو صلاحیتیں، کمالات، استعداد اور فضائل عطا فرمائے تھے۔ وہ مشرک انہیں پہچان ہی نہ سکے اور صرف بشریت کا بہانہ بنا کر انبیاء کی نبوت کا انکار کر دیا۔ ان ظالموں نے یہ سوچنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی۔ چونکہ ہم بشر اور انسان ہیں اس لئے ہماری اصلاح کیلئے اگر کوئی نوری فرشتہ بھیجا جاتا تو اسے بھی انسانی شکل میں ہی بھیجا جاتا۔ کیا یہ ہمارے رب کا ہم پر احسان، فضل اور اس کی رحمت نہیں ہے کہ اس نے انسانوں کی رہنمائی کیلئے انسانوں میں نبی مبعوث فرمایا جو ہماری طرح سوتا، جاگتا، کھاتا، پیتا، اٹھتا، بیٹھتا، چلتا، پھرتا اور ہمارے اندر ہی زندگی گزار رہا ہے...... بلکہ انہوں نے انبیاء کرام کی بشریت کو قبول حق میں رکاوٹ سمجھتے ہوئے واشگاف الفاظ میں اعلان کر دیا کہ ہم بشر کو نبی اور رسول ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

قرآن مجید فرماتا ہے کہ جب مشرکین مکہ نے آپ ﷺ سے یہ مطالبات کئے کہ وہ۔

۱۔ زمین سے چشمہ جاری کر دیں۔

۲۔ اپنے لئے کھجوروں اور انگوروں کا باغ پیدا کریں۔

۳۔ پھر اس باغ میں نہریں بہا دیں۔

۴۔ یا ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا ہی گرا دیں۔

۵۔ پھر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئیں۔

۶۔ یا اپنا گھر ہی سونے چاندی کا بنالیں۔

۷۔ یا ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جائیں۔

۸۔ اور آسمان سے ہمارے لئے کتاب لے آئیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشرکین کے ان مطالبات کے جواب میں رسول کائنات ﷺ نے فرمایا کہ یہ کام تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کرسکتا ہے۔ان امور کا سرانجام دینا تو میرے اختیار میں نہیں ہے۔اور یاد رکھو: ﴿هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ (اسرائیل:۹۳)

''میں تو صرف ایک بشر (اور) رب تعالیٰ کا رسول ہوں۔''

آپ یہ بات تو اچھی طرح جان چکے ہیں کہ وہ مشرکین و کافرین کسی بشر کو نبی ماننے کیلئے قطعاً تیار نہ تھے۔ان کی اسی ضد' عناد' دشمنی اور بشر کی مخالفت نیز قبول حق میں رکاوٹ کا ذکر سورت بنی اسرائیل میں فرمایا گیا ہے:

﴿وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى اِلَّا اَنْ قَالُوْا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ (بنی اسرائیل:۹۴)

''اور لوگوں کو ایمان لانے سے کسی چیز نے نہیں روکا۔جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اس چیز نے کہ انہوں نے کہا۔کیا اللہ تعالیٰ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔''

انسانوں کیلئے انسان نبی

اللہ رب العالمین نے نبوت و رسالت کے ان دشمنوں اور اسلام کے باغیوں کو بڑا واضح اور ٹھوس جواب دیتے ہوئے فرمایا۔کہ اگر زمین پر انسانوں کی بجائے نوری مخلوق آباد ہوتی تو ہم ان کی رشد ہدایت و رہنمائی کیلئے کسی نوری کو اپنا رسول بنا کر مبعوث فرمادیتے۔ جب زمین پر انسان آباد ہیں تو ان کی اصلاح اور رہنمائی کیلئے انسانوں میں سے ہی رسولوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔تم غور وفکر کرو کہ انسان کے پاس نوری رسول بن کر کیسے آسکتا ہے؟ جبکہ دونوں کی انواع مختلف ہیں اور ان کے درمیان کوئی مناسبت اور مماثلت ہی نہیں ہے۔فرشتے اللہ تعالیٰ کی مقدس مخلوق ہیں۔ان کا مادہ تخلیق انسان سے مختلف ہے۔فرشتوں میں عقل ضرور ہے' مگر خواہشات نہیں ہیں۔ یہ مکلّف اور احکام الٰہی کے تابع ضرور ہیں' مگر نافرمانی کے جذبات سے خالی ہیں۔ان کے برعکس انسان کو فرشتے سے زیادہ شان اور مرتبہ بخشا گیا ہے۔مگر اس کی پیدائش بڑی پیچیدہ ہے۔مختصر یہ کہ انسان کی رہنمائی کیلئے اگر کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرشتے کو رسول بنا کر بھیجا جاتا تو انسان کا فرشتے سے استفادہ مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی' بھلائی اور خیر خواہی کیلئے مختلف زمانوں میں انسانوں کی طرف انسانوں کو ہی رسول بنا کر مبعوث فرمایا۔ تاکہ وہ صحیح طور پر پیغمبر کی ہدایت سے مستفید ہو سکیں اور عملی زندگی میں اس سے بھرپور استفادہ کر سکیں۔ قرآن حکیم نے اپنے بلیغ انداز میں اسی بات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا﴾ (بنی اسرائیل:۹۵)

"(اے رسول!) آپ فرما دیجئے کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے (اور اس میں) سکونت اختیار کرتے تو ہم ان (کی ہدایت کیلئے) ان پر آسمان سے کوئی فرشتہ رسول بنا کر اتار دیتے۔"

قرآن حکیم کی سورت انعام میں اسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا گیا۔ کہ اگر ہم کسی نوری فرشتے کو رسول بنا کر انسانوں کی ہدایت کیلئے دنیا میں بھیجتے تو اس کی دو صورتیں ممکن تھیں۔ پہلی یہ تھی کہ فرشتے کو انسانی شکل میں بھیجا جاتا۔ اگر ایسا ہوتا تو منکرین رسالت کا اعتراض پھر اپنی جگہ قائم رہتا کہ یہ تو ہم جیسا انسان ہے' ہم اس کی اتباع و فرماں برداری کیوں کریں۔ دوسری صورت یہ ممکن تھی کہ فرشتہ کو اس کی اصلی شکل و صورت میں ہی بھیجا جاتا۔ اگر ایسا ہوتا تو انسان اس کی نورانیت اور شکل و صورت دیکھ کر دہشت زدہ ہو جاتے اور اس سے استفادہ اور رہنمائی کی کوئی صورت نہ ہوتی۔ ان وجوہات و اسباب کے باعث اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت خاصہ سے انسانوں کی اصلاح اور ہدایت کیلئے انسانوں کو ہی رسول اور پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا۔ فرمان ربانی ہے:

﴿وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝﴾ (انعام:۸تا۹)

"اور ان لوگوں نے کہا کہ ان پر کوئی فرشتہ کیوں نازل نہیں ہوا؟ اور اگر ہم فرشتہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نازل کرتے تو پھر کام ہی تمام ہو جاتا (یعنی عذاب نازل ہو جاتا) پھر انہیں بالکل مہلت نہ ملتی' اور اگر ہم کسی فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے تو اسے بھی انسانی شکل میں ہی بھیجتے۔ اس طرح ہم انہیں پھر اسی شبہ میں ڈال دیتے جس شبہ میں اب مبتلا ہیں۔"

مسئلہ بشریت کے ذکر میں بات خاصی طوالت اختیار کر گئی۔ بات چل رہی تھی' بستی والوں کے اعتراض کی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے تینوں رسولوں کا انکار کرتے ہوئے کہا۔ کہ:

﴿مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُوْنَ۝﴾

"تم تو ہماری طرح کے انسان ہو اور رحمان نے کوئی چیز نازل نہیں فرمائی اور تم صریح جھوٹ بول رہے ہو۔"

رسولوں کا کام

اس گاؤں کی طرف بھیجے جانے والے رسولوں نے حلف اٹھا کر انہیں یقین دلانے کی کوشش کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سچے اور حقیقی رسول ہیں اور تمہاری رہنمائی اور ہدایت کیلئے بھیجے گئے ہیں۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۵۳۵ جلد ۹)

﴿قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ﴾

"ان رسولوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف اس کے رسول ہیں۔"

ہمارا کام صرف دعوت حق تمہارے کانوں تک پہنچا دینا اس کے بعد تمہارا کام ہے کہ تم اس دعوت توحید کو قبول کرو یا نہ کرو' اس صراط مستقیم پر چلو یا نہ چلو' جادۂ حق اختیار کرو یا نہ کرو' کسی کو زبردستی ایمان دار بنانا ہمارے فرائض منصبی میں شامل نہیں اور کسی کو قبول اسلام پر مجبور کرنا ہمارے اختیار میں نہیں۔ ہمارا کام صرف اور صرف پیغام الٰہی سنانا ہے۔ سو وہ کام ہم نے کر دیا۔ اب تمہاری مرضی پر منحصر ہے کہ تم اس دعوت حق کو قبول کرتے ہو یا اسے ٹھکرا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہو۔ اور ہماری ذمہ داری صرف یہ ہے کہ ہم (حق کا پیغام) کھول کر پہنچا دیں۔ ہم تمہیں صرف یہ بتلانے آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ غیر اللہ کی پرستش اور عبادت حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ نبوت ورسالت برحق ہے۔ ایمان مدارِ نجات ہے۔ قیامت کا آنا یقینی ہے۔ غرض ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیں۔ اب اسے قبول کرو گے تو نجات پاؤ گے اور اگر جھٹلاؤ گے تو سزا کے مستحق بنو گے۔

اہل بستی کی بدشگونی

انبیاء کرام کی اس نصیحت' وعظ' درس اور دعوت پر لبیک کہنے اور ان کی فرمانبرداری کرنے کی بجائے' قوم نے ان کی دعوت کا واشگاف الفاظ میں انکار کر دیا اور ان پاکباز ہستیوں کو منحوس قرار دیتے ہوئے کہا کہ تم تو ہمارے علاقے اور بستی کیلئے نحوست بن کر نازل ہو گئے ہو۔ جب سے تم آئے ہو بارش رک گئی ہے اور ہم قحط سالی کا شکار ہو گئے ہیں۔ کبھی کوئی وبا پھوٹ پڑتی ہے اور کبھی کساد بازاری شروع ہو جاتی ہے۔ تم نے ہر گھر میں فساد برپا کر دیا ہے۔ اور لڑائی بھڑائی شروع ہو گئی ہے۔ ہاں ''تمہاری تشریف آوری'' کی برکت سے اناج اور پانی کی قلت پیدا ہو گئی ہے۔ ہمارے خیال میں ان تمام مصائب اور مشکلات کا اصل سبب تم ہو۔ تمہاری نحوست سے ہماری مسکراتی ہوئی زندگی بدل گئی ہے۔ تمہاری گستاخیوں سے ہمارے معبود اور دیوتا ہم سے ناراض ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے ہمیں پریشانیوں اور تکلیفوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ لہٰذا تمہارے لئے یہی مناسب ہے تم اپنے وعظوں' تقریروں اور خطابات کا یہ سلسلہ بند کر دو۔ ہمارے معبودوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے سے باز آ جاؤ۔ ہمیں اپنے حال پر رہنے دو' بار بار تنگ نہ کرو' ورنہ اس کا نتیجہ اچھا نہ نکلے گا۔ ہماری بستی میں تمہاری تعداد ''صرف تین'' ہے۔ اگر تم نے یہ سلسلہ دعوت و تبلیغ بند نہ کیا تو ہم تمہیں شہر کے چوک میں کھڑا کر کے تم پر پتھروں کی بارش کر دیں گے۔ جس سے تمہاری بوٹی بوٹی ہو جائے گی۔ تمہارے جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اور ہم تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیں گے۔ قرآن حکیم بستی والوں کی اس گستاخانہ اور نبیوں کو منحوس قرار دینے والی گفتگو کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿قَالُوْا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝﴾

''وہ (بستی والے) کہنے لگے کہ ہم تمہیں اپنے لئے منحوس سمجھتے ہیں۔ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور تمہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔''

تم خود منحوس ہو

آپ قوم کی ترشی، تلخی اور شدت کا اندازہ فرمائیں کہ انبیاء کیلئے کس قدر سخت اور درشت الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ اگر کوئی آج کے مبلغین جیسا ہوتا تو جواب میں پانچ، سات بڑی بڑی گالیاں نکالتا اور فوراً مرنے مارنے کیلئے تیار ہو جاتا۔ مگر ایک داعی حق، مبلغ اور دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والے کو ان رسولوں کے کردار اور عمل سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ کیونکہ توحید کے دلائل سخت مگر لہجہ نرم رکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر مبلغ اور مقرر کے ذہن میں انتشار اور فساد نہ ہو تو وہ مسائل کو بڑے مثبت اور اچھے طریقے سے قوم کو سمجھا سکتا ہے۔ تبلیغ دین کا جذبہ رکھنے والے شخص کو قوم کی اصلاح کے جذبے سے سرشار ہو کر وعظ و نصیحت کا کام کرنا چاہیے۔ خود ہمارے پیغمبر ﷺ کا انداز تبلیغ انتہائی حکیمانہ، مدبرانہ اور مصلحانہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بقول شخصے

اوہدی اک اکلّڑی جان سی
اوہدا دشمن سارا جہان سی
پر سچی گل تے مٹھی زبان سی
تائیوں سارے جہان تے چھا گیا

اس بستی کی طرف بھیجے جانے والے قاصدوں یا رسولوں نے ترش، سخت اور تلخ لہجہ اختیار کرنے کی بجائے انتہائی نرمی اور ملائمت سے فرمایا۔ ہمیں منحوس قرار دینے والی قوم! کیا تم خود اپنے اعمال پر غور نہیں کرتے کہ تمہاری بدبختی اور بدحالی تو تمہارے ساتھ ہے، تم اپنے برے کردار، نازیبا حرکات اور غیر شرعی اطوار اور کفر و شرک کی وجہ سے اس بدحالی اور فاقہ مستی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا شکار رہو۔ اس نحوست کی نسبت ہماری طرف کر کے تم نجات حاصل نہیں کر سکو گے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اگر ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں' توحید کی دعوت دیتے ہیں اور تمہارے برے اعمال پر ٹوکتے ہیں تو تم ہمیں منحوس قرار دینے لگتے ہو اور ہمیں سنگسار کرنے کی دھمکیاں دیتے ہو۔ یاد رکھو! تمہارا رویہ ہرگز معقول اور درست نہیں ہے۔ تمہیں چاہیے تھا کہ ہماری باتوں اور نصیحتوں پر غور و فکر کرتے انہیں سوچتے اور پھر کوئی نتیجہ اخذ کرتے' مگر تمہارے طریقہ کار سے معلوم ہوتا ہے کہ غور و فکر کرنا تمہاری عادت نہیں اور تم اس معاملہ میں حد سے تجاوز کرنے والے ہو۔ سورت یٰسین میں ان رسولوں کے جواب کو نقل کیا گیا ہے:

﴿قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ﴾

''رسولوں نے فرمایا کہ تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہی ہے اگر تمہیں نصیحت کی جاتی ہے (تو تم دھمکیاں دینے لگتے ہو) بلکہ تم حد سے بڑھ جانے والی قوم ہو۔''

بدشگونی کی حقیقت

جہالت اور توہم پرستی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ زمانہ جاہلیت میں نیک و بدشگون لینے کا بڑا رواج تھا۔ وہ لوگ بہت سی اشیاء کو منحوس خیال کرتے تھے۔ اگر صبح سویرے ان میں سے کوئی چیز انہیں نظر آ جاتی تو سمجھتے تھے کہ آج کا دن بڑا منحوس ہے۔ اگر سفر پر جا رہے ہوتے اور ان کے گمان میں جو چیزیں منحوس تھیں ان میں سے کوئی چیز دکھائی دے جاتی تو گھر کو واپس لوٹ آتے اور سفر کا ارادہ ترک کر دیتے ''تَطَیُّر'' کا اصل معنی پرندے کو اُڑا کر شگون پکڑنا ہے۔ مشرکین عرب میں یہ دستور تھا کہ جب کسی اہم کام کے ارادہ سے نکلنا ہوتا تو پرندے کو اڑاتے اگر وہ دائیں طرف کو اڑتا تو یقین کر لیتے کہ ان کا سفر مبارک ہے اور جس کام کے لئے جا رہے ہیں' وہ ہو جائے گا بخلاف اس کے کہ اگر پرندہ بائیں طرف کو جاتا تو وہ یہ سمجھتے کہ حالات ان کے حق میں کارساز نہیں ہیں۔ لہٰذا وہ اس کام کا ارادہ ترک کر دیتے۔ ہندوؤں میں بھی تقریباً اسی قسم کا خیال پایا جاتا ہے۔ صبح صبح گھر سے باہر کام کے لئے نکلیں اگر کالا کتا سامنے آ گیا' کالی بلی آگے سے گزر گئی تو اس سے برا شگون لیتے ہیں۔ کہ یہ کام نہیں ہوگا اگر کہیں اُلو بیا کو اجیٹھا دیکھ لیا تو اسے بربادی اور ویرانی پر محمول کرتے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اسی طرح اگر گھر سے نکلتے وقت عورت سامنے آ گئی تو اسے بھی کام کی تکمیل میں نحوست تصور کرتے ہیں۔ اسے نبی کریم' رسول عظیم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے شرک قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ الطِّيَرَةُ شِرْكٌ)) (رواہ ابوداؤد والترمذی'مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۹۲)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ شگون لینا شرک کی ایک قسم ہے۔''

یہ بھی ارشاد مبارک ہے کہ شگون کا لینا وہم ہوتا ہے۔ اور اہل ایمان کو دل میں ایسا خیال نہیں لانا چاہیے۔ ہر چیز کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور شگون والا خیال باطل ہے۔ فال بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ کوئی قرآن مجید سے فال نکالتا ہے اور کوئی دیوان حافظ سے' کوئی ہیر رانجھے کی کتاب فال کیلئے استعمال کرتا ہے۔ اور کوئی کسی دوسری کتاب کو۔ حالانکہ یہ سب فضول باتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ہر قسم کے شرک سے محفوظ رکھے۔ اور قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

اس بستی کی طرف بھیجے جانے والے رسولوں کے ساتھ وہاں کے لوگوں نے کیا سلوک کیا اس کی تفصیلات ان شاء اللہ العزیز آئندہ خطبہ میں بیان ہونگی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ : ٦

صاحب یٰسین کی استقامت اور شہادت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

﴿وَجَاءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰی قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ○ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ○ وَمَالِیَ لَا اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ○ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْئًا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ○ اِنِّیْۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ○ اِنِّیْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ○ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ○ بِمَا غَفَرَلِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ○ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِیْنَ○ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ○ یٰحَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ○ اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ○ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ○﴾ (یٰسین: ۲۰ تا ۳۲)

''اور شہر کے مضافات سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا۔ اے میری قوم! رسولوں کی اتباع کرو۔ ان کی پیروی کرو جو تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتے اور وہ سیدھی راہ پر ہیں۔ اور مجھے کیا حق پہنچتا ہے۔ کہ میں اس (اللہ) کی عبادت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ کروں جس نے مجھے پیدا فرمایا اور اسی کی طرف تم نے لوٹ کر جانا ہے۔ کیا میں اس کے سوا کوئی اور معبود بنا لوں۔ کہ اگر رحمان مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے ذرا فائدہ نہ پہنچا سکے گی اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں گے۔ (اگر میں شرک کروں) تو میں بھی اس وقت گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ میں تمہارے رب پر ایمان لایا ہوں پس میری بات سن لو۔ اس (آدمی) سے کہا گیا جنت میں داخل ہو جا۔ وہ بولا کاش! میری قوم بھی جان لیتی کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا ہے' اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل کر دیا ہے۔ اس کے بعد ہم نے اس کی قوم پر کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہمیں اتارنے کی ضرورت تھی وہ تو صرف ایک زوردار گرج تھی (جس سے) وہ اچانک بجھے ہوئے کوئلے بن گئے۔ افسوس ان بندوں پر' ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر وہ اس کے ساتھ مذاق کرتے تھے۔ کیا انہیں علم نہیں کہ کتنی امتوں کو ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیا کہ وہ ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئے اور ان سب کو ہمارے سامنے حاضر کر دیا جائے گا۔''

ہر قسم کی حمد و ثناء' تعریف و تسبیح' کبریائی اور بڑائی صرف اور صرف خالق ارض و سماء اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ جس نے انسانوں کی تخلیق کے بعد ان کی ہدایت کے لئے سلسلہ انبیاء و رسل جاری فرمایا۔ اور جن قوموں نے اپنے زمانے کے پیغمبروں' نبیوں اور رسولوں کی فرمانبرداری کی۔ انہیں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فرمایا۔ اور جن بدنصیبوں نے اپنے دور کے انبیاء و رسل کی نافرمانی کی۔ انہیں دردناک اور سخت عذاب میں مبتلا کر کے تباہ و برباد اور غرق و ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد ان گنت' لاتعداد' بے شمار و بے حساب درود و سلام پیغمبر رحمت' ہادی کائنات' سرور دو جہاں' امام رسولاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر جنہیں قیامت تک کے انسانوں کیلئے رسول بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔ جو رحمۃ للعالمین' شفیع المذنبین اور خاتم النبیین ہیں۔ جن کی اتباع و اطاعت ہی کامیابی اور نجات کا راستہ ہے۔ اور جن کی نافرمانی تباہی' ہلاکت اور عذاب کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ التجا ہے کہ ہم سب کو رسول پاک ﷺ کا فرمانبردار' پیروکار اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطاعت گزار بن کر زندگی گزارے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

ربط آیات

گذشتہ خطبہ جمعہ المبارکہ میں ایک بستی جس کا نام بقول جمہور مفسرین ''انطاکیہ'' تھا کی طرف تبلیغ توحید کیلئے بھیجے جانے والے تین رسولوں یا بقول بعض سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے تین حواریوں اور مبلغین کا ذکر ہوا تھا۔ ان رسولوں یا مبلغین نے اس بستی کے باشندوں (جو بت پرست و مشرک تھے) کو دعوت توحید دی۔ انہیں ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کا درس دیا اور غیروں کے سامنے سر جھکانے کی بجائے ایک رب السماوات والارض کے حضور جبین نیاز جھکانے کا سبق پڑھایا۔ اس بستی والوں نے ان مبلغین توحید یا رسولوں کے ساتھ توہین آمیز رویہ اختیار کیا۔ انہیں جھوٹا اور منحوس تک کہا اور برملا اعلان کر دیا کہ ہم کسی بشر کو رسول ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ ان ظالموں کی بدسلوکی' ایذاء رسانی اور طعن زنی کی ایک جھلک سورۃ یٰسین کے دوسرے رکوع کی ابتدائی آیات کی تشریح میں آپ جان چکے ہیں۔ سورۃ یٰسین کی زیر خطبہ آیات طیبات میں خالق کائنات نے ان رسولوں یا مبلغوں کی دعوت سے متاثر ہو کر ایک آدمی کے قبول اسلام کی داستان' اس مومن صالح پر بستی والوں کے ظلم و ستم اور اس مومن کامل کی استقامت اور شہادت کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عقیدہ توحید پر استقامت و استقلال نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

کسی کو عقیدہ توحید اختیار کرنے کی توفیق مل جانا اس کے لئے رب العالمین کی بہت بڑی رحمت اور نعمت ہے مگر اس عقیدہ پر استقامت نصیب ہونا رب کی سب سے بڑی نوازش اور عنایت ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ ایک صحابی جناب سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی:

((قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ))

''اے اللہ کے رسول! اسلام کے بارے میں مجھے ایسی بات بتا دیجئے کہ آپ کے بعد کسی سے پوچھنے کی حاجت نہ رہے۔''

جناب سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا سوال سن کر رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ))

"یہ کہہ دو کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور پھر عمر بھر اس (عقیدہ توحید) پر ثابت قدم رہو۔" (ترمذی' ضیاء القرآن صفحہ ۳۴۳ جلد ۴)

صاحب یٰسین کا تعارف

جس ولی کامل اور مرد صالح کی استقامت اور شہادت کا واقعہ ان آیات بینات میں بیان کیا جارہا ہے۔ اس کا نام حبیب اور اس کے والد کا نام اسرائیل تھا اور وہ حبیب نجار کے عرف سے معروف تھا۔ اس کے کام کی نوعیت اور کاروبار کے بارے علماء تفسیر کی آراء مختلف ہیں۔ بقول بعض وہ بڑھئی کا کام کرتا تھا' بعض فرماتے ہیں وہ قصار یعنی دھوبی تھا' بعض کا قول ہے وہ جوتیاں گانٹھنے کا کام کرتا یعنی موچی تھا اور بعض کا گمان ہے کہ وہ زمیندار تھا۔ مگر اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ وہ نجار تھا اور لکڑی کا کام کرتا تھا۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۶۸ جلد ۳۔ روح المعانی صفحہ ۲۲۵ جز ۲۲)

رسولوں کے اس بستی میں تشریف لانے سے قبل یہ شخص بت تراش' بت پرست اور مشرک تھا۔ اس کی رہائش گاؤں کے دوسرے کنارے اور بستی کے آخری دروازے پر تھی اور جب انطاکیہ میں پہلے دو رسول تشریف لائے تو وہ اسی دروازے سے شہر میں داخل ہوئے اور باشندگان شہر میں سب سے پہلے اسی حبیب سے ان کی ملاقات ہوئی تھی۔ یہ شخص جذام کا مریض تھا اور عرصہ دراز سے اپنے معبودوں کے حضور شفاء کے لئے دعا کیا کرتا تھا۔ جب یہ رسول اس دروازے سے شہر میں داخل ہوئے تو انہوں نے سب سے پہلے اسی شخص کو توحید کی دعوت پیش کی۔ تو اس نے پوچھا۔ هَلْ مِنْ اٰيَةٍ ؟ کیا آپ کے پاس اپنے دعویٰ کی کوئی نشانی اور علامت ہے۔ انہوں نے کہا کیسی نشانی چاہتے ہو؟ حبیب نے کہا میں جذام کا مریض ہوں۔ کیا تم میری یہ بیماری دور کر سکتے ہو؟ رسولوں نے فرمایا:

((نَدْعُوْا رَبَّنَا الْقَادِرَ يُفَرِّجُ عَنْكَ مَابِكَ))

"ہم اپنے رب سے دعا کریں گے۔ وہ تمہاری تکلیف کو رفع فرمادے گا۔"

یہاں عقیدہ کی ایک بات سمجھنے کی ضرورت ہے۔ کہ تمام انبیاء اور پیغمبروں کا یہ نظریہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ بیماری سے شفا دینے والا اور ہماری دعائیں قبول فرمانے والا صرف اللہ رب العالمین ہی ہے۔ اس کے سوا نہ تو کوئی شفا بخش سکتا ہے اور نہ ہی کوئی دعائیں قبول کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ یہی بات جد الانبیاء سیدنا ابرہیم علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے یوں بیان فرمائی:

﴿رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۝ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۝ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۝﴾ (شعراء: ۷۷ تا ۸۰)

''رب العالمین (وہ ہے) جس نے مجھے پیدا فرمایا اور وہ میری رہنمائی فرماتا ہے۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا بھی ہے۔ اور مجھے پلاتا بھی ہے۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفاء نصیب فرماتا ہے۔''

بعض ضعیف الاعتقاد اور کمزور ایمان والے لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا غیروں کو بھی شفاء دینے والا' حاجات پوری کرنے والا اور دعائیں قبول کرنے والا سمجھتے ہیں۔ انطاکیہ کی طرف بھیجے جانے والے رسولوں کی اس بات سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئے اور اپنے عقائد و اعمال کی درستگی اور اصلاح کرنی چاہئے۔

حبیب کا تعجب

پیغمبروں کی یہ بات سن کر کہ ''ہم اپنے رب سے دعا کریں گے وہ تمہاری بیماری دور کر دے گا'' حبیب نجار بڑا حیران ہوا اور ازراہ تعجب کہنے لگا۔ اِنَّ هٰذَا لَعَجَبٌ لِّيْ۔ یہ تو میرے لئے بڑے تعجب کی بات ہے کہ میں طویل عرصہ (۷۰ سال) سے اپنے معبودوں سے دعائیں کر رہا ہوں لیکن وہ میری بیماری دور نہیں کر سکے تو تمہارا رب ایک دن میں میری حالت کیسے بدل دے گا؟ رسولوں نے فرمایا (ہمارے رب اور تمہارے معبودوں میں یہی تو فرق ہے کہ)

((رَبُّنَا عَلٰى مَا يَشَاءُ قَدِيْرٌ وَهٰذِهٖ لَا تَنْفَعُ شَيْئًا وَّلَا تَضُرُّ))

''ہمارا رب ہر چیز پر قادر ہے اور جن کو تم نے معبود بنا رکھا ہے یہ کسی کو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔''

حبیب نجار رسولوں کی یہ پرتاثیر گفتگو اور اختیارات الٰہی کا مسئلہ سن کر فوراً مسلمان ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ اور ان پیغمبروں سے رب کے دربار عالی شان میں دعا کی درخواست پیش کی۔ ان انبیاء کرام نے۔ دَعَوْا رَبَّهُمْ سُبْحَانَهٗ فَكَشَفَ عَزَّوَجَلَّ مَابِهٖ كَاَنْ لَمْ تَكُنْ بِهٖ بَأْسٌ۔ اس کی شفاء کے لئے اپنے رب سے دعا کی' اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے ان برگزیدہ بندوں کی دعا کو فوراً قبول فرمایا اور حبیب نجار کو ایسی تندرستی عطاء فرمائی کہ بیماری کا کوئی نام ونشان باقی نہ رہا اور وہ بالکل صحت مند اور تندرست ہو گیا۔ ان انبیاء کرام کی دعا کی قبولیت' مرض سے فوری نجات اور تندرستی وصحت یابی سے اس کے ایمان میں اور مضبوطی اور پختگی آ گئی اور اس نے عہد کر لیا کہ وہ جو کچھ کمائے گا اس کا نصف حصہ ہمیشہ اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا کرے گا۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کرتا۔ ہر روز شام کو اپنی کمائی کا حساب لگاتا اور۔ تَصَدَّقَ بِنِصْفِ كَسْبِهٖ وَاَنْفَقَ النِّصْفَ الْاٰخَرَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَعَيَالِهٖ۔ اپنی دن بھر کی نصف کمائی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا اور باقی نصف کو اپنی ذات اور اہل وعیال پر خرچ کرتا۔

(تفسیر روح المعانی صفحہ ۲۲۵ ج ۲۲)

بستی والوں کا فیصلہ

''انطاکیہ'' میں وہ تینوں پیغمبر توحید کی دعوت اور لوگوں کو رب تعالیٰ کی طرف بلانے کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور یہ مرد صالح اپنی کٹیا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ریاضت میں مصروف ومشغول رہا۔ تا آنکہ شہر کے حالات ان رسولوں کے حق میں سازگار نہ رہے اور قوم کے سرداروں' وڈیروں اور مذہبی پیشواؤں نے فیصلہ کر لیا کہ ان مبلغین کو سنگسار کر دیا جائے۔ ان کا وجود ختم کر دیا جائے اور ان کا نام ونشان مٹا دیا جائے۔ مگر

جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے

اللہ تعالیٰ جب کسی کو بچانے کا فیصلہ کر لے تو نمرود کی آگ بھی اسے نہیں جلا سکتی بلکہ اس کے لئے امن وسلامتی کا مقام بن جاتی ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام جیسا عظیم پیغمبر نار میں گلزار سے لطف اندوز ہوتا ہے:

﴿قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ ۝﴾ (انبیاء:۶۹)

''ہم نے کہا اے آگ! ابراہیم کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ہمارے رہبر و رہنما جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے قتل کا منصوبہ تیار کیا گیا۔ آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا گیا مگر رب نے بچانا چاہا تو اسی سورت یٰسین کی تلاوت کا حکم دیا اور آپ ﷺ اس بابرکت سورت کی تلاوت فرماتے جاتے تھے۔ اور اپنے دشمنوں کے سروں پر خاک پھینکتے جاتے تھے۔ (تفصیل پہلے گزر چکی ہے) مختصر یہ کہ انطاکیہ کے باشندوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ہمارے شہر میں ان رسولوں کا وجود فتنے' فساد اور شر انگیزی کا سبب ہے۔ یہ ہمارے آباؤ واجداد کے مذہب کے مخالف ہیں۔ ایک خدا کی عبادت کا درس دیتے ہیں۔ صرف اسی سے مانگنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اس لئے ان کا خاتمہ اشد ضروری ہے۔ لہٰذا انہیں قتل کرنا ہمارے لئے لازمی ہو گیا ہے۔ اور اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ ایک لحہ کیلئے سوچئے کہ ان مبلغین' واعظین اور صالحین کا قصور کیا ہے۔؟ کیا انہوں نے کسی کا کچھ بگاڑا ہے' کسی کی چوری کی ہے' کوئی ڈاکہ ڈالا ہے' کسی کو ستایا ہے' کسی کی حق تلفی کی ہے' کسی کے کاروبار کو نقصان پہنچایا ہے' کسی کا مال غصب کیا ہے کسی سے کوئی لڑائی جھگڑا کیا ہے؟ قطعاً نہیں بلکہ ان کی غلطی اور قصور صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ لوگوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم دیتے اور صرف خالق کائنات کی عبادت کا درس دیتے ہیں۔ ع

وہ کہتے تھے لوگو۔ پڑھو لَا اِلٰہَ
خدا کے سوا کوئی داتا نہیں ہے

ع

خو نے نہ کردہ ایم کسے را نہ کشتہ ایم
جرمم ہمیں کہ عاشق روئے تو گشتہ ایم

دعوت اہلحدیث

کبھی آپ نے غور فرمایا کہ' آج ہمیں لوگ برا کیوں سمجھتے ہیں' ہر طرف سے ہم پر گالیوں کی بوچھاڑ کیوں کی جاتی ہے' ہمارے خلاف سازشیں کیوں کی جاتی ہیں اور ہماری مسجدوں میں عوام کو آنے سے کیوں روکا جاتا ہے۔؟ اس لئے کہ ہم لوگوں کو یہی درس دیتے ہیں کہ لوگو! عرش والے الٰہ کی عبادت کرو اور فرش والے مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کرو' رب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

العالمین کے سوا الٰہ کوئی نہیں ہے اور رحمۃ للعالمین کے سوا کوئی پیشوا نہیں ہے۔ وہ اپنی خدائی میں وحدہٗ لاشریک ہے۔ اور یہ اپنی مصطفائی میں بے مثال ولاشریک ہے جو رب کے سوا کسی اور کی عبادت کرے گا وہ گنہگار ہے اور جو آپ ﷺ کے سوا کسی کی اطاعت کرے گا' وہ بھی سیاہ کار ہے اور ہماری دعوت کا خلاصہ یہ ہے کہ ع

اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہو تمامی کا
گلے میں پہن لو کرتا محمد ﷺ کی غلامی کا

ہم اپنے سننے والوں اور پڑھنے والوں کو کسی امام کی تقلید کی طرف نہیں بلاتے۔ غیر اللہ کے سجدے کی دعوت نہیں دیتے اور قرآن وحدیث کے سوا کسی تیسری بات کی طرف لوگوں کو رغبت نہیں دلاتے۔ بلکہ یہی اعلان عام کرتے ہیں کہ ایک ہاتھ میں رب کا قرآن پکڑ لو' دوسرے ہاتھ میں نبی ﷺ کا فرمان تھام لو۔ یہی دو چیزیں نجات اور کامیابی کی ضمانت ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

حبیب نجار کا کردار

اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ رسولوں کے قتل اور سنگساری کی تیاریاں شروع ہو گئیں اور ایک دن شہر کے باشندوں نے ان صلحاء کرام اور انبیاء عظام کو راستہ میں روک کر سخت سست کہنا شروع کر دیا' کوئی طنز کر رہا ہے تو کوئی تشنیع کے تیر برسا رہا ہے ادھر انطاکیہ کے چوک میں ان رسولوں سے جھگڑا جاری ہے ادھر حبیب نجار کو صورت حال کی خبر ہو جاتی ہے وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر دوڑتا ہوا اس مقام تک پہنچتا ہے اور بڑی جرأت' بہادری' دلیری اور شجاعت سے انبیاء کرام کو ان ظالموں کے نرغے سے نکالنے کی کوشش کرتا ہے اور اکیلا ہی ان تمام کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہو جاتا ہے اور قوم سے مخاطب ہو کر برملا اعلان کرتا ہے۔

''اے میری قوم! ان رسولوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ تم کیوں ہاتھ دھو کر ان کے پیچھے پڑ گئے ہو۔ ان کا تو کوئی قصور اور گناہ نہیں۔ یہ تو تمہیں شرکیہ عقائد کو چھوڑ کر توحید کو اپنانے اور غلط راستے کو ترک کر کے سیدھا راستہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں یہ تمہیں کفر وشرک کے اندھیروں سے نکال کر توحید کی روشنی میں لانا چاہتے ہیں۔ یہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تمہارے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کا سلوک کر رہے ہیں اور تمہیں آخرت کے عذاب سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں بھی تمہاری قوم کا ایک فرد اور تمہارے شہر کا باشندہ ہوں۔ تمہارے لئے میرا مخلصانہ، ہمدردانہ اور خیر خواہانہ مشورہ یہ ہے کہ ان کی دعوت کو قبول کر لو، ان پر ایمان لے آؤ اور ان کی اتباع و پیروی اختیار کر لو۔ ان کی سچائی اور صداقت کی اس سے بڑھ کر دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ تمہاری بے لوث خدمت کر رہے ہیں۔ اپنی تبلیغ کا انہوں نے کبھی تم سے اجر طلب نہیں کیا۔ وہ صرف تمہیں ہی حق کی وعظ و نصیحت نہیں کرتے بلکہ خود بھی اس پر عمل پیرا ہیں۔ جس راستے پر تمہیں چلنے کا درس دیتے ہیں وہ خود سختی سے اس پر کاربند ہیں۔ اے میری قوم! اب بھی بات کو سمجھنے کی کوشش کرو اور انہیں ختم کرنے کی بجائے اس کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ تاکہ تم آخرت کے عذاب سے محفوظ رہ سکو۔ اس مرد مومن نے جس استقامت، جرأت، حوصلے اور استقلال سے توحید کے مخالفین، معاندین، معترضین، کافرین اور مشرکین کے سامنے حق بیان فرمایا۔ وہ انداز بیان، الفاظ، وہ جذبہ اور ولولہ رب کائنات کو اتنا پسند آیا کہ خالق کائنات نے حبیب نجار کے الفاظ کو قرآن کی آیات بنا کر نازل فرما دیا۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَجَاۤءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰی قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝﴾

''اور شہر کے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا اے میری قوم! رسولوں کی اتباع کر لو۔ ان رسولوں کے پیروکار بن جاؤ جو تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتے اور وہ سیدھی راہ پر گامزن ہیں۔''

حبیب نجار رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قوم کو اس زمانے کے رسولوں کی اتباع، فرمانبرداری اور اطاعت کی تلقین کی۔ الحمد للہ۔ آج ہم بھی کائنات کے بسنے والے تمام انسانوں کو نبی اکرم، رسول معظم، سرور عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کی دعوت دیتے ہیں۔ اور ہم بھی اس دعوت و تبلیغ کے بدلے میں قوم سے کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجر اور اجرت طلب نہیں کرتے۔ ہمارا مطالبہ قطعاً یہ نہیں ہے کہ اپنے بزرگوں کے نام کی نذروں اور نیازوں کی بجائے ہمارے بڑوں کے نام کی نذریں دیا کرو۔ ہم بالکل یہ نہیں کہتے کہ اپنے اکابر کی بجائے ہمارے اکابر کی قبریں پکی بناؤ۔ ہم آپ سے قطعاً یہ تقاضا نہیں کرتے کہ کسی اور کا میلہ کرنے کی بجائے استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عرس کروایا کریں۔ بلکہ ہم صرف یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ جس پیغمبر کا کلمہ پڑھ کر آپ مسلمان ہوئے ہیں۔ اس ہادیء برحق کی اتباع اور فرمانبرداری کیا کریں۔ اور دین کے معاملہ میں قرآن حکیم اور سنت رسول سے رہنمائی حاصل کیا کریں۔ اسی میں دنیا کی کامیابی اور آخرت کی نجات ہے۔ ع

کی محمد ؐ سے وفا تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حبیب نجار کا نعرہ توحید

جناب حبیب نجار رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس نصیحت اور وعظ کو سن کر قوم کے جذبات مزید مشتعل ہوئے اور انہوں نے حبیب سے پوچھا کیا تم نے بھی ان رسولوں کی دعوت قبول کر لی ہے۔ اور آباؤ اجداد کے مذہب کو چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کا عقیدہ اختیار کر لیا ہے۔؟ تو اس نیک اور صالح شخص نے جواباً فرمایا! ''میری کیا مجال کہ میں اس ذات اقدس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے عدم سے وجود بخشا' مجھے پیدا فرمایا اور میری ہدایت اور رہنمائی کیلئے ان برگزیدہ شخصیات کو یہاں بھیجا۔ لہٰذا میں تو اسی کی عبات کروں گا اور اس کے سوا کسی کی پوجا نہیں کروں گا۔ اور ہاں تم بھی یاد رکھو اگر تم نے اس درست عقیدہ کو تسلیم و قبول نہ کیا اور اپنے شرکیہ عقائد پر اڑے رہے تو تم سب کو بھی ایک دن اسی وحدہٗ لاشریک کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ مرنے کے بعد اسی کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ اور اپنے عقائد کا حساب دینا ہے۔ اس لئے اس دن کی حاضری اور پیشی سے ڈر جاؤ۔ قیامت کے حساب کا خوف کرو اور اللہ رب العالمین کی توحید کا اقرار و اعتراف کر لو۔ ان رسولوں کی اتباع کر لو۔ تاکہ تم آخرت کی رسوائی سے بچ جاؤ۔ تم خود سوچ لو کہ اگر ساری عمر اللہ کی نافرمانی میں گزار دی تو اپنے رب کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کونسا منہ دکھاؤ گے؟۔

قوم نے جناب حبیب نجار سے پھر سوال کیا۔ کہ اے حبیب! کیا تم نے واقعی ایک الٰہ کی عبادت والا عقیدہ اپنا لیا ہے۔ اور وہ معبود جنہیں تم خود تراشا اور بنایا کرتے تھے ان کی پرستش اور پوجا چھوڑ دی ہے۔ تو جناب حبیب نجار نے جذباتی انداز اور واشگاف الفاظ میں فرمایا۔ "کیا میں اس رب العالمین کے سوا ان جھوٹے خداؤں کی عبادت کروں جن کی بے بسی اور بے کسی کا یہ عالم ہے کہ اگر میرا رب' رحمان مجھے کسی مصیبت میں مبتلا کر دے تو یہ معبود مجھے اس کی گرفت سے چھڑا نہیں سکتے اور نہ ہی ان کی سفارش اور شفاعت مجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ تو ایسے بے اختیار اور بے کار معبودوں کو مان کر' ان کے سامنے سجدہ ریز ہو کر اور ان کی عبادت کر کے میں اپنی آخرت کیوں تباہ کروں۔ اس سے بڑھ کر گمراہی' ضلالت اور حماقت کیا ہو سکتی ہے۔ کہ میں اللہ وحدہٗ لاشریک کو چھوڑ کر غیروں کو مشکل کشا اور حاجت روا مانتا پھروں' ان کے نام کی نذریں' نیازیں دوں اور ان کی ایسی تعظیم بجا لاؤں جو صرف رب العالمین کا خاصہ اور اسی کیلئے مختص ہے۔ ان حقیقتوں کو سمجھ جانے کے باوجود اگر میں پھر بھی شرک کا ارتکاب کروں تو مجھ سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا۔" اللہ رب العالمین نے انطاکیہ کے مشرکین کے مجمع میں جناب حبیب نجار رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس تقریر دلپذیر اور نعرہ توحید کو معجزانہ اختصار اور بلیغانہ انداز میں سورۃ یٰسین کی آیات بنا کر یوں نازل فرمایا:

﴿وَمَالِيَ لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ ءَأَتَّخِذُ مِنْ دُونِهِ آلِهَةً إِنْ يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَا تُغْنِ عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنْقِذُونِ ۝ إِنِّي إِذًا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝﴾

"اور مجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ میں اس اللہ کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا فرمایا اور تم سب نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ کیا میں اس کے سوا اور معبود بنا لوں؟ کہ اگر رحمان کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے ذرہ بھر فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور نہ ہی وہ مجھے چھڑا سکتے ہیں۔ (اگر میں ایسا کروں) تو اس وقت میں کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حبیب نجار کی شہادت

آپ اندازہ فرمائیں کہ توحید پرست کتنا' جری' شجاع' بہادر اور بے خوف ہوتا ہے۔ اور حق کا علمبردار' کس قدر رنڈر اور بے باک ہوتا ہے۔ کہ قوم کے رئیس اور سردار بلکہ ساری قوم ایک طرف ہے۔ سارے مذہبی پیشوا اور سیاسی حکام آگ بگولہ ہیں۔ سارا ماحول غم و غصہ سے بھرا ہوا ہے۔ حالات کے بھڑکتے ہوئے اس آتش کدہ میں ایک ''مرد مومن'' کس صبر وسکون اور اطمینان وتسلی سے ''اعلان توحید'' کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہر ماحول اور ہر حالت میں عقیدہ توحید کی تبلیغ واشاعت کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

صداقت کے بیاں کرنے سے مومن رک نہیں سکتا
اتر سکتا ہے سر' خود دار کا پر جھک نہیں سکتا

اور شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم نے بھی کیا خوب فرمایا ہے:

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلۂ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند
آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مرد صالح جناب حبیب نجار رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس جرأت اور اعلان توحید سے قوم کے افراد مزید مشتعل ہو گئے اور انہوں نے انبیاء کرام کو چھوڑ کر اس داعی حق کو اپنی گرفت میں لے لیا اور طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں دینا شروع کر دیں۔ ہر طرف سے پتھروں' لاتوں اور گھونسوں کی بارش ہو رہی ہے۔ جب صورت حال نازک ہو گئی اور جناب حبیب رحمہ اللہ تعالیٰ نے سمجھا کہ اب میرا بچنا مشکل ہے۔ تو قوم اور رسولوں کو مخاطب کر کے با آواز بلند کہا۔ اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ۔ غور سے سن لو! میں اس رب العالمین پر ایمان لا چکا ہوں۔ جو (میرا اور) تم سب کا پروردگار ہے۔ مقصد یہ تھا کہ۔ اے میری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوم! تم بھی اس نعمت ایمان کو قبول کر کے اپنے رب کی رحمتوں کے مستحق بن جاؤ اور اے انبیاء کرام! میں تمہاری دعوت کو قبول کر چکا ہوں۔ اپنے اور تمہارے رب پر ایمان لا چکا ہوں۔ اب آپ میرے ایمان کے گواہ رہنا۔ کہ ظالموں کے جھرمٹ میں' پتھر کھا کر' گالیاں سن کر' گھونسوں اور لاتوں کو برداشت کر کے اعلان کر رہا ہوں۔ کہ آمَنْتُ بِرَبِّكُمْ۔ میں (اپنے اور تمہارے) رب پر ایمان لا چکا ہوں۔

ان الفاظ کا سننا تھا کہ انطا کیہ کے مشرک جناب حبیب نجار رحمہ اللہ تعالیٰ پر ٹوٹ پڑے اور آن واحد میں ان کے جسم مبارک کو پارہ پارہ کر دیا۔ اور وہ جام شہادت نوش کر گئے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ کہ کفار نے اس مومن کامل کو بری طرح مارا' پیٹا اور اسے گرا کر اس کے پیٹ پر چڑھ گئے۔ اور اپنے پاؤں سے اسے روندنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اس مرد مومن کی انتڑیاں پیٹ سے باہر آ گئیں۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۶۸ جلد ۳)

ایسے ہی نیک بخت' سعادت منداور خوش نصیب لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں حضرت وھب رحمہ اللہ کا قول نقل فرمایا ہے۔ کہ جب بستی کے ظالم اس مومن کامل کو ایذائیں اور اذیتیں دے رہے تھے۔ تو وہ ان کے حق میں ہدایت کی دعائیں کر رہا تھا۔

حضرت حبیب کو بشارت

جناب حبیب نجار رحمہ اللہ تعالیٰ کے جسم مبارک کا ذرہ ذرہ زخمی ہے۔ انتڑیاں پیٹ سے باہر نکلی ہوئی ہیں۔ زخموں سے خون بہہ رہا ہے۔ اسی حالت میں نظریں آسمان کی طرف اٹھ جاتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے جنت کے پردوں کو ہٹا دیتا ہے۔ جناب حبیب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی آنکھوں سے جنت کا نظارہ کر رہے ہیں اور زخموں کی تکلیف کا احساس ہی نہیں ہو رہا اور جنت سے صدا آ رہی ہے۔ اے رب کیلئے اپنا جسم لہولہان کروانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے! دیکھ جنت کی بہاریں تیرا انتظار کر رہی ہیں۔ خیابان رحمت کے رنگین پھولوں کے ہار پرو کر' جنت کی حوریں تمہاری راہ دیکھ رہی ہیں۔ اور رب کے فرشتے تمہیں سلام عرض کرنے کیلئے قطار اندر قطار کھڑے ہیں۔ اور ہاں وہ دیکھو تمہارا پروردگار تمہیں اپنی زیارت کروانے کیلئے نقاب الٹنے ہی والا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کو آواز آئی۔ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ۔ حکم ہوا جا' جنت میں داخل ہو جا۔

جناب حبیب رحمہ اللہ تعالیٰ پر قوم کے ظلم و ستم اور جبر و تعدی کی انتہاء ہو چکی ہے۔ ان کی لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جا رہا ہے۔ مگر انہیں پھر بھی قوم کا درد اور ان سے ہمدردی ہے۔ جب جنت کا مشاہدہ کروا دیا جاتا ہے۔ تو فرماتے ہیں۔ کاش! میری قوم کو علم ہو جائے' انہیں کوئی جا کر بتلا دے کہ اللہ کی راہ میں سر کٹانے اور جان کی بازی لگانے والے کو کن اعزازات' انعامات اور عنایات سے نوازا جاتا ہے۔ کاش! میری قوم کو معلوم ہو جائے کہ سرفروشی کی راہ پر چلنے کی وجہ سے اور توحید پر استقامت اختیار کرنے کی بدولت میرے رب نے میرے سارے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ اور مجھے باعزت' محترم اور مکرم لوگوں کی صف میں جگہ عطاء فرما دی ہے۔ اور یہ صلہ ہے اس بات کا کہ میں نے سچے دل سے ایمان کو قبول کر لیا اور جب امتحان و آزمائش کے میدان میں مجھے کھڑا کیا گیا تو میں نے جان دے دی' مگر اپنے ایمان پر آنچ نہیں آنے دی۔ گویا جناب حبیب رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں کہا۔ کہ

جان دی' دی ہوئی تو اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اور

برتر از اندیشہ سود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی

قرآن حکیم اس شہید راہ وفا کی خواہش کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ۝ بِمَا غَفَرَلِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ۝﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب حبیب (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے کہا کاش! میری قوم جان لیتی کہ مجھے میرے رب نے بخش دیا ہے اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل کر دیا ہے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حبیب رحمہ اللہ تعالیٰ کی شہادت کے بارے میں کئی اقوال نقل فرمائے ہیں۔

- انہیں پاؤں سے روندا گیا۔ یہاں تک کہ ان کی انتڑیاں باہر آ گئیں۔
- انہیں ایک کنویں میں پھینک دیا گیا۔
- انہیں پتھر مار مار کر سنگسار کر دیا گیا۔
- ایک گھڑا کھود کر اس میں زندہ گاڑ دیا گیا۔
- آگ میں جلا دیا گیا۔
- جب قوم نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان کی طرف اٹھا لیا۔
- جناب حبیب کو آری سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا گیا۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۱۹ جزء ۱۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دین پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین۔

صاحب یٰسین کی مثال

نبی اکرم رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ جب اپنے کسی صحابی کی استقامت اور شہادت کی خبر سنتے تو فرماتے۔ کہ اس کی مثال صاحب یٰسین (جناب حبیب رحمہ اللہ تعالیٰ) جیسی ہے۔ جیسا کہ مفسرین کرام نے سورۃ یٰسین کی زیر خطبہ آیات کی تفسیر میں ایک واقعہ ذکر فرمایا ہے۔ ''جناب عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام کے بعد سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں عرض کی آقا! اِبْعَثْنِیْ اِلٰی قَوْمِیْ اَدْعُوْھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ مجھے میری قوم کی طرف روانہ فرمائیے۔ تاکہ میں انہیں اسلام کی دعوت دوں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْکَ مجھے خدشہ ہے۔ کہ وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ جناب عروہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور! وہ میرا ازحد احترام کرتے ہیں۔ میں ان کا سردار ہوں اور انہیں مجھ سے اتنی الفت اور محبت ہے کہ اگر میں سویا ہوا ہوں تو کوئی مجھے جگانے اور بیدار کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔ ان کی بات سن کر رسول کریم ﷺ نے انہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانے اور اسلام کی تبلیغ کرنے کی اجازت فرمادی۔

جناب عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کر کے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینے کیلئے چل دیئے۔ جب لات وعزیٰ (معبودان ثقیف) کے قریب سے گزرے تو فرمایا۔ لَاُصَبِّحَنَّكَ غَدًا بِمَا يَسُوْءُكَ اب تمہاری شامت آئی۔ ان کی یہ بات سن کر سارا قبیلہ ثقیف ان کے خلاف ہو گیا۔ انہوں نے اپنے قبیلے اور قوم سے مخاطب ہو کے فرمایا۔ يَامَعْشَرَ ثَقِيْف۔ اے قبیلہ ثقیف کے لوگو! یہ لات اور عزیٰ دراصل کوئی چیز نہیں ہیں۔ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا۔ اسلام قبول کرلو! اسی میں سلامتی ہے۔ جناب عروہ رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات تین مرتبہ دہرائے۔ آپ یہ الفاظ زبان مبارک سے ادا فرما رہے تھے۔ کہ ایک ظالم اور بدبخت نے دور سے تیر چلایا جو حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی رگ اکحل پر لگا۔ خون کا فوارہ پھوٹا اور آپ اسی وقت جام شہادت نوش فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ بعض روایات میں ہے کہ جناب عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بالا خانے پر نماز فجر ادا کی۔ توحید و رسالت کی گواہی دی۔ زبان پر یہ کلمات۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ جاری تھے۔ کہ کسی نے تیر مارا اور عروہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۵۳۹ جلد ۹)

بعض کتب تفاسیر میں ہے۔ کہ جناب عروہ رضی اللہ عنہ نماز کیلئے اذان کہہ رہے تھے اور جب کلمات شہادت ادا کر رہے تھے تو ایک بدبخت نے تیر مار کر شہید کر دیا۔

(معالم العرفان صفحہ ۶۴۰ جلد ۱۴)

سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جناب عروہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هٰذَا مَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَاحِبِ يٰسٓ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَا غَفَرَلِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ))

"اس (عروہ رضی اللہ عنہ) کی مثال صاحب یٰسین (حضرت حبیب رضی اللہ عنہ) جیسی ہے۔ جس نے کہا تھا کاش! میری قوم جان لے۔ کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا ہے۔ اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل فرمادیا ہے۔"

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۶۸ جلد ۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حبیب بن زید کی شہادت

نبی کریم ﷺ کے ایک اور صحابی جناب حبیب ابن زید رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بھی اسی صاحب یٰسین کی شہادت کے ساتھ مطابقت اور مماثلت رکھتا ہے۔ جناب حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو مازن بن نجار قبیلہ سے تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ محترمہ سیّدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی کنیت سے معروف تھی۔ جو ایک بہادر شجاع اور نڈر خاتون تھیں۔ جناب حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کو جنگ یمامہ میں (اور بقول بعض عمان سے مدینہ آتے ہوئے راستہ میں) گرفتار کر کے جھوٹے مدعی نبوت ''مسیلمہ'' کے سامنے پیش کیا گیا۔ مسیلمہ کذاب نے جناب حبیب بن زید رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں سوال کیا۔ کہ اَتَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ جواباً جناب حبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ نَعَمْ۔ ہاں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ مسیلمہ نے کہا۔ اَتَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں (مسیلمہ) اللہ کا رسول ہوں۔ جناب حبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لَا اَسْمَعُ تمہاری بات مجھے سنائی نہیں دیتی۔ مسیلمہ کذاب کہنے لگا۔ کہ اس (محمد ﷺ) کے بارے سنتا ہے اور میرے بارے میں نہیں سنتا۔

مختصر یہ کہ مسیلمہ نے جناب حبیب رضی اللہ عنہ سے اپنی رسالت کی گواہی دلوانے کیلئے ہر حربہ استعمال کیا مگر وہ یہی کہتے رہے۔ کہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں تو صرف محمد ﷺ کو اللہ کا رسول مانتا ہوں۔ دوسری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ اب مسیلمہ کذاب سخت طیش اور غصہ میں آیا اور فرط غضب سے دیوانہ ہو گیا اور جناب حبیب رضی اللہ عنہ کو سخت سزا دینے کا فیصلہ کر لیا۔ فَجَعَلَ يُقَطِّعُ عُضْوًا عُضْوًا ظالم مسیلمہ کذاب نے جناب حبیب رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کا ایک ایک عضو اور جوڑ جوڑ کاٹنا شروع کیا۔ ایک عضو کاٹتا اور اپنی رسالت کا اعتراف کرنے کا مطالبہ کرتا۔ جناب حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مسیلمہ سفاک ان کے جسم کے اعضاء کو کاٹتا جاتا اور مطالبہ دہرائے جاتا۔ وہ صحابی رسول بند بند جوڑ جوڑ اور عضو عضو کٹوائے جاتا اور۔ اَشْهَدُ اَنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا نعرہ لگائے جاتا۔ حَتّٰی مَاتَ فِیْ یَدَیْهِ جناب حبیب رضی اللہ عنہ نے جسم کا ایک ایک جوڑ کٹوالیا مگر پیغمبر اعظم کی رسالت کا انکار نہیں کیا اور اسی حالت میں جام شہادت نوش فرمالیا۔

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ جب یہ واقعہ بیان فرماتے تو کہا کرتے:

((اِسْمُهٗ حَبِیْبٌ وَكَانَ وَاللّٰہِ صَاحِبُ یٰسٓ اِسْمُهٗ حَبِیْبٌ))

''کہ اس کا نام اور کام سورۃ یٰسین والے حبیب کے نام اور کام جیسا ہی ہے۔''

((رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَاَرْضَاهُ))

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

بستی والوں کی ہلاکت

صاحب یٰسین جناب حبیب رحمہ اللہ تعالیٰ کی المناک اور دردناک شہادت کی طرف اشارہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس بستی کی ہلاکت' تباہی اور بربادی کا حال بیان فرمایا ہے اور کہا ہے۔ کہ ہمیں اس ظالم قوم کی بربادی کیلئے کوئی اہتمام وانتظام کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی اور نہ ہی ہم نے ان کو غارت کرنے کیلئے آسمان سے کوئی لشکر نازل فرمایا۔ نہ انہیں مہلت دی گئی اور نہ ہی دوبارہ تنبیہ کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ بلکہ ہوا یوں کہ ہم نے اپنے ایک فرشتہ (جناب جبرائیل علیہ السلام) کو بھیجا انہوں نے اس شہر کے دروازے کی چوکھٹ پر ہاتھ رکھ کر اس زور سے چیخ ماری کہ بستی والوں کے جگر پھٹ گئے۔ کلیجے پاش پاش ہو گئے' دل دہل گئے اور روحیں پرواز کر گئیں اور جس طرح دہکتے ہوئے کوئلوں پر منوں پانی ڈال دیا جائے تو وہ بجھ جاتے ہیں۔ اسی طرح کڑک' گرج اور چیخ کی آواز سن کر وہ بجھی ہوئی راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ یعنی وہ پہلے اپنے کفر' شرک' معصیت اور نافرمانی کی وجہ سے آگ کے شعلوں کی طرح لپک رہے اور انگاروں کی طرح دہک رہے تھے۔ اب ایک ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گرج نے ان مغروروں کا قصہ تمام کردیا۔ اور انہیں بستی کے مکانات اور محلات سمیت صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا گیا۔ اس ظالم' سرکش' باغی' کافر' مشرک اور انبیاء کی گستاخ و نافرمان قوم کے عذاب کی تفصیل سورۂ یٰسین کی زیر خطبہ آیات مقدسات میں پڑھیے اور خلوص دل سے دعا کیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمانبردار' اطاعت شعار اور پیروکار بن کر زندگی گزارنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَا أَنزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِ مِن بَعْدِهِ مِن جُندٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنزِلِينَ ○ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ ○﴾

''اور ہم نے اس (جناب حبیب نجار رحمہ اللہ تعالیٰ کی شہادت) کے بعد اس قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نازل نہیں فرمایا اور نہ ہمیں اس کے اتارنے کی ضرورت تھی۔ وہ تو صرف اور صرف ایک چیخ (گرج) تھی۔ پس اچانک وہ بجھے ہوئے (کوئلے) بن گئے۔''

افسوس ان بندوں پر

اللہ تعالیٰ نے سورۂ یٰسین کے دوسرے رکوع کی آخری آیات میں اس بستی ''انطاکیہ'' کے لوگوں اور دوسری قوموں کی بربادی اور ہلاکت کے اسباب میں سے ایک اہم سبب کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ تاکہ اس زمانے اور بعد میں آنے والے لوگ اس سے عبرت اور نصیحت حاصل کرسکیں اور وہ سبب انبیاء کرام اور ان کی دعوت کا مذاق اڑانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ ان بندوں پر افسوس ہی افسوس ہے کہ یہ میرے رسولوں کے ساتھ استہزاء اور مذاق کرنے والے اور ان کی تبلیغ کا انکار کرنے والے تھے۔ حسرت و افسوس ہے ایسے لوگوں پر جو یہ برا فعل کرکے خود اپنے لئے عذاب کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔ فرمایا:

﴿يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○﴾

''بندوں کی (اس) حالت پر افسوس ہے کہ جب بھی ان کے پاس اللہ کا کوئی رسول آیا تو انہوں نے اس کے ساتھ استہزاء اور مذاق ہی کیا۔''

بعض علماء تفسیر کا خیال ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ انبیاء کا مذاق اُڑانے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

والے‘ ان کی دعوت کو ٹھکرانے والے‘ رسولوں کی نافرمانی کرنے والے اور توحید کا انکار کرنے والے کل قیامت کے دن کف افسوس ملیں گے‘ اظہار ندامت کریں گے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہیں گے۔ یَاحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ۔ حسرت و افسوس ہے ہم جیسے بندوں پر جنہوں نے رسولوں کا مذاق اڑایا۔ ان سے استہزاء کیا اور ان کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۷۰ جلد ۳)

قرآن کریم کے انیسویں (۱۹) پارے میں بھی قیامت کے دن ان ظالموں کی حسرت‘ افسوس اور واویلے کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمان ربانی ہے:

﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَالَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ○ يَا وَيْلَتَى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ○ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ○﴾

(فرقان: ۲۷ تا ۲۹)

”اور اس (قیامت کے) دن ظالم (ندامت و حسرت سے) اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا۔ کہے گا کاش! میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں (نجات کا) راستہ اختیار کیا ہوتا۔ ہائے افسوس! کاش‘ میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔ تحقیق اس نے مجھے گمراہ کر دیا۔ اس کے بعد کہ نصیحت میرے پاس آ چکی تھی۔ اور شیطان تو انسان کو دھوکہ دینے والا ہے۔“

اسی طرح قرآن حکیم کے اکیسویں (۲۱) پارے میں بھی مجرموں کی حسرت‘ ندامت‘ پریشانی اور پشیمانی کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ دنیا میں تو کفار و مشرکین اور مجرمین‘ فخر و غرور سے دندناتے پھر رہے ہیں۔ حق کی آواز کو سننے اور اسے ماننے سے انکاری ہیں۔ انبیاء کی دعوت کو ٹھکرانے اور داعیان دین کا مذاق اڑاتے ہیں۔ مگر قیامت کے دن ان کا حال کیا ہوگا۔ جب بارگاہ رب العزت میں پیش کیا جائے گا اور خداوند ذوالجلال کے دربار عالی شان میں کھڑا کیا جائے گا۔ اس دن ندامت‘ شرمندگی اور پشیمانی سے ان کی گردنیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ شرم کے مارے آنکھیں نہ اٹھا سکیں گے۔ اور عرض کریں گے ”اے ہمارے رب!“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تیرے رسول نے جس عذاب سے ہمیں ڈرایا اور جن حقائق کے متعلق خبردار کیا تھا اور دنیا میں جن کو تسلیم کرنے سے ہم انکار کرتے رہے تھے' آج ہم نے اس عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور کانوں سے سن لیا ہے۔ اب ہم خواب غفلت سے بیدار ہو گئے ہیں۔ اور پختہ وعدہ کرتے ہیں کہ تیری نافرمانی نہیں کریں گے۔ بلکہ نیک اعمال کا ذخیرہ کریں گے۔ تو بڑا رحیم وعلیم اور قادر وکریم ہے۔ ہمیں ایک موقع عطاء فرما' تا کہ ہم اپنی بندگی کا اظہار کر سکیں۔ اور تیری اطاعت وفرمانبرداری کر کے سابقہ نافرمانیوں کے داغ دور کر سکیں۔ قرآن عزیز' ان کی ندامت وحسرت کا ذکر اپنے بلیغانہ اسلوب میں یوں فرماتا ہے۔

﴿وَلَوْ تَرٰى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ۝﴾ (سجدہ:۱۲)

''اور کاش! تم وہ حالت دیکھو' جب مجرم اپنے سر کو جھکائے اپنے رب کے حضور پیش ہونگے۔ (وہ کہیں گے) اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور کانوں سے سن لیا۔ پس (ایک بار) ہمیں دنیا میں بھیج۔ ہم نیک اعمال کریں گے۔ (اب) ہمیں پورا یقین آ گیا ہے۔''

قرآن حکیم فرماتا ہے۔ کہ ان مجرموں کی یہ عرض داشت ٹھکرا دی جائے گی اور کہا جائے گا۔ کہ اب دنیا میں واپسی ممکن نہیں ہے۔ تم نے ساری عمر اپنے رب' رسول اور آخرت کے دن کو بھلائے رکھا اور احکام الٰہی کو نظر انداز کیا۔ لہٰذا آج ہم نے تمہیں نظر انداز کر دیا اور اپنی رحمت سے محروم کر دیا ہے۔ جس عذاب سے تمہیں ڈرایا گیا مگر تم نے پرواہ نہ کی۔ اب ہمیشہ کیلئے وہی عذاب تمہارا مقدر اور جہنم ہی تمہارا ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ یہ عذاب ہماری طرف سے تم پر کوئی ظلم اور زیادتی نہیں۔ بلکہ تمہارے اپنے اعمال کا خمیازہ اور تمہارے کرتوتوں کی سزا ہے:

﴿فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝﴾ (سجدہ:۱۴)

''اب چکھو۔ سزا اس جرم کی کہ تم نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا۔ (اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے آج) ہم نے تمہیں نظر انداز کر دیا اور اب چکھو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے عذاب۔ یہ بدلہ ہے ان اعمال کا جو تم (دنیا میں) کرتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ کے حضور دردمندانہ التجا ہے کہ وہ ہم سب کو آخرت کی ندامت' حسرت اور پریشانی سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ پنجابی شاعر نے غالباً ان قرآنی آیات کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے ؏

رو رو کہسن دنیا اندر بھیج ربا اک واری
من قرآن' حدیث نبی دی کرساں تابعداری
حکم ہوسی ہن دنیا اندر مول نہ ہرگز جانا
وچ عذاب جہنم اندر دائم برا ٹھکانا

یہی مفہوم سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیات میں بیان کیا گیا ہے:

﴿يَاحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ﴾

''بندوں کی (اس) حالت پر افسوس ہے کہ جب بھی ان کے پاس اللہ کا کوئی رسول آیا تو انہوں نے اس کے ساتھ استہزاء اور مذاق ہی کیا۔''

مشرکین مکہ کو ڈانٹ

''انطاکیہ'' والوں کی ہلاکت' جناب حبیب نجار رضی اللہ عنہ کی شہادت' اپنی قوم کیلئے ان کی ہمدردی کے جذبات' ان کیلئے مغفرت اور جنت کے داخلے کا اعلان فرمانے' نیز نافرمان بندوں پر افسوس کا اظہار کرنے کے بعد اللہ رب العزت نے مشرکین مکہ اور کافرین عرب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اگر تم شرکیہ عقائد ترک نہیں کرو گے۔ عقیدہ توحید نہیں اپناؤ گے۔ میرے آخری رسول جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری نہیں کرو گے اور قیام آخرت پر یقین نہ لاؤ گے تو پہلی قوموں کی طرح تمہیں بھی نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ اور تمہارا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے گا۔ اے مشرکین عرب! تم اپنے گرد و نواح ایسی کئی بستیوں کو جانتے ہو اور دوران سفر تم نے کئی ایسے کھنڈرات کو دیکھا ہے۔ جو بزبان حال سابقہ امم کی ہلاکت کی داستان سنا رہے ہیں۔ لہٰذا ان سے عبرت حاصل کرو۔ میرے رسول کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اطاعت گزار و فرماں بردار بن جاؤ۔ تاکہ کل قیامت کے دن جب تم میرے دربار میں حاضر کیے جاؤ تو تمہیں شرمندگی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔ اور یاد رکھو! ایک دن آنے والا ہے' جب ہر جماعت' ہر گروہ اور ہر قوم کو ہمارے دربار عالی شان میں پیش ہونا ہوگا اور ہر شخص کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔

سورۂ یٰسین کے دوسرے رکوع کی آخری دو آیات میں مشرکین کو یوں ڈانٹا گیا ہے:

﴿أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝ وَإِنْ كُلٌّ لَمَّا جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝﴾

''کیا ان (مشرکوں) کو معلوم نہیں ہے۔ کہ ان سے پہلے ہم نے کتنی امتوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اور وہ ان کی طرف (واپس) لوٹ کر نہیں آئے اور ان سب کو ہمارے سامنے حاضر کر دیا جائے گا۔''

اللہ تعالیٰ سے دلی دعا ہے۔ کہ ہم سب کو قرآن فہمی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ : ۷

قدرت کی نشانیاں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ ○
﴿وَآيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ اَحْيَيْنَاهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ
يَاْكُلُوْنَ ○ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنَّاتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ
الْعُيُوْنِ ○ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ○
سُبْحَانَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا
لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ○
وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَالِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○ وَالْقَمَرَ
قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ○ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ
تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ○ وَآيَةٌ
لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ○ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا
يَرْكَبُوْنَ ○ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ○ اِلَّا
رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ○﴾ (یٰسین:۳۳تا۴۴)

’’ان کے لئے ایک نشانی یہ مُردہ زمین ہے ہم نے اسے زندہ کیا اور ہم نے اس میں سے غلہ نکالا۔ پس وہ اس سے کھاتے ہیں اور ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغات پیدا کیے اور اس میں چشمے جاری کئے۔ تا کہ وہ اس کے پھل کھائیں اور اسے ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا۔ کیا وہ ان نعمتوں پر شکر ادا نہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرتے۔ ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا پیدا فرمایا۔ جنہیں زمین اگاتی ہے اور خود ان کے نفسوں کو بھی (جوڑا بنایا) اور ان چیزوں کو بھی جنہیں وہ نہیں جانتے اور ان کے لئے ایک نشانی رات ہے۔ کہ ہم اس سے دن کو الگ کر دیتے ہیں۔ تو یک لخت وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور سورج اپنے مقررہ راستہ پر چلتا ہے۔ یہ غالب علیم کا مقرر کیا ہوا اندازہ ہے۔ اور ہم نے چاند کی منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بوسیدہ شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ سورج کی مجال ہے کہ چاند کو آ پکڑے اور نہ رات کی یہ طاقت ہے کہ دن سے آگے نکل جائے اور سب کے سب فلک میں تیر رہے ہیں۔ اور ان کے لئے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا اور ان کیلئے اس کشتی جیسی کئی چیزیں پیدا کیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں۔ پس ان کا کوئی فریاد رس نہ ہو اور نہ وہ بچائے جائیں سوائے اس کے کہ ہم ان پر رحمت فرمائیں اور ایک مدت تک انہیں فائدہ اٹھانے دیں۔"

ہر قسم کی حمد و ثناء، تعریف و تسبیح، تحمید و تمجید اور کبریائی اللہ رب العالمین، ارحم الرحمین اور احسن الخالقین کے لئے ہے۔ جس نے کائنات کی ہر چیز کو انسان کے لئے اور انسان کو عبادت رحمان کیلئے پیدا فرمایا۔ اور لا تعداد و بے حساب درود و سلام رہبر اعظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر، جنہیں اللہ تعالیٰ نے توحید کی تبلیغ، شرک کی تردید اور دین کی تعلیم کیلئے مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ نے بڑے احسن، اجمل اور اکمل پیرائے میں اپنے فرائض کو نبھایا اور قوم کو حقیقی معنوں میں "رب کا تعارف" کروایا اور اس خالق و مالک اور رازق و حاکم کی کبریائی اور یکتائی کے نشانات کو واضح فرمایا۔

اہم موضوعات

سورت یٰسین کی تشریح کے ضمن میں آپ گذشتہ خطبہ جمعۃ المبارک میں تین رسولوں یا مبلغوں کی بعثت، ان کی دعوت و تبلیغ کا انداز، ان کا حکیمانہ طرز عمل اور قوم کا ان کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلوک' نیز ایک مرد صالح اور توحید پرست کی قربانی کی تفصیلات سے آگاہی حاصل کر چکے ہیں۔ اس ضمن میں اس نافرمان قوم کی ہلاکت' انبیاء کی صداقت اور جناب حبیب نجار رضی اللہ عنہ کی استقامت کے واقعات بھی آپ سن چکے ہیں۔ آج کی زیر خطبہ آیات طیبات میں خالق کائنات نے توحید ربانی کے دلائل اور نشانات کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ اور اپنی ذات کے تعارف کیلئے اپنی قدرت کی نشانیوں میں سے آٹھ ایسی فقید المثال نشانیاں بیان کی ہیں جن کو پڑھ کر روح کو اطمینان اور دل کو سکون میسر ہوتا ہے۔ اور انسان کا دل چاہتا ہے کہ وہ اپنے اس عظیم و اعلیٰ' برتر و بہتر اور حاکم و احکم ''رب'' کے سامنے فوراً سجدہ ریز ہو جائے۔ اس سے اپنے گناہوں کی معافی کا سوال کرے' آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے اور دست سوال دراز کر کے اس سے مانگتا ہی چلا جائے۔

آپ یہ بات جان چکے ہیں کہ سورت یٰسین کے تین اہم موضوعات ہیں ① رسالت ② توحید ③ قیامت۔ رسالت کی حقیقت' رسولوں کا مشن اور انبیاء کی حیثیت اور عبدیت بیان ہو چکی ہے اس کی مزید وضاحت کیلئے انطاکیہ کی طرف بھیجے جانے والے تین رسولوں کے حالات بھی بیان ہو چکے ہیں۔ رسالت کے بارے میں ان حقائق کو ظاہر کرنے کے بعد رب السموات والارض نے توحید کے دلائل اور اپنی قدرت کی نشانیوں کی تفصیل بیان فرمائی ہے آیئے مختصر الفاظ میں قرآن ہی کی زبان میں ان آیات و نشانات کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

پہلی نشانی

اللہ رب العالمین نے اپنی توحید' قدرت اور اختیارات کی پہلی نشانی یہ بیان فرمائی ہے کہ آسمان سے پانی برسا کر مُردہ زمین کو زندہ کرنا یعنی اس میں روئیدگی' تروتازگی اور ہریالی پیدا کرنا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اس میں کسی دوسرے کا کوئی عمل دخل نہیں اور جس طرح رب العزت بارش کے ذریعے مُردہ زمین کو زندہ کرنے اور اس میں سبزہ اگانے پر قادر ہے اس طرح وہ قیامت کے دن تمام مُردوں کو زندہ کر کے اٹھانے پر بھی قادر ہے۔ فرمان خداوندی ہے:

﴿وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ۝﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور ان کیلئے ایک نشانی مُردہ زمین ہے جسے ہم نے زندہ کر دیا اور اس میں سے غلہ نکالا پس وہ اسے کھاتے ہیں۔''

ہم دیکھتے ہیں کہ زمیندار کھیت کو تیار کر کے بیج ڈالتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے اس کی بالیاں زمین کے جگر کو چیرتی ہوئی باہر نکل آتی ہیں اور چند مہینوں میں فصل پک کر تیار ہو جاتی ہے اور زمین میں بوئے جانے والے ایک دانے سے اللہ تعالیٰ سات سو دانے پیدا فرماتا ہے۔ (سبحان اللہ)

آیئے قرآن حکیم ہی سے سنئے کہ اللہ احکم الحاکمین مردہ زمین سے کس طرح دانے اور غلہ پیدا فرماتا ہے اور اسے انسانوں کی غذا کیلئے تیار فرماتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ (البقرہ:۲۶۱)

''اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی مثال اس دانے جیسی ہے جس نے سات بالیاں اگائیں۔ ہر بالی میں سو دانے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے جس کے لئے چاہے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہے، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

قرآن کریم کے ستائیسویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے توحید کی اسی نشانی اور دلیل کو دوسرے انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے انسانو! کھیتی باڑی کے بارے میں تمہیں بخوبی علم ہے اور اس سلسلے میں تمہاری معلومات خاصی وسیع ہیں۔ تم جانتے ہو کہ انسان کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ ہل چلائے اور زمین کو تیار کر کے اس میں بیج ڈال دے۔ اس کے بعد انسان کا کام ختم ہو جاتا ہے اور رب العالمین کی قدرت کاملہ کا ظہور شروع ہو جاتا ہے۔ اب اس بیج سے کونپلیں نکلنے، انہیں موٹا کرنے، مضبوط پودا بنانے اور پک کر تیار ہونے تک کے تمام مراحل میں انسان کا کوئی عملی کردار نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ خود ہی اس دانے کیلئے حسب ضرورت حرارت، ٹھنڈک، روشنی اور رطوبت وغیرہ کا انتظام فرماتا ہے۔ درخت کو دیکھو! جو رب ایک معمولی دانے سے اتنا بڑا درخت بنانے پر قادر ہے کیا اس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کا حق نہیں کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ نیز فرمایا کہ جو پروردگارِ عالم ایک گلے ہوئے دانے سے تن آور درخت پیدا کر سکتا ہے۔ کیا وہ خاک میں ملنے کے بعد انسان کو نئی زندگی عطاء نہیں کر سکتا؟ یقیناً کر سکتا ہے۔

قرآن عزیز اسی مفہوم کو اپنے معجزانہ اسلوب میں یوں بیان فرماتا ہے:

﴿اَفَرَاَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ○﴾

(واقعہ ۶۳۔۶۴)

’’کیا تم نے دیکھا ہے جو تم بوتے ہو کیا تم اسے اگاتے ہو یا ہم ہی اسے اگانے والے ہیں۔‘‘

شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم نے غالباً انہیں آیات کا مقصد اپنے شاعرانہ انداز میں سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟
کون لایا کھینچ کر پچھم سے بادِ سازگار؟
خاک یہ کس کی ہے؟ کس کا ہے یہ نورِ آفتاب؟
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب؟
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خُوئے انقلاب؟

ان تمام سوالوں کا ایک ہی جواب ہے کہ یہ سارے کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ اور اختیار میں ہیں۔ اس کے سوا کوئی دوسرا یہ کام سرانجام نہیں دے سکتا۔

﴿وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾

دوسری نشانی

سورۃ یٰسین کی زیرِ خطبہ آیاتِ طیبات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی دوسری دلیل یہ بیان فرمائی ہے کہ زمین میں کھجوروں، انگوروں اور دوسرے پھلوں کے باغات بھی ہم ہی اگاتے اور انہیں پروان چڑھاتے ہیں۔ ہمارے سوا کوئی دوسرا یہ کام نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذات اقدس جو تمہارے لئے پھلوں کے باغات پیدا فرماتی ہے اسی کا حق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اسے وحدہٗ لاشریک مانا جائے۔ ارشاد فرمایا:

﴿وجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّنْ نَّخِيلٍ وَّاَعْنَابٍ﴾

''اور ہم نے زمین میں کھجوروں اور انگوروں کے باغات اگائے۔''

یعنی پروردگار عالم انسان کو سمجھانا چاہتا ہے کہ اے انسان! ذرا غور تو کر' چشم عبرت کھول اور توجہ سے سن کہ زمین کو تو نے مختلف ٹکڑوں اور حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے کسی خطے میں انگور لگا رہا ہے تو کسی حصے میں کھجوریں کاشت کر رہا ہے۔ اور ایک ہی پانی سے ساری زمین سیراب کرتا ہے زمین بھی ایک ہے' موسم بھی ایک ہے' پانی بھی ایک' فصل کاشت کرنے والا بھی ایک مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانات ہر جگہ الگ الگ ہیں' کوئی باغ اور فصل اعلیٰ' کوئی ادنیٰ' کوئی بہترین' کوئی کمترین۔ زمین کے کسی حصے میں کوئی فصل اور دوسرے خطے میں دوسرا باغ' یہ سب اللہ احکم الحاکمین کی قدرت کے ناقابل تردید دلائل اور اس کی توحید کی نشانیاں ہیں جنہیں کسی صورت جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ اسی مفہوم کو قرآن کریم کے تیرہویں (۱۳) پارے میں یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَّجَنَّاتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَّ غَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾ (رعد:۴)

''اور زمین میں مختلف ٹکڑے ہیں جو قریب قریب ہیں اور انگوروں کے باغات ہیں اور کھیتیاں اور کھجوریں ہیں۔ جو ایک تنے سے پھوٹی ہیں اور کچھ الگ الگ تنوں سے نکلتی ہیں۔ انہیں ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔ اور ہم ذائقے کے اعتبار سے بعض (درختوں) کو بعض پر فضیلت دیتے ہیں' بے شک اس میں عقل مند قوم کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔''

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم کے متعدد مقامات پر یہ بات بالوضاحت بیان فرمائی ہے کہ اس نے زمین میں باغات اور فصلیں کمال حکمت اور کمال علم کے ساتھ پیدا کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے انسانوں کی خوراک کا انتظام فرمایا ہے اور ایک ایک دانے اور ایک ایک گٹھلی سے سینکڑوں اور ہزاروں دانے اور ہزاروں گٹھلیاں پیدا کر کے انسان کو نصیحت کی ہے کہ اے غافل انسان! تو ایسے قادر و قیوم' خالق و مالک اور حاکم و رازق اللہ کو چھوڑ کر در در کی ٹھوکریں کیوں کھا رہا ہے؟ عبادت صرف اور صرف اللہ رب العالمین کا حق ہے۔ وہی مشکل کشا' حاجت روا اور دافع البلاء ہے۔ فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ﴾ (انعام:۹۵)

''بلاشبہ دانے اور گٹھلی کو اللہ تعالیٰ ہی پھاڑنے والا ہے۔ وہی نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور وہی نکالنے والا ہے مُردہ کو زندہ سے۔ یہی اللہ تعالیٰ ہے۔ پس تم کدھر بہکے جا رہے ہو۔''

شاعر حقیقت شیخ محمد سعید الفت رحمہ اللہ تعالیٰ نے خالق کائنات کی ان بے شمار اور ان گنت نعمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اور انسان کو اللہ رب العالمین کا شکر بجا لانے کا درس دیتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ اے انسان!

اوہ تاریاں دے بلدے چراغ تیرے واسطے
ایہہ میویاں دے پکّے ہوئے باغ تیرے واسطے
انب تیرے واسطے انار تیرے واسطے
ایہہ گچھے نے انگوراں دے تیار تیرے واسطے
ایہہ سنگترا' مالٹا' تے مسّمی تیرے واسطے
انجیر وچ دنیا دے جمّی تیرے واسطے
ایہہ جامناں تے فالسہ بُخارا تیرے واسطے
کیلا ہری چھال دا نیارا تیرے واسطے
ایہہ کھیتیاں تے سبزہ وزار تیرے واسطے
باغ وچ اوندی آ بہار تیرے واسطے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف سورج مکھی نئیں اکیلی تیرے واسطے
ایہہ چنبا تیرے واسطے چنبیلی تیرے واسطے
اوہ بادشاہ جو پھلاں دا جناب تیرے واسطے
ہے باشناں کھلار دا گلاب تیرے واسطے
کھلے ہوئے غنچے بے حساب تیرے واسطے
تے کلیاں نے چکے نے نقاب تیرے واسطے
احسان لکھ تیرے اوتے پروردگار دا
فیر اوہدا بندا یا تو شکر نئیں گزار دا

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

تیسری نشانی

اللہ رب العزت نے اس بابرکت سورۃ میں اپنی قدرت کی تیسری نشانی یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ ہم نے آپ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے زمین میں چشمے جاری فرمادیئے ہیں۔ کہ دریاؤں' نہروں اور چشموں کا پانی انسانوں' اور جانوروں کے پینے' دھونے اور کھیتی باڑی کے کام آتا ہے۔ جس سے انسانوں اور حیوانوں کی غذائی ضروریات پوری ہوتی ہیں:

﴿وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ﴾

''اور ہم اس زمین میں چشمے جاری فرمادیئے۔''

قرآن حکیم کے انیسویں (۱۹) پارے میں ذکر ہے کہ جناب ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ اے میری قوم! تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت و فرمانبرداری کرو اور اس اللہ کے عذاب سے ڈر جاؤ جس نے تمہاری جانی ہوئی چیزوں سے تمہاری مدد کی یعنی اس ذات بابرکات نے تمہیں چارپاؤں اور بیٹوں کی نعمت سے نوازا۔ نیز تمہارے لئے اس نے باغات بنادیئے اور ان میں چشمے جاری فرمادیئے:

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُم بِمَا تَعْلَمُونَ ۝ أَمَدَّكُم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِاَنْعَامٍ وَّبَنِیْنَ○ وَجَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ○﴾ (شعراء:۱۳۱تا۱۳۴)

''پس اللہ سے ڈرو اور میری فرمانبرداری اختیار کرو۔ اور اس (اللہ تعالیٰ) سے ڈرو۔ جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی جنہیں تم جانتے ہو۔ اس نے تمہارے جانوروں اور بیٹوں سے اور باغات سے اور چشموں سے تمہاری مدد فرمائی۔''

مختصر یہ کہ زمین سے چشموں کا جاری ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانات میں سے ایک اہم نشان اور اس کی توحید کے دلائل میں سے ایک اہم دلیل ہے۔

﴿وَفَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ﴾

''اور ہم نے اس زمین میں چشمے جاری فرما دیئے۔''

پھر رب العالمین نے فرمایا کہ باغات' پھل' پھول' اناج اور سبزہ اگانے کا مقصد اور غرض و غایت یہ ہے کہ انسان اور جانور پھل کھائیں کیونکہ ان کی زندگی کی بقاء کے لئے خوراک ایک ضروری چیز ہے لِیَاْکُلُوْا مِنْ ثَمَرِہٖ۔ تاکہ وہ اس کا پھل کھائیں اور اپنی ضروریات کی اشیاء استعمال کریں۔

معبودان باطلہ کی بے بسی

اس کی بعد خالق کائنات نے معبودان باطلہ کی بے بسی اور لاچاری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اے انسانو! تم غور وخوض تو کرو کہ ان اشیاء مذکورہ میں سے کیا کوئی چیز ان معبودوں نے بھی بنائی ہے۔؟ کیا بارش برسا کر دریا' نہریں اور چشمے انہوں نے جاری کئے ہیں؟ کیا کھجوروں' انگوروں اور دوسرے پھلوں کے باغات پیدا کرنے میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ کیا پھل' پھول اور اناج کو وجود بخشنے میں ان کا کوئی کارنامہ ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو پھر ان اشیاء کے مالک' خالق' حاکم اور رازق کا ہی حق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کا شکر بجالایا جائے۔ فرمایا:

﴿وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ○﴾

''اور ان (اشیاء) کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا کیا پس وہ (ان نعمتوں پر) شکر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ادا نہیں کرتے؟''

حق تو یہ تھا کہ خالقِ حقیقی کی پیدا کردہ اشیاء کو استعمال کر کے اس کی عطا کردہ غذا کھا کے' اس کے تخلیق کردہ باغات' پھل' سبزیوں' پھولوں اور چشموں سے فائدہ اٹھا کر انسان اس کا شکر گزار بندہ بن جاتا مگر افسوس کہ جس اللہ نے انسان کے لئے ہر چیز کو پیدا کیا یہ انسان اس کی عبادت کرنے اور اس کا شکر ادا کرنے پر تیار اور آمادہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شکر گزار بندہ بننے کی توفیق عطاء فرمائے۔ کسی عارف نے کیا خوب کہا ہے۔

جانور پیدا کیے تیری رضا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
کھیتیاں سر سبز ہیں تیری غذا کے واسطے
سارا جہاں تیرے لئے اور تو خدا کے واسطے

اور بقول شیخ محمد سعید الفت رحمہ اللہ تعالیٰ

احسان لکھ تیرے اتے پر وردگار دا
فیر اوہدا بندا یا تو شکر نئیں گزار دا

چوتھی نشانی

سورۃ یٰسین کی زیرِ بحث آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی چوتھی نشانی اور توحید خداوندی کی چوتھی دلیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾

''ہر عیب سے پاک ہے وہ (اللہ) جس نے ہر چیز کو جوڑا پیدا فرمایا۔ جنہیں زمین اگاتی ہے اور اور خود اُن کے نفسوں کو بھی (جوڑا بنایا) اور ان چیزوں کو بھی (جوڑا بنایا) جنہیں وہ نہیں جانتے۔''

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ زمین میں سے اُگنے والی اجناس مثلاً اناج' پھل' پھول' درخت' گھاس' پودے اور دیگر نباتات کے بھی اللہ تعالیٰ نے جوڑے یعنی نر اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مادہ بنائے ہیں جن سے اس کی نسل آگے چلتی ہے اور نباتات میں عمل تلقیح کا ذکر کرتے ہوئے رب تعالیٰ نے فرمایا۔ وَجَعَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ۔ کہ نر درخت کے تولیدی اجزاء کو ہوائیں اڑا کر مادہ کے پاس لے جاتی ہیں اور اسے بارآور کر دیتی ہیں۔ جس سے جانداروں کے لئے خوراک مہیا ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ جوڑوں کی تخلیق کا معاملہ صرف نباتات تک محدود نہیں بلکہ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ۔ اور اس نے انسانوں کے بھی جوڑے بنائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات انسانوں، حیوانوں، درندوں، پرندوں، چرندوں اور جنوں وغیرہ کے جوڑے (نر اور مادہ) پیدا فرمائے ہیں۔ پھر نر اور مادہ کے ملاپ سے نسل آگے چلتی ہے۔ اگر خدانخواستہ اللہ تعالیٰ جوڑوں کی بجائے صرف نر یا مادہ پیدا فرماتا تو نسل کی بقاء ممکن نہ تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ اور علم واسعہ سے ہر مخلوق کا جوڑا پیدا فرمایا۔ آیت کے آخری ٹکڑے میں فرمایا کہ کئی اور مخلوقات بھی ہیں جو تمہارے علم وادراک میں نہیں مگر ہم نے ان کے بھی جوڑے بنا رکھے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لاتعداد مخلوقات ہماری نظروں سے اوجھل ہیں جو زمین کی تہوں اور سمندروں کی گہرائیوں میں زندگی گزار رہی ہیں۔ جن کے نام اور کام سے ہم واقف نہیں۔ فرمایا اور ان کے بھی جوڑے بنائے ہیں۔ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ اور ہم نے ان اشیاء کے جوڑے بنائے ہیں، جنہیں تم جانتے تک نہیں ہو۔

اس کے علاوہ جوڑوں کی ایک تیسری قسم بھی ہے جو غیر مرئی ہے۔ مثلاً نیکی اور بدی، گرمی اور سردی، معروف اور منکر، غمی اور خوشی، اندھیرا اور اجالا، بیماری اور تندرستی، دھوپ اور چھاؤں اور ان میں سے ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ نیکی، بدی کے ذریعے، روشنی، اندھیرے کے ذریعے اور دھوپ، سائے کے ذریعے پہچانی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جس خالق کائنات نے جوڑوں کا یہ نظام جاری وساری فرمایا ہے وہ خود ان اسباب وذرائع کا محتاج اور ان حدود کا پابند نہیں ہے بلکہ وہ: عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہے۔ اس کی صفت سبحان اور اس کی خوبی رحمان ہے وہ ہر عیب سے منزہ اور شرک سے پاک ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ۝﴾

''پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا فرمائے جن کو زمین اگاتی ہے اور خود ان کے نفسوں کے بھی اور ان اشیاء کے بھی جن کو وہ نہیں جانتے۔''

پانچویں نشانی

اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کی پانچویں نشانی یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ خالق ارض وسماء نے اپنی قدرت کاملہ سے رات اور دن کا ایسا نظام اور سلسلہ قائم فرما رکھا ہے کہ جب انسان دن بھر کام' محنت اور مزدوری کر کے تھکاوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تو ان کے آرام' راحت اور سکون کیلئے رات آ جاتی ہے۔ تاکہ آرام کر کے اپنی تحلیل شدہ قوت بحال کر سکیں اور جب ان کی راحت اور آرام کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ تو اللہ رب العالمین پھر دن کی روشنی پیدا فرما دیتا ہے۔ تاکہ لوگ اپنے کام کاج اور کاروبار میں مصروف ہو جائیں۔ الغرض رات اور دن کا نظام بھی رب العزت کی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی اور اس کی توحید کے دلائل میں سے ایک بڑی دلیل ہے فرمان ربانی ہے:

﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ﴾

''اور ان کیلئے ایک نشانی رات بھی ہے۔ کہ ہم اس سے دن کو اتار دیتے ہیں۔ تو اچانک وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔''

قرآن حکیم کی سورۃ فرقان میں اسی مفہوم کو ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا﴾ (فرقان:۶۲)

''اور (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا ہے۔ اس شخص کیلئے جو نصیحت قبول کرنا چاہتا ہے یا شکر گزار بننے کا خواہش مند ہے۔''

یعنی قدرت کی یہ عظیم نشانی صرف ان لوگوں کے لئے فائدہ مند ہے جو قبول حق کا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جذبہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنے کے آرزومند ہیں اور وہ رب العالمین کے پیدا کردہ ان اوقات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کہ دن میں اُن سے کوئی غلطی، خطا، لغزش اور گناہ ہو جائے تو وہ رات کی گھڑی میں اپنے رب سے معافی طلب کرتے اور اسے منانے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر رات کے لمحات میں کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو دن کے وقت اس کی تلافی کر کے اپنا گناہ معاف کروا لیتے ہیں۔ یہی بات قرآن کریم کے آخری پارے میں ان الفاظ کے ساتھ استفہامیہ انداز میں بیان کی گئی ہے:

﴿اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ○ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ○ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ○ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ○ وَّجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا ○ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ○﴾ (نبا:۶ تا ۱۲)

"کیا ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا؟ اور ہم نے تمہیں جوڑا پیدا کیا اور ہم نے تمہاری نیند کو باعث آرام بنایا اور ہم نے رات کو پردہ بنا دیا اور دن کو ہم نے روزی کمانے کے لئے بنایا۔"

حقیقت یہ ہے کہ دن اور رات کا تسلسل توحید الٰہی کی اتنی واضح اور صریح دلیل ہے کہ اسے سمجھنے کے لئے نہ تو لمبی چوڑی عقل و فراست کی ضرورت ہے اور نہ ہی علم و فضل کی بلکہ ایک ان پڑھ، جاہل اور کم عقل و کم فہم والا بھی اچھی طرح سمجھتا اور جانتا ہے کہ یہ سارا نظام ہزاروں لاکھوں سالوں سے قائم اور بڑی باقاعدگی سے جاری و ساری ہے اور اس میں کبھی ذرہ بھر بھی فرق نہیں آیا۔ ظاہر بات ہے کہ اس نظامِ لیل نہار کو چلانے والا ایک اللہ ہی ہے۔ لہٰذا اسی کا حق ہے۔ کہ اس کی عبادت کی جائے اسی کے سامنے سر کو جھکایا جائے اور جبین نیاز اسی کے حضور خم کی جائے اور اس کی عبادت میں کسی دوسرے کو قطعاً کسی صورت بھی شریک نہ کیا جائے چوبیسویں (۲۴) پارے میں فرمان الٰہی ہے:

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْفَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ○ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○﴾ كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلَّذِیْنَ کَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ۝﴾ (مومن:۶۱ تا ۶۳)

''اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے رات بنائی ہے تاکہ تم اس میں آرام کرو اور (اسی نے) دن کو روشن بنایا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے لیکن اکثر لوگ اس کی نعمتوں پر شکرادا نہیں کرتے۔ وہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے (وہی) ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے سوا عبادت کے کوئی لائق نہیں۔ پس تم راہ حق سے کیسے روگردانی کرتے ہو؟ اسی طرح (راہ حق سے) ان بدنصیبوں کا منہ پھیر دیا جاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔''

دن رات کے اسی نظام اور اس میں توحید ربانی کے دلائل اور اس کی قدرت کے نشانات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شیخ محمد سعید الفت رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب کہا ہے کہ اے انسان!

ساری دی ایہہ ساری کائنات تیرے واسطے
اے دن تیرے واسطے ایہہ رات تیرے واسطے
تیرے لئی زمین آسمان تیرے واسطے
او کملیا ایہہ دونویں ای جہان تیرے واسطے
احسان لکھ تیرے اتے پروردگار دا
فیر اُوہدا بندیا توں شکر نئیں گزار دا

قدرت الٰہی کی نشانیوں میں سے پانچویں نشانی کی تفصیل وتشریح میں جائے بغیر ہم پندرہویں پارے کی ایک آیت اور اس کا ترجمہ پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّهَارَ اٰیَتَیْنِ فَمَحَوْنَا اٰیَةَ الَّیْلِ وَجَعَلْنَا اٰیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ وَكُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا۝﴾ (بنی اسرائیل:۱۲)

''اور ہم نے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنایا ہے۔ پس ہم نے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رات کی نشانی (روشنی) کو مدہم کر دیا اور دن کی نشانی کو روشن بنا دیا تا کہ تم اپنے رب سے رزق تلاش کرو اور سالوں کی تعداد اور حساب (دن اور رات سے) جان لو اور ہم نے ہر چیز کو بڑی وضاحت اور تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں دن اور رات کے فوائد بالتفصیل بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

شب و روز کا نظام

اس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ دن کی روشنی سے رات کی تاریکی کو اور رات کے گھٹا ٹوپ اندھیرے سے دن کے اجالے کو نکالنا صرف اور صرف اللہ رب العزت کا ہی کام ہے دنیا کی کوئی طاقت یہ کام سر انجام نہیں دے سکتی اور اگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ رات کو مسلط کر دے تو کوئی دن کی روشنی نہیں لا سکتا اور اگر رب العالمین ہمیشہ کے لئے دن کا اجالا ہی رکھے تو کوئی رات نہیں بنا سکتا۔ آیئے اس بات کو بھی قرآن کی زبان میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○﴾ (قصص ۷۱ تا ۷۳)

''(اے پیغمبر ﷺ) آپ ان سے پوچھیے کہ بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کیلئے قیامت تک رات بنا دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون معبود ہے جو تمہیں روشنی لا دے۔ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ (اے رسول ﷺ) آپ ان سے دریافت فرمائیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر قیامت تک دن بنا دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون الٰہ ہے جو تمہیں رات لا دے تا کہ تم اس میں آرام اور سکون کر سکو۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟ اور اس (اللہ تعالیٰ) نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے دن اور رات بنائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ تا کہ تم رات میں آرام کرو اور دن میں اس کے فضل (رزق) کو تلاش کرو اور یہ کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔"

اس آیت مبارکہ میں رب کائنات نے اپنی توحید کے اثبات اور شرک کی تردید کے لئے دو عقلی دلائل بیان فرمائے ہیں جنہیں ہر انسان معمولی غور و فکر سے سمجھ سکتا ہے کہ اللہ رب العزت نے شب و روز کا توازن کیسے عجیب و غریب طریقے سے قائم کر رکھا ہے کہ دن اور رات یکے بعد دیگرے آتے جاتے ہیں۔ اور ان کا آنا جانا انسانی زندگی کے معمولات کیلئے معاون اور مددگار ہے۔ اگر یہ سلسلۂ لیل و نہار جامد کر دیا جائے اور ان کی آمد و رفت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رکاوٹ ڈال دی جائے تو کائنات کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے اور شاید کوئی بھی جاندار سلسلہء حیات کو جاری نہ رکھ سکے یہ خالق کائنات کا بہت بڑا احسان اور انعام ہے کہ اس نے نظام لیل و نہار کو ایک مربوط و منظم انداز سے جاری فرما رکھا ہے تا کہ ہم اس کے احسانات کو یاد کر کے اس کے شکر گزار بندے بن جائیں۔

توحید ربانی کی اس دلیل اور قدرت الٰہی کی اسی نشانی کو قرآن عزیز کے تیسرے پارے میں معجزانہ اختصار کے ساتھ یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ۝﴾ (آل عمران: ۲۷)

"(اے اللہ تعالیٰ) تو ہی داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور تو ہی داخل کرتا ہے دن کو رات میں۔"

چھٹی نشانی

زیر خطبہ آیات طیبات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی چھٹی (۶) نشانی "سورج" کو قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اے انسان! اگر تجھے قدرت الٰہی کی پہچان اور توحید خداوندی کیلئے مزید دلائل کی ضرورت ہے تو چمکتے ہوئے سورج کو دیکھ کہ وہ ہمیشہ سے اپنے مقررہ راستہ پر چل رہا ہے۔ جو مدار اس کیلئے مقرر کر دیا گیا ہے وہ اسی میں محو گردش ہے۔ اس کی کیا مجال کہ وہ ذرا سا سرک کر کسی اور جگہ پہنچ جائے اور جس ٹائم ٹیبل کا اسے پابند بنایا گیا ہے اس کی یہ جرأت و طاقت نہیں کہ اس سے لمحہ بھر کی تقدیم و تاخیر کر سکے۔ جس رب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

العزت نے انسان کی خدمت کے لئے اتنا بڑا سورج پیدا فرمادیا ہے اور اسے اپنے حکم کا پابند اور غلام بنادیا ہے۔ کیا اس کا یہ حق نہیں کہ اسی کی عبادت کی جائے اور انسان بھی سورج کی طرح۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ کا مطیع و فرمانبردار اور اطاعت شعار و وفادار بن کر زندگی گزارے۔ نیز فرمایا کہ سورج کیلئے جو مستقر زمانی یا مستقر مکانی اس خالق و مالک نے مقرر کر دیا ہے وہ حتمی اور آخری ہے اس میں ردو بدل یا ترمیم و تنسیخ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ نظام ہر چیز پر غالب اور ہر شئے کی حقیقت کا پورا علم رکھنے والے ''رب العزت'' کا مقرر کردہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ﴾

''اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا ہے۔ یہ اندازہ مقرر کیا ہوا ہے اس اللہ تعالیٰ کا جو غالب اور جاننے والا ہے۔''

بعض علماء تفسیر کا خیال ہے کہ ''مستقر'' سے مراد یہاں زمانی مستقر ہے یعنی سورج اپنے مقررہ وقت تک محو سفر ہے اور قیامت تک مسلسل چلتا رہے گا اور جب قیامت برپا ہوگی تو۔ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔ سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔ اور اس کو بے نور کر دیا جائے گا اور کائنات پر اندھیرا ہی اندھیرا چھا جائے گا۔

بعض اہل علم کا فرمان ہے کہ سورۃ یٰسٓ کی اس آیت مبارکہ میں سورج کیلئے جو ''مستقر'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس سے مراد مستقر مکانی ہے۔ یعنی آفتاب اپنے مدار میں مقررہ رفتار سے سفر کر رہا ہے۔ اور اس کے خالق نے جو مدار اس کیلئے مقرر کر دیا ہے وہ اس سے ذرا بھی ادھر ادھر نہیں ہوسکتا:

﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ○﴾

نبی کریم ﷺ نے سورۃ یٰسٓ کی اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

((عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِی الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ اَتَدْرِیْ اَیْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰی تَسْجُدَ تَحْتَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الْعَرْشِ فَذَالِكَ تَعَالٰى۔ وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَالِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ)) (صحیح بخاری صفحہ ۷۰۹ جلد ۲ کتاب التفسیر)

"جناب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غروب شمس کے وقت مسجد میں نبی اکرم ﷺ کے پاس تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ اے ابوذر! کیا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ کی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ کے فرمایا وہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور سورج اپنے مستقر کیلئے چلتا رہتا ہے یہ غالب وعلیم کا مقرر کردہ اندازہ ہے۔"

سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سورت یٰسین کی اس آیت کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ))

"کہ سورج کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔"

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ سورج، تحت العرش اپنے خالق کے حضور سجدہ ریز ہو کر اپنی رفتار کو جاری رکھنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ فَيُؤْذَنُ لَهَا پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت پا کر وہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے۔

((وَيُوْشِكُ اَنْ تَسْجُدَ فَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَاْذِنُ فَلَا يُؤْذَنُ لَهَا))

"قریب ہے کہ آفتاب سجدہ کرے مگر اس کا سجدہ قبول نہ کیا جائے گا اور وہ اجازت طلب کرے تو اُسے اجازت نہ دی جائے۔"

بلکہ حکم ہو کہ۔ اِرْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ۔ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا۔ چنانچہ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۷۱ جلد ۳)

صحابی رسول جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب سورج کو مشرق سے طلوع ہونے کی اجازت نہیں ملے گی بلکہ مغرب کی طرف سے طلوع ہونے کا حکم دیا جائے گا تو یہی قیامت کا دن ہو گا۔ لوگ دہشت زدہ اور خوفزدہ ہو جائیں گے اور قیامت کی ہولناکی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور وحشت کی وجہ سے قبول ایمان کا اعلان کرنے لگیں گے۔ مگر:

﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾

''اس دن کسی کا ایمان لانا اسے نفع نہ دے سکے گا۔ اگر اس نے پہلے ایمان قبول نہ کیا ہوگا اور اس وقت کی کوئی نیکی قبول نہ کی جائے گی۔''

ایک اعتراض اور جواب

بعض لوگ یہاں اعتراض وارد کرتے ہیں کہ جب آفتاب سجدہ ریز ہو کر دربار الٰہی سے اجازت طلب کرتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ وہ اپنی رفتار روک کر ہی ایسا کرتا ہوگا۔ جس سے اس کے معمول میں فرق آنا لازمی ہے مگر کبھی بھی سورج کی رفتار میں ذرہ فرق نہیں آیا اس کی وجہ کیا ہے؟۔

علماء تفسیر اور دیگر اہل علم نے مذکورہ اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ سورج کی سجدہ ریزی اور طلبِ اجازت کی مثال خواب جیسی ہے۔ خواب میں انسان کئی مختلف امور سرانجام دے رہا ہوتا ہے مگر اس کے دل کی حرکت اور اس کے ساتھ زندگی کا تعلق قائم رہتا ہے اور اس میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں آتا۔ اسی طرح آفتاب بھی اپنی رفتار میں رکاوٹ یا کمی کئے بغیر اور اپنے کام میں خلل ڈالے بغیر اللہ تعالیٰ کو سجدہ بھی کرتا ہے اور اس سے اجازت بھی طلب کرتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے روح المعانی 'صفحہ ۱۴' جزء ۲۳)

بعض اصحابِ علم کا خیال ہے کہ آفتاب اپنے سفر کے دوران ہر ہر لمحہ اپنے سفر کے تسلسل کیلئے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کرتا ہے خالق کائنات کی اجازت کے بغیر ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھتا اور سورج کی اسی اجازت طلبی کا نام سجدہ ہے۔ بعض علماء آفتاب کے تحت العرش سجدہ کرنے والی حدیث کو متشابہات میں شمار کرتے ہیں۔

(تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۵۴۵' جلد ۹)

آفتاب......دلیلِ توحید

قرآن حکیم بیان فرماتا ہے۔ کہ جد الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے دربار میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طلوع آفتاب کو اللہ تعالیٰ کی یکتائی اور توحید کی دلیل کے طور پر پیش کیا اور اس کے دعوائے ربوبیت کے ثبوت میں سورج کے مطلع میں ردوبدل کا مطالبہ کیا نمرود اپنے تمام تر دعاوی کے باوجود جناب ابراہیم علیہ السلام کی دلیل کا کوئی جواب نہ دے سکا۔

ہوا یوں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو دعوت توحید کی پاداش میں گرفتار کر کے بادشاہ وقت اور خدائی کے دعویدار نمرود کے دربار میں پیش کیا گیا۔ اس زمانے کی رسم' رواج اور طریقہ کار یہ تھا کہ جو شخص بھی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوتا وہ بادشاہ کو سجدہ کرتا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دور جہالت کی اس پابندی اور رسم کو توڑا اور رب کے سوا کسی کے سامنے جھکنے اور غیر اللہ کے حضور سجدہ ریز ہونے سے انکار کر دیا۔ نمرود کیلئے یہ بات بڑی عجیب اور حیران کن تھی کہ اس کی رعایا کا کوئی فرد اس کے سامنے پیش ہو اور وہ اسے سجدہ نہ کرے۔ اس نے فوراً جناب ابراہیم علیہ السلام سے گستاخی اور بے ادبی کی وجہ دریافت کی۔ (آج بھی بعض لوگ غیر اللہ کو سجدہ نہ کرنے والوں کو بے ادب اور گستاخ کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ جو سراسر کم علمی' جہالت' ضد' ہٹ دھرمی' تعصب اور قرآن و سنت سے دوری کا نتیجہ ہے) سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بھرے دربار میں بڑے واشگاف الفاظ میں فرمایا ''میں اپنے رب کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں ہوں'' نمرود نے جواب دیا کہ ''میں بھی تو تمہارا رب ہوں'' توحید خداوندی کے علمبردار جناب ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا۔ تو محض حاکم وقت ہے۔ رب نہیں۔ بادشاہ نے پوچھا رب کون ہے؟ آپ نے فرمایا رب وہ ہے جو موت و حیات کا مالک ہے۔ اور زندہ کرنا اور مارنا اسی کے اختیار میں ہے۔ زندگی اور موت تیرے قبضہ اختیار میں نہیں۔ لہٰذا تو رب نہیں ہو سکتا۔

جناب ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر نمرود سخت غصے میں آیا اور اکڑ کر کہا کہ زندگی اور موت تو میرے اختیار میں بھی ہے۔ میں جسے چاہوں زندہ رکھوں اور جسے چاہوں موت کی نیند سلا دوں۔ چنانچہ اس نے اپنے دعوے کو عملی طور پر ثابت کرنے کیلئے ایک آدمی کو بلایا جس کیلئے قتل کا حکم صادر ہو چکا تھا اور وہ واجب القتل تھا اسے رہا کرتے ہوئے' بادشاہ نے کہا۔ دیکھو! میں نے اسے زندگی بخش دی ہے۔ ایک بے گناہ و بے قصور شخص کو بلا کر فوراً قتل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کروادیا اور اعلان کردیا کہ میں نے اسے موت سے دوچار کردیا ہے۔

جناب ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی جہالت کو بھانپتے ہوئے فلسفہ موت و حیات پر مزید بحث مناسب نہ سمجھی اور اس کے سامنے رب کائنات کی توحید کی ایسی عام فہم دلیل پیش کی جس کا وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ''اسے اللہ'' مانتا ہوں جو ہر روز سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے۔ اگر تو بھی اپنے آپ کو رب اور خدائی اختیارات کا مالک سمجھتا ہے تو آج اسے مغرب سے طلوع کرکے دکھا۔

قرآن حکیم بیان کرتا ہے۔ کہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے جب نمرود جیسے مغرور متکبر اور ربوبیّت کے دعویدار کے سامنے ''طلوعِ شمس'' کو توحید کی دلیل بنا کر پیش کیا تو وہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکا اور مبہوت ہو کر خاموش ہو گیا اور اپنی جھوٹی عزت وقار اور سلطنت کو قائم رکھنے کیلئے جناب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلانے اور ختم کرنے کا جابرانہ فیصلہ سنایا۔ مگر

جسے رب رکھے اسے کون چکھے

اس واقعہ کی تفصیلات بیان کرنا اس وقت میرا مقصود نہیں ہے۔ غرض صرف یہ بات سمجھانا ہے کہ سورج کا طلوع وغروب' توحید ربانی کی ایسی واضح نشانی اور اہم دلیل ہے۔ جسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے سامنے پیش کرکے اسے لاجواب کردیا۔ آیئے اس بات کو بھی قرآن حکیم کے بلیغانہ انداز میں سمجھنے کی کوشش کریں۔ فرمانِ خداوندی ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾ (آل عمران ۲۵۸)

''کیا آپ نے اس شخص کی طرف نہیں دیکھا جس نے ابراہیم علیہ السلام سے ان کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہی دے رکھی تھی۔ جب ابراہیم علیہ السلام فرمایا کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں زندہ رکھ سکتا ہوں اور مار سکتا ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے۔ پس تو اسے مغرب سے طلوع کر۔
(یہ سن کر) اس کافر (نمرود) کے ہوش اڑ گئے اور اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت عطاء نہیں فرماتا۔"

(جناب ابراہیم علیہ السلام کے تفصیلی حالات، دعوت توحید کیلئے ان کی خدمات آگ میں پھینکے جانے کی تفصیلات اوران کی زندگی کے اہم واقعات کیلئے ہماری کتاب "خطبات سورۃ مریم" کا مطالعہ فرمائیں)۔

ساتویں نشانی

سورۃ یٰسین میں توحید الٰہی کے دلائل اور رب السماوات والارض کی قدرت کاملہ کی نشانیوں میں ساتویں نشانی چاند اوراس کی منزل کو قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ﴾

"اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ یہاں تک کہ آخر کار وہ کھجور کی بوسیدہ شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔"

یعنی جس طرح آفتاب کا مدار اور مستقر مقرر کر دیا گیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے چاند کی حدود اور منازل بھی مقرر فرمادی ہیں۔ چاند اپنا دورہ ایک مہینہ میں پورا کرتا ہے اور ہر ماہ کم ازکم ایک دن چاند غائب رہتا ہے۔ مہینہ کے آخر میں چاند گھٹتے گھٹتے باریک شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے اس کی حالت کو۔ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ۔ "کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

آپ چاند کے آغاز، اس کے عروج اور اخیر کو دیکھیں اور اس کی حالتوں پر غور وفکر کریں تو احساس ہوگا۔ کہ چاند بھی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی ہے۔ آپ نے یقیناً چاند کو طلوع ہوتے دیکھا ہوگا اور عید کا چاند تو ہمارے معاشرے کا ہر فرد دیکھنے کو بیتاب ہوتا ہے۔ چاہے کسی نے رمضان کا ایک روزہ بھی نہ رکھا ہو۔ پورا رمضان اس نے قرآن مجید کو ہاتھ نہ لگایا ہو اور کبھی اس نے تراویح کا نام بھی نہ لیا ہو مگر اسے چاند کا شدید انتظار ہوتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ چاند مہینہ کے ابتدائی ایام میں ناخن کے تراشے کی طرح نمودار ہوتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ بڑھتے بڑھتے بدرِ تمام یعنی چودھویں کا چاند بن جاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ پھر گھٹنے لگتا ہے یہاں تک کہ مہینہ کی آخری راتوں میں کھجور کی سوکھی اور جھکی ہوئی زرد ٹہنی کی مانند ہو جاتا ہے۔

چاند کا بڑھنا' گھٹنا' چھوٹا ہونا اور پھر غائب ہو جانا اگر خالق کائنات کا واضح نشان اور اس کی وحدانیت و کبریائی کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟ اسی بات کو قرآن حکیم کے گیارہویں پارے میں بڑے احسن پیرائے میں یوں ذکر کیا گیا ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ مَاخَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ۝﴾ (یونس:۵)

''وہ (اللہ تعالیٰ) ہی تو ہے۔ جس نے سورج کو روشن اور چاند کو نور بنایا ہے۔ اور اس کیلئے منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب معلوم کر سکو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ حق کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ وہ اپنی قدرت کی نشانیاں تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ اس قوم کے لئے جو صاحب علم ہو۔''

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی توحید' اس کی قدرت اور اس کی صفات کو سمجھنے کے لئے فلسفیانہ انداز اختیار نہیں فرماتا بلکہ اس کا استدلال بالکل عام فہم' پُر تاثیر اور واضح ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہمیں اصطلاحات اور فنی پیچیدگیاں نظر نہیں آئیں گی' بلکہ دل میں گھر کر جانے والی عام فہم باتیں' ہر روز ہونے والے مشاہدات اور صاف صاف نشانیاں دکھائی دیں گی۔ جن سے عالم و فاضل اور جاہل و ان پڑھ اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ مذکورۃ الصدر آیات میں بھی قدرت الٰہیہ کی نشانیاں بیان کر کے ان پر غور و فکر اور تدبر و تفکر کی دعوت دی جا رہی ہے کہ اے لوگو! تم ہر روز مشرق کے افق پر سورج کو طلوع ہوتا ہوا دیکھتے ہو۔ جب وہ روشن ہوتا ہے تو سارا جہان جگمگا اٹھتا ہے اور زندگی کی حرارت ہر شئے کے رگ و پے میں سرایت کر جاتی ہے۔ پھر وہ آفتاب اپنے مقرر کردہ راستے سے گزرتے ہوئے شام کے وقت مغرب کے افق میں ڈوب جاتا ہے۔ اے زمین پر بسنے والے انسانو! تمہیں ہر شام نظر آتا ہے کہ آسمان پر چاند اپنی کرنیں بکھیرتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور اپنے مقرر راہ سے ہوتے ہوئے صبح کو سورج کیلئے افق کو خالی کر دیتا ہے۔ سورج اور چاند عرصہ دراز سے گردش میں مصروف ہیں اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ چاند کے وقت سورج اور سورج کے وقت چاند طلوع ہو گیا ہو۔ یا دونوں میں سے کوئی اپنے مقرر وقت سے لیٹ ہو گیا ہو، یا راستہ بھول گیا ہو، یا دونوں آپس میں ٹکرا گئے ہوں۔ جب کائنات کی ہر چیز یہاں تک کہ چاند سورج جیسی عظیم اشیاء اپنی اپنی مقرر کردہ حدود میں محو خرام ہیں تو کیا اس سے واضح نہیں ہوتا کہ اس کائنات کے نظام کو چلانے والا اور اسے کنٹرول کرنے والا صرف اور صرف اللہ رب العالمین ہی ہے۔ سورت یٰسین کی اگلی آیت اور اس کا ترجمہ سمجھیں تو بات مزید روشن ہو جائے گی۔

﴿لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝﴾

''سورج اور چاند کی مجال نہیں کہ وہ چاند کو (پیچھے سے) پکڑ لے اور نہ رات کی طاقت ہے کہ دن سے آگے نکل جائے۔ وہ سب کے سب اپنے اپنے فلک میں تیر رہے ہیں۔''

آگے بڑھنے سے پہلے قرآن حکیم کے سترہویں (۱۷) پارے کی آیت کے الفاظ اور ترجمے پر بھی غور فرمالیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝﴾ (انبیاء:۳۳)

''اور (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے دن اور رات کو اور سورج اور چاند کو پیدا فرمایا۔ سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔''

آٹھویں نشانی

ان آیات طیبات ومقدسات میں خالق کائنات نے اپنی قدرت کی آٹھویں نشانی ''کشتی'' کو قرار دیا ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہاں کشتی سے مراد جناب نوح علیہ السلام کی کشتی ہے۔ اور ذریت سے مراد اس کشتی کے سواروں کی نسل ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(تفسیر مظہری مترجم ٗصفحہ ۵۴۹ ٗ جلد ۹)

بقول بعض ہر کشتی مراد ہے۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ انسان کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ کہ اے انسان ! اگر تجھے ابھی تک میری قدرت کاملہ کا مفہوم سمجھ نہیں آیا تو اس امر پر غور کر کہ میں نے نہ صرف حیوانات ٗ نباتات ٗ جمادات کو تیرے لئے مسخر کیا ہے بلکہ سمندروں اور دریاؤں کو بھی تیرا تابع بنادیا ہے۔ کہ تم اس میں کشتیاں چلاتے اور ایک ملک سے دوسرے ملک کا سفر طے کرتے ہو۔ نیز اپنا بھاری سامان بھی انہی کشتیوں کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے ہو۔ پھر فرمایا کہ ہم نے صرف تمہیں کشتیاں بنانے اور چلانے کی صلاحیت سے ہی نہیں نوازا بلکہ اس طرح کی اور سواریاں بنانے کی توفیق وصلاحیت بھی عطاء فرمائی ہے۔

موجودہ دور میں بادبانی کشتیاں ٗ بھاپ سے چلنے والے سٹیمر ٗ طیارہ بردار جہاز اور آبدوزیں ٗ حقیقت میں کشتی ہی کی ترقی یافتہ شکلیں اور صورتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورت یٰسین میں ان ایجادات اور سواریوں کو اپنی قدرت کی نشانیاں قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝﴾

''اور ان کیلئے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو ایک کشتی میں سوار کیا جو بھری ہوئی تھی۔ اور ہم نے ان کیلئے اس کشتی کی مانند اور چیزیں بھی پیدا فرمائیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔''

پھر رب کائنات نے اپنے اختیارات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ نہ سمجھو کہ یہ مضبوط کشتیاں اور بڑے بڑے جہاز اب غرق اور تباہ و برباد نہیں ہونگے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم کسی کو ڈبونے پہ آئیں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے بچا نہیں سکتی اور جب ہم کسی کو بچانے کا فیصلہ کرلیں تو دنیا کی تمام طاقتیں جمع ہو کر بھی اس کا کوئی نقصان نہیں کرسکتیں۔ فرمایا:

﴿وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ۝﴾

''اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں پھر کوئی ان کی فریاد سننے والا نہ ہو اور نہ وہ بچائے جا سکیں۔ سوائے اس کے کہ ہم ان پر اپنی رحمت فرمائیں اور انہیں ایک وقت تک لطف اندوز ہونے دیں۔''

کشتیاں پار کون لگاتا ہے

سورت یٰسین کی ان آیات سے واضح ہو گیا کہ کشتیاں پار لگانا صرف اور صرف اللہ احکم الحاکمین کا ہی کام ہے۔ اس کے علاوہ کوئی کشتیوں کو پار نہیں لگا سکتا اور اس کے سوا کوئی کسی کی بگڑی نہیں بنا سکتا۔ موجودہ دور کے بعض غلو پسندوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا غیروں کو بھی اس اختیار کا مالک سمجھ رکھا ہے۔ اور غیر اللہ کا نام لے لے کر آوازیں لگاتے اور نعرے مارتے ہیں۔ کہ فلاں سرکار! میری کشتی پار لگا دینا۔ یہ نظریہ سراسر شرکیہ، کھلی گمراہی اور توحید الٰہی کا انکار ہے۔

سورت یٰسین ہمیں یہ سبق سکھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کی بگڑی نہیں بنا سکتا اور کوئی کسی کی کشتی کو پار نہیں لگا سکتا۔ اسی لئے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

اے خالق کل اے مالک کل اے حاکم کل اے رازق کل
سُبحان ہے تو رحمان ہے تو کوئی تیری صفتیں پا نہ سکا
یونس نے کہا تھا اے اللہ اور بیٹھ گیا تھا کشتی میں
پر تیرا حکم بھی ٹل نہ سکا وہ خود کو پار لگا نہ سکا
جسے تو ہی ڈبونے پہ آئے ہے کون جو اس کو پار کرے
مجبور رہا محبوب تیرا کشتی میں پسر کو بٹھا نہ سکا
بادل پہ حکومت ہے تیری جب حکم ہوا مینہ برسا
اے مالک ابر سے تیرے سوا اک بوند بھی کوئی گرا نہ سکا

سورت یٰسین جو قرآن کا دل ہے۔ اس کی کیسٹیں آپ ہر روز صبح دکانوں پر لگانا باعث برکت سمجھتے ہیں۔ اس کے معانی اور مفاہیم کو بھی سمجھنے اور اس کے مطابق عقیدہ اور عمل بنانے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی کوشش کریں۔ سورت یٰسین کی آیات نے تو شرک کی جڑ کاٹ دی ہے اور واضح فرمادیا ہے کہ دن کا چڑھانا' رات کا لانا' سورج کا طلوع و غروب کرنا' چاند کا نکالنا' اسے بڑا اور چھوٹا کرنا۔ پھر اسے آخر تک پہنچانا' زمین سے نباتات کا اگانا بارش کا برسانا' رزق دینا' شفاء بخشنا' زندگی عطاء کرنا' موت سے دوچار کرنا' کشتیاں ڈبونا اور انہیں پار لگانا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ کوئی دوسرا ان اختیارات میں اُس کا ساجھی اور شریک نہیں ہے۔ اور اسے کوئی کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا وہ۔ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ اور عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ ہے وہ جسے بچانے کا فیصلہ کر لے اس کے لئے اسباب کا ہونا یا نہ ہونا رکاوٹ نہیں ہوتا اور جسے ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لے اس کے تمام اسباب دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور وہ تباہی کا شکار ہو جاتا ہے۔

بھائیو! توحید کا مسئلہ اسلام کی بنیاد اور دین کی اساس ہے اگر اس میں شرک کی ملاوٹ کر دی جائے تو پھر انسان دنیا اور آخرت میں کامیاب و کامران نہیں ہو سکتا اور اگر عقیدہ صحیح اور توحید پر پختہ یقین اور کامل ایمان ہو تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ اعمال کی کوتاہیاں معاف کر کے جنت کا داخلہ نصیب فرما دے۔ فرمان الٰہی ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا۝﴾ (نساء:۱۱۶)

''اللہ تعالیٰ یہ گناہ نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے بخش دے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا تو تحقیق وہ دور کا گمراہ ہو گیا۔''

اللہ رب العالمین کی توحید کے دلائل اور اس کی قدرت کی نشانیوں کی تفصیل خاصی طویل اور اس موضوع پر قرآنی آیات اور احادیث رسول ﷺ کی اتنی کثرت ہے کہ انہیں ایک مضمون میں سمونا ازحد مشکل بلکہ ناممکن ہے آخر میں ہم اس موضوع پر مولانا الطاف حسین حالی رحمہ اللہ تعالیٰ کے چند اشعار پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اُس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اُس کے آگے جھکاؤ
اسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم
اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم
اسی کی طلب میں مرو گر مرو تم
مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کی بڑائی

سورت یٰسین کی زیر خطبہ آیات مقدسات میں بھی اسی بات کو بالوضاحت و الصراحت بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ سب کو اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خطبہ: ۸

قیامت کا حادثہ فاجعہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

﴿وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَمَا خَلْفَکُمْ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ○ وَمَا تَاْتِیْھِمْ مِّنْ اٰیَةٍ مِّنْ اٰیَاتِ رَبِّھِمْ اِلَّا کَانُوْا عَنْھَا مُعْرِضِیْنَ○ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْیَشَآءُ اللّٰہُ اَطْعَمَہٗ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ○ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ○ مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُھُمْ وَھُمْ یَخِصِّمُوْنَ○ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّلَا اِلٰی اَھْلِھِمْ یَرْجِعُوْنَ○﴾ (یٰسین:۴۵تا۵۰)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے۔ کہ ڈرو اس (عذاب) سے جو تمہارے سامنے ہے۔ اور جو تمہارے پیچھے ہے۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس کوئی نشانی نہیں آتی۔ مگر وہ اس سے روگردانی کرنے لگتے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے' کہ اس مال میں سے خرچ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے۔ تو کافر لوگ اہل ایمان سے کہتے ہیں۔ کہ کیا ہم انہیں کھانا کھلائیں؟ جنہیں اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود کھلا دیتا۔ نہیں ہو تم مگر کھلی گمراہی میں۔ اور کافر کہتے ہیں۔ کہ یہ وعدہ کب آئے گا؟ (اس کو مقرر وقت بتاؤ) اگر تم سچے ہو۔ یہ لوگ انتظار نہیں کر رہے مگر ایک گرج کا' جو (اچانک) انہیں دبوچ لے گی۔ اور یہ بحث مباحثہ کر رہے ہونگے۔ پس (اس وقت) نہ تو وہ کوئی وصیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر سکیں گے اور نہ ہی اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر آ سکیں گے۔"

ہر قسم کی حمد و ثنا' خالق ارض و سماء اللہ جل و علیٰ کیلئے ہے۔ جو ارحم الراحمین' احسن الخالقین اور رب العالمین ہے۔ جس نے اپنی تمام مخلوق کیلئے ان کی حسب ضرورت رزق کا انتظام فرما رکھا ہے۔ اور حصول رزق کے مختلف اسباب و ذرائع پیدا فرما دیئے ہیں۔ مگر وہ خود ان ذرائع' اسباب و علل کا پابند نہیں ہے۔ وہ ہر چیز کا مالک اور بے اسباب رزق عطاء فرمانے پر قادر ہے۔ اس کے حکم سے قیامت کا آنا یقینی اور لازمی ہے۔ اور اس کے سوا قیامت کے وقت کو کوئی جاننے والا نہیں ہے۔

رب تعالیٰ کی تعریف و تسبیح کے بعد ریت کے ذرات اور بارش کے قطرات سے بہت زیادہ درود و سلام' رہبر اعظم' سید عالم' پیغمبر معظم' خطیب الانبیاء' سرچشمہ رشد و ہدیٰ' صاحب قاب قوسین او ادنیٰ اور امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اطہر و اقدس پر جنہیں رب کائنات نے ہادی کائنات بنا کر مبعوث فرمایا اور انہوں نے رب العزت کے تمام احکام کو بالوضاحت و الصراحت' اپنی امت تک پہنچایا اور ان احکام اسلام کی تبلیغ و اشاعت کیلئے بے انتہا مصائب اور بے پناہ مظالم کو خندہ پیشانی سے قبول فرمایا اور انسانیت کی اصلاح کا فریضہ کما حقہ' سرانجام دے کر دین کی نشر و اشاعت اور تبلیغ کا کام امت کے سپرد کر کے خود بارگاہ رب العالمین کی طرف کوچ فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ))

ربط آیات

آپ گذشتہ کئی خطبات جمعہ میں قرآن حکیم کی عظیم البرکت سورت یٰسین کی تشریح و تفسیر اور توضیح و تذکیر سماعت فرما رہے ہیں۔ اور پچھلے خطبہ جمعہ المبارک میں توحید خداوندی کے دلائل اور قدرت الٰہی کی نشانیاں اور رب کائنات کے اختیارات کی آیات کا تذکرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے بات اس مقام پر پہنچی تھی۔ کہ بگڑی بنانا' شفا عطاء فرمانا اور کشتیاں پار لگانا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔

آپ کیلئے یہ بات شائد حیرانی اور تعجب کا باعث ہو کہ مشرکین عرب جو بتوں کے پجاری اور لات وعزیٰ کو الٰہی اختیارات کا مالک گردانتے تھے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا متعدد معبود بنا رکھے تھے۔ ان کا نظریہ اور عقیدہ بھی یہی تھا کہ بھنور میں پھنسی ہوئی کشتی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پار نہیں لگا سکتا اور اگر ان کی کشتیاں طوفان میں گھر جاتیں اور بچاؤ کی تمام تدبیریں ناکام ہو جاتیں۔ تو اس وقت مشرکین مکہ بھی خالص اللہ تعالیٰ کو پکارتے اور اسی سے مدد کا سوال کرتے تھے۔ جب رب السموات والارض انہیں اس مصیبت سے نجات اور رہائی عطاء فرما دیتا تو وہ پھر اس کے ساتھ دوسروں کو شریک بنانا شروع کر دیتے۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ○ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ○﴾ (عنکبوت:۶۵)

"پس جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص اللہ تعالیٰ کو اس کی اطاعت کا عقیدہ رکھتے ہوئے پکارتے ہیں۔ پس جب وہ انہیں خشکی کی طرف نجات عطاء فرما دیتا ہے تو وہ پھر شرک کرنا شروع کر دیتے ہیں۔"

آپ موجودہ دور کے مشرکین اور آپ ﷺ کے زمانے کے مشرکین کا تقابل کریں۔ تو حیرانی کی کوئی حد نہ ہوگی۔ کہ مشرکین مکہ تو ڈوبتی کشتی کو کنارے لگوانے کیلئے خالص اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے۔ مگر آج کا نام نہاد مسلمان ہچکولے کھاتی ہوئی کشتی کو بچانے کیلئے رب کو پکارنے کی بجائے یہ نعرہ لگاتا ہے..... یا بہاؤ الحق بیڑا دھک..... یا معین چشتی' پار لگا دے میری کشتی..... پھر میں کیوں نہ کہوں کہ آج کے بعض مسلمانوں کا عقیدہ' مکے کے مشرکوں کے عقیدے سے بھی برا اور بدتر ہے۔ کہ یہ دریا کی موجوں میں بھی غیر اللہ کو پکارتے ہیں اور جب بچ جاتے ہیں۔ تو غیر اللہ کے نام کی نذریں' نیازیں اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ گویا انہیں طوفان سے بچانے والا اللہ نہیں بلکہ دوسرے بزرگ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوجہل کے بیٹے کا قبول اسلام

رسول اللہ ﷺ کے دشمن ابوجہل کا بیٹا عکرمہ ان نیک سرشت لوگوں میں سے ایک تھا۔ جسے محض اسی وجہ سے قبول اسلام کی سعادت نصیب ہوئی کہ اس نے دیکھا کہ مشرکین عرب کشتیوں کی سلامتی کیلئے تو خالص اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں۔ مگر نجات حاصل کرنے کے بعد پھر غیروں کے نعرے لگانا اور انہیں حاجت روا سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہوا یوں کہ فتح مکہ کے بعد دشمنان اسلام کی قوتیں ٹوٹ گئیں۔ اور مکہ اور اطراف مکہ کے قبائل جوق در جوق اور فوج در فوج دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ تو چند معاندین اسلام کو اہل اسلام کی کامیابی اور پذیرائی برداشت نہ ہوئی بلکہ ایک آنکھ نہ بھائی تو انہوں نے مکہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ رہائش اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ عکرمہ بن ابی جہل بھی ایسے ہی مخالفین اسلام میں سے ایک تھے۔ چنانچہ وہ یمن جانے کی غرض سے مکہ سے بھاگے اور یمن جانے کیلئے کشتی میں سوار ہوئے۔ ادھر مکہ مکرمہ میں عکرمہ کی بیوی آپ ﷺ کے دست حق پرست پر مشرف باسلام ہو گئیں اور رحمت عالم ﷺ سے اپنے شوہر کی جان کی امان لے کر ان کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئیں۔ ادھر بیوی انہیں تلاش کرتی پھر رہی تھی۔ ادھر عکرمہ کی ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور سبب پیدا فرما دیا اور وہ یہ کہ جب عکرمہ کشتی میں سوار ہوئے تو لات وعزیٰ کا نعرہ لگایا۔ دوسرے ساتھیوں اور ملاح نے کہا اے عکرمہ! یہاں لات وعزیٰ کام نہیں آتے۔ یہاں تو صرف اور صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کو پکارنا چاہیے۔ کیونکہ کشتیوں کو پار لگانا' ان کی حفاظت کرنا اور سلامتی سے کنارے پہنچانا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ ساتھیوں کی اس بات سے عکرمہ کے دل پر ایسی چوٹ لگی اور وہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ جو معبود دریا میں کام نہیں آ سکتے وہ خشکی میں کیسے حاجت روائی کر سکتے ہیں۔ لہٰذا جو اللہ رب العالمین بحر میں مشکل کشا ہے وہی بر میں بھی حاجت روا ہے۔ عکرمہ نے دل ہی دل میں سوچا کہ ہمارا "محمد ﷺ" سے بھی تو یہی جھگڑا ہے اور جو بات ملاح اور ساتھی کہہ رہے ہیں۔ اسی بات کی دعوت محمد ﷺ دیتے ہیں۔ کہ بگڑی بنانا' کشتیاں پار لگانا اور مشکل کشائی فرمانا صرف اور صرف خالق حقیقی کا کام ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عکرمہ بن ابی جہل نے فیصلہ کیا کہ مجھے واپس لوٹ کر ''دربار مصطفیٰ'' میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ وہ راستہ سے ہی واپس آ گئے۔ ابھی وہ مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ کہ ان کی بیوی' جو انہیں تلاش کرتی پھر رہی تھی سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے کہا۔ اے عکرمہ! میں ایک ایسے انسان (محمد ﷺ) کے پاس سے آ رہی ہوں جو سب سے نیک' سب سے بہتر اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہے۔ اور یاد رکھو کہ میں نے اس رحمت عالم ﷺ سے تمہارے لئے امان حاصل کر لی ہے اور تمہاری جان بخشی کروالی ہے۔

بیوی کی یہ باتیں عکرمہ کیلئے مزید تسلی و تشفی کا سبب ہوئیں اور آپ ﷺ کی شفقت' محبت' مروت اور صلہ رحمی نے اسے بے حد متاثر کیا اور بیوی کے ہمراہ سیدھا دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں ہی تشریف فرما تھے۔ آپ نے عکرمہ کو آتے دیکھا تو فرط مسرت سے اچھل پڑے اور عکرمہ کا استقبال کرتے ہوئے زبان مبارک سے فرمایا:

((مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ))

''اے پردیسی سوار! ہم تجھے خوش آمدید کہتے ہیں۔''

عکرمہ نے بصد ادب واحترام عرض کی آقا! مجھے میری بیوی کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے۔ ناطق وحی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے محبت بھرے لہجے میں فرمایا۔ عکرمہ! تیری بیوی نے سچ کہا ہے۔ ہماری طرف سے تم مامون ومصئون ہو۔ عکرمہ جو ابوجہل جیسے دشمن اسلام' مخالف اسلام' اور نبی کریم ﷺ کے سب سے بڑے حریف کا بیٹا تھا۔۔۔۔ نبی اکرم' رحمت عالم' جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے رحم و کرم' عفو و درگزر اور لطف و مہربانی سے ایسا متاثر ہوا کہ فرط ندامت سے سر جھکا لیا۔ اور نظریں نیچی کر کے اسلام اور صاحب اسلام کی صداقت اور حقانیت کا اعتراف کرتے ہوئے اعلان کیا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ آپ نے عکرمہ کو توحید الٰہی' رسالت محمدی اور عقیدہ آخرت کی تعلیم دی اور بہ نہایت محبت والفت اپنے سب سے بڑے دشمن اور دشمن کے بیٹے کو صحابہ کرام کی صف میں بٹھا لیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامعین باتمکین! عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ مشرکین عرب بھی جانتے اور مانتے تھے کہ کشتیاں پار لگانا صرف اللہ احکم الحاکمین کا ہی کام ہے اور اسی بات نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کے دل میں انقلاب بر پا کر دیا اور وہ کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ یہی بات گذشتہ خطبہ کی آخری آیت میں وضاحت سے بیان کی گئی ہے:

﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝﴾

''اور ان کیلئے ایک نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو ایک بھری ہوئی کشتی میں اٹھایا اور ہم نے ان کیلئے اس کشتی جیسی اور چیزیں پیدا فرمائیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں۔ پس کوئی ان کی فریاد کو پہنچنے والا نہ ہو اور نہ ہی انہیں چھڑایا جا سکے۔ مگر ہماری طرف سے رحمت ہے اور ایک وقت تک فائدہ اٹھانے کا سامان ہے۔''

کفار کو نصیحت

سورت یٰسین کی زیر خطبہ آیات مقدسات میں سے پہلی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے کافروں، مشرکوں اور بے ایمانوں کی ضد، تعصب، ہٹ دھرمی، سرکشی، بے سمجھی، عناد، تکبر، فخر، غرور اور احکام الٰہی سے روگردانی کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ جب انہیں از راہ نصیحت یہ بات سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کہ یہ دنیا عارضی اور فانی ہے۔ یہاں ہر شخص کیلئے موت کا وقت مقرر اور متعین ہے۔ ہر ذی روح، موت کی آغوش میں جانے والا ہے۔ پھر قیامت برپا ہو گی۔ حساب کتاب کی منزل آئے گی۔ وہاں عدل وانصاف کے فیصلے ہوں گے۔ اور اذن الٰہی کے بغیر کسی کی شفاعت وسفارش قبول نہ کی جائے گی۔ تم اس دن کی پکڑ، ذلت اور عذاب سے ڈر جاؤ، خدا کا خوف کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور ذرا غور کرو کہ دار فانی میں رہ کر تم نے دار الخلد کیلئے کیا کمایا ہے؟ جو اعمال تم کر رہے ہو۔ ان کے نتائج اور انجام کو سوچو کہ ان عقائد و اعمال کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ اور یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ اگر تم نے آخرت کیلئے نیک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعمال کئے اور اچھے اعمال و آثار و نشانات دنیا میں چھوڑ کر گئے تو تمہیں ان کا اجر و ثواب ملے گا اور اگر برے اعمال کا ذخیرہ کیا اور اپنے پیچھے بھی برے آثار چھوڑ کر فوت ہوئے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ تمہیں آخرت میں سزا اور عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ وہاں تم کف افسوس ملو گے۔ اظہار ندامت کرو گے۔ معذرت خواہ ہو گے۔ معافی کا سوال کرو گے۔ مگر عمل کا وقت ختم ہو چکا ہو گا اور جزائے عمل کی منزل آ چکی ہو گی۔ اس لئے وہاں تمہارا پشیمان ہونا تمہارے کسی کام نہ آ سکے گا اور تم عذاب الیم سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکو گے۔

فرمایا! ابھی وقت ہے۔ ہوش کے ناخن لو اور سنبھل جاؤ۔ اگر تم نے ساری عمر فسق و فجور، نافرمانی، عصیاں، سرکشی اور گناہوں میں گزار دی ہے تو اب آ جاؤ۔ رب تعالیٰ کا در رحمت وا ہے۔ اس کی جناب میں حاضر ہو کر تائب ہو جاؤ۔ معافی مانگ لو وہ رؤف و کریم اور غفور الرحیم ہے۔ وہ تمہارے گناہوں پر عفو کی قلم پھیر دے گا۔ تمہاری خطائیں مٹا دے گا۔ تم اس کے دروازے پر آؤ تو سہی۔ اپنی آنکھوں سے شرمندگی کے چند آنسو بہا کر زندگی بھر کے گناہوں کی معافی طلب کرنا تمہارا کام ہے اور تمہارے بے شمار گناہوں کو معاف کر دینا رب کا کام ہے۔ بقول اقبال رب تعالیٰ خود فرماتا ہے:

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے راہ رو منزل ہی نہیں

سورت یٰسین میں اللہ تعالیٰ کے اسی عفو عام کو معجزانہ اختصار اور بلیغانہ ایجاز کے ساتھ یوں بیان فرمایا گیا ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝﴾

''اور جب ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ ڈرو (بچو) اس چیز سے جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

گویا رحمت الٰہی گناہ گاروں کو تلاش کر رہی ہے۔ کہ اے گناہوں کا بوجھ اٹھائے پھرنے والے انسانوں! آخرت کا فکر کرنا تمہارا کام ہے۔ اور تمہیں اپنی رحمت کی لپیٹ میں لے لینا رب کا کام ہے لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گناہ گاروں کی تلاش

یوں تو رحمت کے کئی مفہوم اور معانی ہیں۔ (جنہیں ہم نے اپنی کتاب ''خطبات سورۃ مریم'' میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے) مگر گناہوں کی بخشش' مغفرت اور معافی تو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (زمر:۵۳)

''اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتیاں کی ہیں۔ (یعنی گناہ کیے ہیں) تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ' یقیناً اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں عمر بھر اپنی جان پر زیادتیاں کرنے والوں' شب و روز فسق و فجور میں مصروف رہنے والوں اور کفر و شرک کا ارتکاب کرنے والوں کو ''نوید رحمت'' سنائی جارہی ہے۔ کہ آؤ! میری رحمت کا دروازہ کھلا ہے۔ اگر تم اب بھی صدق دل سے توبہ کر کے آئندہ گناہ نہ کرنے کا وعدہ کر کے مجھ سے بخشش کا سوال کرو گے تو تمہیں مایوس نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ لاتعداد اور بے شمار گناہوں کو معاف کر کے تمہیں جہنم سے آزاد کرنے کا اعلان کر دیا جائے گا بقول شاعر ؏

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا
پر تو نے بھی دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

کفار کی روگردانی

اگلی آیت میں رب العالمین کی اس زوردار نصیحت پر کفار و مشرکین کے ردعمل کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ وہ ظالم' فاسق' فاجر اور مشرک اپنی ضد اور مخالفت میں اس قدر آگے جا چکے ہیں کہ ان پر کوئی پند و نصیحت اثر انداز نہیں ہوتی بلکہ جب بھی انہیں قدرت کے نشانات پر غور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وفکر کرنے' اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے' کفر و شرک کو چھوڑنے اور توحید و رسالت کے عقیدہ کو اختیار کرنے کا درس دیا جاتا ہے تو بجائے احکام الٰہی کو قبول کرنے' اس دلیل' حکم' معجزہ' نشانی اور آیت کو تسلیم کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کے وہ الٹا ان آیات و معجزات اور دلائل و براہین کا مذاق اڑاتے' استہزاء کرتے اور اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا تَأْتِيهِمْ مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ﴾

''اور ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ان کے پاس نہیں آتی مگر وہ اس سے روگردانی کرتے ہیں۔''

یعنی ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مشرکین و کافرین رسول اللہ ﷺ کے معجزات اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو دیکھ اور سن کر انہیں حق تسلیم کرتے اور قبول اسلام کی سعادت حاصل کر لیتے مگر ان نافرمانوں کو یہ پسند نہیں کہ جس تاریکی اور اندھیرے سے ان کی آنکھیں مانوس ہو چکی ہیں وہ اجالے اور روشنی سے بدل جائے اور ان کے پاس ان واضح دلائل اور مسکت براہین کا کوئی معقول جواب تو ہے نہیں۔ اس لئے وہ ان آیات و دلائل میں غور و فکر بھی گوارا نہیں کرتے بلکہ باطل سے چمٹے ہوئے ہیں۔ اور اسے اپنے آباؤ اجداد کا مذہب کہہ کر اپنے آپ مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن حکیم کے ساتویں سپارے میں بھی انہیں الفاظ کے ساتھ کفار کی یہ حالت بیان کی گئی ہے:

﴿وَمَا تَأْتِيهِمْ مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ﴾ (انعام:۴)

''اور ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ان کے پاس نہیں آتی مگر وہ اس سے منہ پھیرنے والے ہو جاتے ہیں۔''

قرآن حکیم کے تیرھویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے کفار کی اسی ضد' تشدد اور ہٹ دھرمی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اے پیغمبر ﷺ! ان کافروں کا اپنے کفر و شرک پر اڑے رہنا' اس بناء پر نہیں ہے کہ ان کے سامنے توحید الٰہی کی کوئی روشن دلیل پیش نہیں کی گئی یا آپ کی تبلیغی مساعی اور اشاعت اسلام کی کوششوں میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ توحید خداوندی کی روشن دلیلیں تو زمین و آسمان میں بکھری پڑی ہیں۔ وہ مشرکین و کافرین ان واضح دلائل اور آیات بینات کو دیکھتے بھی ہیں مگر دانستہ ان سے روگردانی اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اعراض کرتے ہیں اور اصل بات یہ ہے۔ کہ ان کی ضد' ہٹ دھرمی' روگردانی اور اعراض حق کی وجہ سے ان ازلی بدبختوں اور ابدی بدنصیبوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ فرمان ربانی ہے:

﴿وَكَأَيِّنْ مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ﴾ (یوسف:۱۰۵)

''اور زمین و آسمان میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر یہ گزرتے ہیں۔ اور ان سے روگردانی کرتے ہیں۔''

سرمایہ دارانہ ذہنیت

سورت یٰسین کی آیت نمبر ۴۷ میں رب کائنات نے مغرور دولت مند' متکبر مالدار اور خودغرض لوگوں کی ذہنیت' خیالات' جذبات اور ان کے برے اقوال کا ذکر فرماتے ہوئے کہا ہے۔ کہ جب ایسے دولتمند طبقے کو تلقین اور نصیحت کی جاتی ہے۔ کہ خالق کائنات کے عطا کردہ رزق میں سے اس کے مفلس' نادار اور غریب بندوں پر کچھ خرچ کرو' کیونکہ تمہارے مال میں اللہ تعالیٰ نے ان کا حصہ رکھا ہے۔ لہٰذا تمہارا فرض ہے۔ کہ تم اپنے مال اور سرمائے میں سے غرباء و مساکین کا حق ان کے سپرد کردو۔ تو وہ یہ بات کرنے والوں اور انفاق کی دعوت دینے والوں کا بڑی ڈھٹائی اور بے حیائی سے مذاق اڑاتے ہیں۔ اور اپنے سرمائے پر فخر و غرور اور تکبر و نخوت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جن لوگوں کو رب تعالیٰ نے مفلسی اور تنگدستی کے عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے اور اس نے انہیں محتاج رکھنا ہی پسند کیا ہے۔ تو ہم انہیں مالدار اور صاحب جائیداد کس طرح بنا سکتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہماری طرح انہیں بھی مال و دولت عطا فرما دیتا۔ جب اس نے خود ہی انہیں اس نعمت سے محروم کر رکھا ہے اور محتاج بنا رکھا ہے تو بھلا ہم اس کی مرضی کی خلاف ورزی کیسے کر سکتے ہیں۔ اور انہیں مالدار کیسے بنا سکتے ہیں۔ سورت یٰسین میں ان مغروروں کی اس بات کو بلیغانہ اسلوب اور معجزانہ اختصار سے یوں بیان فرمایا گیا ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس مال میں سے خرچ کرو' جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے۔تو کافر اہل ایمان کو کہتے ہیں۔کیا ہم انہیں کھانا کھلائیں کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو انہیں کھلا دیتا۔تم تو صریح گمراہی میں مبتلا ہو۔''

اس آیت کریمہ میں سرمایہ دارانہ ذہنیت کی کتنی صحیح عکاسی کی گئی ہے۔پہلے بھی اس کا یہی حال تھا اور آج بھی اس ذہنیت اور سوچ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔صرف اتنا فرق ہے کہ پہلے چند لوگ اس زہریلی ذہنیت کے مالک تھے اور آج مادی ترقی کے اس دور میں ان کی تعداد بڑھ گئی ہے۔پہلے مروت واحسان اور حسن سلوک کی کوئی جھلک ان لوگوں میں بھی نظر آجاتی تھی۔مگر آج کے مشینی دور نے احساس مروت کو بھی کچل کر رکھ دیا ہے۔

احساس مروّت کو کچل دیتے ہیں آلات

مال ودولت کی والہانہ محبت انسان کو ایسے مقام پر کھڑا کر دیتی ہے۔کہ وہ سیدھی' عام فہم' آسان اور صاف صاف بات کا بھی ایسا الٹا اور ٹیڑھا جواب دیتا ہے کہ سننے والے کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ایسے بدنصیب' نہ تو اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور نہ ہی انہیں اپنے تنگ دست اور خستہ حال بھائیوں کی خدمت کرنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

مشرکین مکہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غرباء اور مساکین پر مال خرچ کرتے ہوئے دیکھتے تو اسی فلسفہ کی بنا پر کہا کرتے تھے۔کہ تم ان محتاجوں پر کیوں خرچ کرتے ہو؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جواباً فرمایا کرتے تھے۔کہ میرے مال میں اللہ تعالیٰ نے ان کا بھی حق رکھا ہے۔لہٰذا میں انہیں ان کا حق دیتا رہوں گا۔قرآن فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝﴾

(المعارج ۲۴ تا ۲۵)

''اور (نیک لوگ وہ ہیں) جن کے مالوں میں سوال کرنے والوں اور محروم لوگوں کیلئے حق مقرر ہے۔''

تم صریح گمراہ ہو

سورت یٰسین کی اس آیت مبارکہ کے آخری حصے میں اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تم صریح گمراہی میں مبتلا ہو) کے بارے میں عام مفسرین کا خیال اور فرمان تو یہی ہے۔ کہ یہ مالدار مشرک و کافر اور متکبر دولت مند کا مقولہ ہے۔ وہ غرباء کی مدد اور تعاون کی دعوت دینے والوں' انفاق فی سبیل اللہ کی رغبت دلانے والوں اور مساکین کا حق ان تک پہنچانے کا درس دینے والوں کو از راہ مذاق کہتے ہیں۔ کہ جنہیں تم مال دینے اور چندہ جمع کر کے ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی تلقین کرتے ہو انہیں رب تعالیٰ نے خود غریب اور مسکین بنا رکھا ہے۔ تم انہیں رقم دے کر مال دار بنانا چاہتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ انہیں بھوکا رکھنا چاہتا ہے۔ لہٰذا اے ناصحین! تم صریح گمراہی میں مبتلا ہو۔

البتہ بعض مفسرین کی رائے یہ بھی ہے کہ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ (تم تو سراسر گمراہی میں مبتلا ہو) مشرکین اور کافرین کا قول نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ یعنی ایسا گمان و خیال کرنے والے مشرکوں' کافروں اور مالداروں پر اللہ تعالیٰ یہ واضح کرنا چاہتا ہے۔ کہ تمہارا یہ قول کھلی ہوئی ضلالت' صریح گمراہی اور رب تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ کیونکہ حقیقت میں رازق تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مگر اس نے رزق رسانی کے مختلف ذرائع اور اسباب مقرر فرما رکھے ہیں۔ جن کے ذریعے وہ ہر ایک کو اس کے حصے کا رزق عطا فرماتا اور پہنچاتا ہے۔ مگر اے لوگو! تم اس کی حکمت کو پوری طرح نہیں جانتے۔ اور ایسی بہکی بہکی باتیں کر کے گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہو۔ (تفسیر روح المعانی صفحہ ۳۰ جز ۲۳)

تقسیم رزق کی حکمت

اللہ احکم الحاکمین نے مخلوق میں رزق کی تقسیم خاص حکمت کے تحت کر رکھی ہے۔ بعض لوگوں کو اس نے اپنی حکمت سے ان کی ضرورت سے کم رزق دے رکھا ہے۔ بعض کو ان کی ضروریات کے مطابق اور بعض کو ان کی ضروریات سے زیادہ رزق عطا فرماتا ہے۔ اس نے مالداروں اور اغنیاء کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ محتاجوں اور مسکینوں کی مدد کریں اور اپنے مال کی زکوٰۃ اور صدقات سے ضرورت مندوں کے ساتھ تعاون کریں۔ غرباء اور مساکین کو اس ذریعے سے رزق پہنچانا بھی حقیقت میں اللہ ہی کی عطاء ہے۔ کہ اس نے امراء کو زکوٰۃ ادا کرنے کا پابند کر دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مال و دولت میں کمی بیشی کی ایک مصلحت اور حکمت یہ بھی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو مال دے کر آزماتا ہے اور کچھ لوگوں کی آزمائش مال و دولت نہ دے کر۔ یا۔ کم دے کر کرتا ہے۔ قرآن حکیم کے سترہویں پارے کی آیت مبارکہ ہے۔

﴿وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً﴾ (انبیاء:۳۵)

''اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی دونوں طریقوں سے آزماتے ہیں۔''

یعنی خالق کائنات اغنیاء کو مال و دولت دے کر آزماتا ہے۔ کہ وہ کس حد تک حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرتے ہیں۔ اور غرباء کو محروم کر کے آزماتا ہے کہ وہ کس حد تک صبر کا مظاہرہ کرتے ہے اور کیا وہ رزق حلال کمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یا۔ حرام طریقے سے مال و دولت جمع کرنے کیلئے چوری ڈاکہ زنی کا پیشہ اختیار کرتے ہیں۔ کچھ انسانوں کو امیر اور کچھ انسانوں کو غریب رکھنے کی ایک حکمت اور مصلحت یہ بھی ہے کہ اس تقسیم پر معیشت کا دارومدار اور انحصار ہے۔ اگر سب لوگوں کو اللہ تعالیٰ مالدار و دولتمند بنا دیتا تو پھر مزدوری کون کرتا؟ کاشتکاری کا کام کون کرنے پر تیار ہوتا اور فیکٹریاں اور کارخانے کیسے چلتے؟ اسی طرح اگر تمام لوگ غریب محتاج' تنگدست اور فاقہ مست ہوتے تو ان کی ضروریات کا بندوبست کہاں سے ہوتا؟ الغرض نظام تمدن کے لئے بھی رزق کی یہ تقسیم اشد ضروری تھی۔ اسی لئے حکیم مطلق اور قادر قیوم نے انسانوں میں کسی کو کارخانے دار بنا دیا اور کسی کو مزدور' کسی کو مالک بنا دیا ہے اور کسی کو مزارع' کسی کو دولت کا مالک بنا دیا ہے اور کسی کو محتاج و تنگدست اور قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقسیم رزق کے فیصلوں کا اعلان ان الفاظ میں کرتا ہے:

﴿اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (عنکبوت:۶۲)

''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے رزق کشادہ فرما دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔''

اس آیت کے آخری جملے۔ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ نے وضاحت فرما دی ہے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کہ دولت کی تقسیم اللہ تعالیٰ کی حکمت کے مطابق کی جاتی ہے اور اس کی حکمت کو تم نہیں جانتے۔ بلکہ اللہ رب العالمین ہی خوب جانتا ہے۔ اگر اللہ رب العالمین ہر انسان کو مال و دولت کی کثرت عطاء فرما دیتا تو لوگ سرکشی' بغاوت اور نافرمانی کو اپنا شعار بنا لیتے' ہر طرف فسق و فجور پھیل جاتا اور روئے زمین پر فتنہ و فساد کے شعلے بھڑک اٹھتے۔ لہٰذا رزق کی یہ تقسیم خالق ارض و سماء کا بہت بڑا احسان ہے کہ وہ ہر شخص کو ایک خاص انداز ے اور مقدار کے مطابق رزق عطاء فرماتا ہے۔ قرآن مجید کی آیت کریمہ ہے:

﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ۝﴾ (شوریٰ:۲۷)

''اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کے لئے رزق کشادہ فرما دیتا تو وہ زمین میں سرکشی کرنے لگتے لیکن وہ ایک اندازے کے مطابق جتنا چاہتا ہے۔ (رزق) اتارتا ہے۔ بلاشبہ وہ اپنے بندوں (کے احوال) سے خوب آگاہ ہے (اور) سب کچھ دیکھنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمارے امراء کو شکر کرنے اور غرباء کو صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مالداروں کو محتاجوں کی مدد کرنے اور ان سے تعاون کرنے کی ہمت اور حوصلہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

قیامت کب آئے گی

آپ ﷺ پر بعض لوگ یہ اعتراض بھی کرتے تھے کہ جس قیامت' حشر اور محاسبہ اعمال کی بات آپ کرتے ہیں۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور وہ ازراہ مذاق واستہزاء یہ بھی کہتے تھے کہ اگر وقوع قیامت کی بات درست ہے تو پھر محمد ﷺ بتائیں کہ وہ کب آئے گی؟ اور وہ اپنے ان غلط نظریات کے پرچار میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے تھے۔ کہ وعدہ قیامت محض جھوٹ اور افتراء ہے۔

سورت یٰسین میں اللہ تعالیٰ نے ان منکرین قیامت کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور کافر کہتے ہیں کہ یہ وعدہ (قیامت) کب آئے گا اگر تم سچے ہو (تو اس کا مقرر وقت بتاؤ)۔''

ان کفار کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ قیامت اس طرح نہیں آئے گی۔ کہ پہلے اس کی آمد کا اعلان کیا جائے کہ فلاں تاریخ کو اتنے بج کر اتنے منٹ پر قیامت برپا ہوگی اور کائنات کا نظام درہم برہم کر دیا جائے گا۔ بلکہ لوگ اپنے کام میں مصروف و مشغول ہوں گے۔ دوکاندار اپنی دوکانداری کر رہے ہوں گے اور کسی کو قیامت کے آنے کا وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔ کہ اچانک حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بارگاہ رب العزت سے اذن حاصل ہوگا۔ وہ حکم ربانی کی تعمیل میں صور پھونکیں گے۔ جس سے ایک ہولناک کڑک اور چیخ ہر طرف پھیل جائے گی۔ بس اس چیخ اور کڑک کو سنتے ہی کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ دوکاندار گھر نہ آ سکے گا۔ کاشتکار کام مکمل نہ کر پائے گا۔ دفتر بھی بند نہ ہوگا۔ بازار کھلے ہوں گے۔ کاروبار زندگی عروج پر ہوگا۔ کہ جہاں کوئی ہے' بس وہیں موت کی آغوش میں چلا جائے گا۔ اسی قیامت کا ذکر کرتے ہوئے سورت یٰسین میں رب تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ﴾

''وہ انتظار نہیں کر رہے مگر ایک گرج کا جو اچانک انہیں پکڑ لے گی جبکہ وہ آپس میں جھگڑ رہے ہونگے۔''

سرور کائنات جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی تشریح کرتے ہوئے اور قیامت کی اچانک آمد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کپڑا بیچنے والا' اپنی دکان پر گاہک کو کپڑا پسند کروا رہا ہوگا۔ بھاؤ اور قیمت کے بارے میں بحث مباحثہ جاری ہوگا۔ گاہک قیمت میں میں کمی کا مطالبہ کر رہا ہوگا۔ اور دکاندار اسی قیمت پر اصرار کر رہا ہوگا کہ اچانک دونوں پر موت طاری ہو جائے گی اور ہادی برحق ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی اپنے جانوروں کو پانی پلانے کیلئے حوض درست کر رہا ہوگا۔ اسکے کناروں کی مرمت کر رہا ہوگا۔ ابھی جانور حوض پر نہ پہنچیں گے کہ اچانک اس کے کانوں میں۔ صَيْحَةً وَاحِدَةً گرج دار آواز پڑھے گی جس کی دہشت سے وہ اسی جگہ مر جائے گا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پھر فرمایا کوئی آدمی کسی چیز کو تول رہا ہوگا۔ ترازو میں چیز ڈال کر ابھی تولنے کیلئے اوپر نہ اٹھا سکے گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔ اسی طرح ایک انسان کھانا کھا رہا ہوگا وہ منہ میں ڈالنے کیلئے لقمہ توڑے گا۔ اسے منہ میں ڈالے گا مگر چبا کر نگل نہ سکے گا کہ اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے کی آواز سنے گا اور فوراً ہی اپنی جان' جان آفرین کے حوالے کر دے گا۔

امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان حق ترجمان سے نکلے ہوئے الفاظ سُنیے اور خلوص دل سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو قیامت کی سختیوں تلخیوں سے محفوظ فرمائے۔ صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَالرَّجُلَانِ قَدْنَشَرَاثَوْبَهُمَايَتَبَايَعَانِهِ فَلَا يُطْوِيَانِهِ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يُلِيْطُ حَوْضَهُ لِيَسْقِيَ مَاشِيَتَهُ مَا يَسْقِيْهَا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يُخْفِضُ مِيْزَانَهُ وَمَايَرْفَعُهُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يَرْفَعُ أُكْلَتَهُ اِلٰى فِيْهِ فَمَا يَبْتَلِعُهَا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ)) (تفسیر قرطبی صفحہ ۹۳ ج ۱۵)

''قیامت اس حال میں قائم ہوگی کہ دو آدمی کپڑے کی خرید و فروخت کر رہے ہونگے۔ انہوں نے کپڑے کا تھان کھولا ہوا ہوگا۔ وہ اس تھان کو لپیٹ بھی نہ سکیں گے۔ کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔ اور ایک شخص اپنے جانوروں کا پانی پلانے کیلئے حوض کی لپائی اور درستگی کر رہا ہوگا۔ تو مویشیوں کو پانی پلانے سے قبل ہی قیامت آجائے گی۔ ایک آدمی کوئی چیز تول رہا ہوگا۔ اس کے ترازو اوپر اُٹھانے سے پہلے ہی قیامت واقع ہو جائے گی۔ ایک انسان لقمہ منہ میں ڈالے گا مگر چبا نہ کر نگل نہ سکے گا کہ قیامت وقوع پذیر ہو جائے گی۔''

قیامت کی ہولناکی

آپ نے قرآن مجید کی آیات اور آپ ﷺ کی ہدایات پر غور فرمایا کہ ہر کام ادھورا رہ جائے گا۔ کوئی کام مکمل نہ ہو سکے گا۔ کہ ایک گرج دار آواز سن کر کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اس وقت کی ہولناکی سے گھبرا کر انسان اپنے ہوش و حواس قائم نہ رکھ سکے گا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دماغی توازن برقرار نہ رہے گا۔ کوئی یہاں گرا پڑا ہوگا اور کوئی وہاں پڑا ہوگا۔ آیئے! مزید تفصیل کو بھی قرآن حکیم کی آیات سے ہی سمجھنے کی کوشش کریں۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝﴾

(القارعہ: ۱تا۵)

”(قیامت کی) کڑک وہ کڑک کیا ہے؟ اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ کڑک کیا ہے؟ جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہونگے اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی مانند ہونگے۔“

یعنی قیامت کا حادثہ فاجعہ بڑا کربناک اور دلخراش ہوگا۔ کہ وقوع قیامت کے وقت دل ہلانے والی ایسی آواز اور کڑک پیدا ہوگی۔ جس سے اجرام فلکی آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ فلک بوس پہاڑ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائیں گے اور انسانی اجسام یوں فضا میں اُڑیں گے جیسے پروانے اڑ رہے ہوں۔

اس سورت مبارکہ کے اندر استفہامیہ انداز میں قیامت کی ہولنا کی کو بیان فرمایا گیا ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے سوال کیا کہ تم جانتے ہو قیامت کی کڑک کیسی ہیبت ناک ہوگی۔ پھر خود ہی اس کا جواب دیا کہ اس ایک گرج کی وجہ سے انسانوں کی لاشیں پروانوں کی طرح اور پہاڑوں کے پتھر دھنی ہوئی روئی کی طرح فضا میں اڑنا شروع ہو جائیں گے۔

قیامت کو جھٹلانے والے

کفار مکہ قیامت کا انکار کیا کرتے اور قائلین قیامت کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ وہ اس بات کو ماننے کیلئے قطعاً تیار نہ تھے۔ کہ یہ آسمان' یہ زمین' یہ چاند' یہ سورج' یہ ستارے اور یہ نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اور تمام انسان بھی موت کی لپیٹ میں آ جائیں گے اور مرنے کے بعد پھر زندہ کر کے دربار الٰہی میں پیش کیے جائیں گے۔

قرآن حکیم نے کفار کی اس غلط فہمی کا واشگاف الفاظ میں رد فرمایا اور حتمی انداز میں بتا دیا۔ کہ اے منکرین قیامت! تم لاکھ انکار کرو' نہ مانو' حجتیں تلاش کرو' سے عقل کے خلاف

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سمجھو، مگر یاد رکھو، قیامت آ کر رہے گی، تم اپنی تمام طاقتوں اور قوتوں کے باوجود سب مل کر اسے روک نہ سکو گے۔ اور! آج تم جس قیامت کا انکار کر رہے ہو۔ کل جب تم اس کا خود مشاہدہ کرو گے۔ تو اسے جھٹلا نہ سکو گے اور قیامت کی حقیقت کو ماننے بغیر کوئی چارہ نہ ہوگا۔

سورۃ واقعہ کی ابتدائی آیات ہیں۔

﴿اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْۢبَثًّا ۝﴾

''جب قیامت کا واقعہ رونما ہو جائے گا۔ تو اسے کوئی جھٹلانے والا نہیں ہوگا۔ وہ قیامت کسی کو پست کرنے والی کسی کو بلند کرنے والی (ہوگی) جب زمین تھر تھر کانپے گی۔ اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ پس وہ (پہاڑ) غبار بن کر بکھر جائیں گے۔''

سورج اور چاند کی حالت

ان آیات بیّنات سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ قیامت کا آنا یقینی اور اس کی کڑک، گرج اور چیخ انتہائی زوردار اور خوفناک ہوگی۔ قرآن حکیم کے تیسویں پارے میں قیامت کی اسی ہولناکی اور اشیاء کے تغیرات کا ذکر یوں کیا گیا ہے۔ کہ سورج کی کرنیں اس کے گرد لپیٹ دی جائیں گی۔ اس کی روشنی ختم کر دی جائے گی۔ اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا جائے گا۔ اسی طرح ستارے تیزی سے ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر جائیں گے۔ سیارات کا قانون کشش جو ہر ایک ستارے کو اپنے مدار میں روکے ہوئے ہے۔ منسوخ کر دیا جائے گا اور نظام سیارات بھی برباد ہو جائے گا۔ نیز بلند وبالا نظر آنے والے پہاڑ بھی باقی نہیں رہیں گے۔ انہیں ہوا کے جھونکے روئی کے گالوں کی طرح فضا میں اڑائیں گے۔ اور ان مضبوط اور عظیم پہاڑوں کا نام ونشان باقی نہ رہے گا۔ اور انسان کو اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے کوئی شئ یاد نہ ہوگی۔ ہر ایک کو اپنی جان کی فکر ہوگی۔ مگر کوئی شخص اپنے آپ کو قیامت کی ہولناکی سے بچا نہ سکے گا۔ فرمان ربانی ہے:

﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سُیِّرَتْ○ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ○ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ○ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ○﴾ (تکویر ا تا ٦)

''(اس وقت کو یاد کرو) جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔ اور جب ستارے بکھر جائیں گے۔ اور جب پہاڑوں کو اکھیڑ دیا جائے گا۔ اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں بیکار چھوڑ دی جائیں گی۔ اور جب وحشی جانور اکٹھے کیے جائیں گے۔ اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے۔''

انسانوں کی حالت

وقوع قیامت اور اس ہولناک اور عبرت ناک منظر کے بیان کی آیات قرآن حکیم میں بکثرت موجود ہیں۔ مگر ہم اختصار کے مدنظر واپس سورت یٰسین کی زیر بحث آیات کی طرف آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! کہ جب قیامت برپا ہوگی تو جو جہاں ہوگا وہ وہیں ختم ہو جائے گا۔ نہ اسے گھر آنے کی مہلت ملے گی اور نہ ہی اسے کسی قسم کی وصیت کرنے کا وقت دیا جائے گا۔ بلکہ کوئی کسے وصیت کرے گا؟ اس وقت تو سب کی حالت یکساں ہوگی اور کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا۔ سورت یٰسین ہمیں بتلاتی ہے کہ جب قیامت کا حادثہ فاجعہ رونما ہوگا تو:

﴿فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ○﴾

''پس (اس وقت) نہ وہ کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھروں کی طرف لوٹ کر آ سکیں گے۔''

یعنی گاہک کو بازار میں، دکاندار کو دکان میں، کاشتکار کو کھیتوں میں، ملازم کو دفتر میں اور مسافر کو راستے میں ہی موت آ جائے گی۔ کوئی کسی کو دفنانے والا نہ ہوگا۔ کوئی کسی کی موت پر آنسو بہانے والا نہ ہوگا۔ کوئی کسی کو دیکھنے والا اور اس کی اس حالت پر افسوس کرنے والا بھی نہیں ہوگا۔ مولانا محمد حسین شیخوپوری حفظہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کی ہولناکی اور وحشت کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں ع

بہناں نوں چھڈ دتا سکیاں بھراواں نے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یاد نہ کیتا یار دوست آ شناواں نے
سُٹ دتا روندا بچہ جندیاں ماواں نے
پُتّر نوں یاد نئیں کدھر گئی مائی آ
چھٹی آسمانوں سرور احمد نو آئی آ

یہی حقیقت قرآن مجید کے سترہویں سپارے میں یوں بیان کی گئی ہے:

﴿یَا اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ○ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ○﴾

(الحج ۱تا۲)

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈر جاؤ' بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے۔ جس دن تم اس (کی ہولنا کیوں) کو دیکھو گے تو ہر دودھ پلانے والی (ماں) غافل ہو جائے گی اس سے جسے اس نے دودھ پلایا۔ اور ہر حاملہ (قیامت کی دہشت سے) اپنے حمل کو گرا دے گی۔ اور تجھے لوگ نشہ کی حالت میں مست نظر آئیں گے۔ حالانکہ وہ نشہ میں مست نہیں ہونگے اور لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہوگا۔ (لوگ اس کی ہیبت سے خوفزدہ ہونگے)۔"

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے۔ کہ وہ ہم سب کو آخرت کا فکر کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ : ۹

میدان حشر اور اہل جنت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ○ قَالُوْا يَاوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ○ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ○ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ○ اِنَّ اَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فَاكِهُوْنَ○ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلَالٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوْنَ○ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ○ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ○﴾ (یٰسٓ ۵۱ تا ۵۸)

”اور (جب دوبارہ) صور پھونکا جائے گا تو وہ فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف تیزی سے جانے لگیں گے۔ (اور) کہیں گے۔ ہائے افسوس ہم پر ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے اٹھا کھڑا کیا ہے؟ (آواز آئے گی) یہ وہی ہے جس کا رحمان نے وعدہ فرمایا اور رسولوں نے سچ فرمایا تھا۔ وہ تو صرف ایک زور دار چیخ ہوگی پس اچانک وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیے جائیں گے۔ پس آج کسی نفس پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور تمہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر ان اعمال کا جو تم کرتے تھے۔ بے شک اہل جنت آج کے دن اپنے اپنے شغل میں ہشاش بشاش ہونگے۔ وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں مرصع تختوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے۔ وہاں ان کیلئے (لذیذ) پھل ہونگے اور انہیں وہ سب کچھ ملے گا جو وہ طلب کریں گے۔ مہربان پروردگار کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا۔"

ہر قسم کی تعریفات' تحمیدات' تمجیدات' بڑائی' کبریائی' خالق ارض و سماء اللہ احکم الحاکمین کیلئے ہے۔ جس نے صالحین و متقین کیلئے جنت اور مشرکین و کافرین کیلئے جہنم بنائی ہے۔ اللہ رب العالمین کی بے پناہ حمد و ثناء کے بعد ان گنت' لاتعداد' بے حساب و بے شمار درود و سلام سیّد الاتقیاء' امام الانبیاء' شافع روز جزا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر' جن کی اطاعت و فرماں برداری حصول جنت کا ذریعہ اور ان کی نافرمانی دخول جہنم کا سبب ہے۔ کہ بقول شاعر ؎

اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہو تمہی کا
گلے میں پہن لو کرتا محمد ﷺ کی غلامی کا

ربط آیات

سورۃ یٰسین کے پچھلے رکوع میں رب کائنات نے اپنی قدرت کے نشانات اور اپنے اختیارات کی تفصیل بیان کر کے کفار و مشرکین کے مشرکانہ عقیدے کا رد فرمایا۔ اور عقیدۂ آخرت کے بارے میں مخالفین اسلام کے نظریات کی مذمت فرماتے ہوئے' قیامت برپا ہونے کا منظر بھی ذکر فرمایا۔ نیز مشرکین کے چند اعتراضات کے مسکت جوابات بھی دیئے اور یہ وضاحت فرمائی۔ کہ رزق کی تنگی اور وسعت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اس نے اپنے ازلی علم کے مطابق کسی کو مالدار اور کسی کو فقیر بنا دیا ہے۔ بلاشبہ ہر جاندار کا روزی رساں تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مگر اس نے اپنی قدرت کاملہ سے فراہمی رزق کا طریق کار وضع کر رکھا ہے۔ وہ بعض افراد کو بالواسطہ اور بعض کو بلاواسطہ رزق عطاء فرماتا ہے۔ گذشتہ آیات طیبات میں یہ بات بھی بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مختلف طریقوں سے انسانوں کو آزماتا اور ان کا امتحان لیتا ہے۔ کسی کو دولت کی فراوانی سے آزماتا ہے اور کسی کو غربت و افلاس کا شکار کر کے اس کا امتحان لیتا ہے۔ جو لوگ اس کی آزمائشوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر پورا اُترتے ہیں اور فرمانبردار ہوتے ہیں انہیں بہتر جزا عطاء فرماتا ہے اور جو اس کی آزمائش پر پورا نہ اتر سکیں وہ سزا کے حقدار ٹھہرتے ہیں اور اس جزا و سزا کیلئے اس نے قیامت کا دن مقرر کر رکھا ہے۔ اسی ضمن میں کفار و مشرکین کے انکار قیامت کا رد بھی کیا گیا اور قیامت کے بارے میں ان کے استہزاء اور تمسخر کا ذکر بھی ہوا ہے۔ اور رب تعالیٰ نے واضح فرما دیا۔ کہ جب قیامت برپا ہو گی تو پھر کسی کو ذرا بھی مہلت نہ دی جائے گی۔ حتیٰ کہ کوئی شخص نہ وصیت کر سکے گا اور نہ ہی اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر آسکے گا۔ بلکہ وہ جہاں بھی ہو گا۔ وہیں موت کے منہ میں چلا جائے گا اور کوئی ایک دوسرے کو دفنانے اور کفنانے والا بھی نہیں ہو گا۔

﴿فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ۝﴾

گذشتہ خطبہ جمعۃ المبارک میں اس امر کا بیان بھی ہوا کہ لوگ اپنے کاروبار معاملات اور کام کاج میں مصروف و مشغول ہوں گے۔ کہ اچانک قیامت کا حادثہ فاجعہ وقوع پذیر ہو جائے گا اور قیامت کے برپا ہونے کا عمل نفخۂ اُولیٰ یعنی پہلی دفعہ صور پھونکنے سے ہو گا۔ اس صور پھونکنے کی تشریح حدیث شریف میں بھی بیان کی گئی ہے۔ صحابی رسول جناب عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ مَا الصُّوْرُ؟ قَالَ قَرْنٌ يُّنْفَخُ فِيْهِ)) (جامع ترمذی صفحہ ۶۵ جلد ۲ ابواب صفۃ القیامہ)

''ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی صور کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ سینگ (کی شکل کا بگل) ہے۔ جس میں پھونکا جائے گا۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ جناب اسرافیل منہ میں سینگ کی شکل کا ایک بگل تھامے کھڑا ہے۔ اور رب تعالیٰ کے حکم کا منتظر ہے۔ جونہی اسے حکم دیا جائے گا۔ وہ اس میں پھونک مارے گا۔ جس کی آواز سے تمام جاندار ہلاک ہو جائیں گے۔ سورۃ یٰسین کی ان آیات سے واضح ہوتا ہے۔ کہ صور دو مرتبہ پھونکا جائے گا۔ پہلی بار پھونکنے سے ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ جیسا کہ فرمان ربانی ہے۔ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً کہ وہ کفار تو صرف ایک چیخ یعنی نفخۂ اُولیٰ کا انتظار کر رہے ہیں۔ یعنی جونہی جناب اسرافیل کو حکم ہو گا۔ وہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صور پھونکیں گے، جس سے ایک ہولناک کڑک کی آواز پیدا ہوگی اور دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو نظام کائنات تہہ و بالا ہو جائے گا۔ آسمان قائم نہ رہ سکے گا۔ اور زمین بھی باقی نہ رہے گی۔ پہاڑوں کے پتھر روئی کی طرح فضا میں اُڑنے لگیں گے اور انسان جلے ہوئے پتنگوں کی طرح بے سدھ ادھر اُدھر گرے پڑے ہونگے۔

نفخۂ ثانیہ

صحیح مسلم شریف کی ایک حدیث مبارکہ اور جامع ترمذی کی ایک روایت کے مطابق چالیس سال تک یہی حالت قائم رہے گی۔ چالیس سال کے طویل عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے جناب اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا جائے گا۔ وہ دوسری بار صور پھونکیں گے جس سے تمام لوگ اپنی قبروں سے آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوں گے اور میدان حشر میں خداوند کائنات کی عدالت میں حاضری کیلئے تیز تیز چل پڑیں گے۔ سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیات میں اسی دوسری بار صور پھونکنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ﴾

"اور (جب دوسری بار) صور پھونکا جائے گا تو تمام لوگ اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف تیزی سے جانے لگیں گے۔"

اِسی بات کو قرآن حکیم میں دوسرے مقام پر ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ۝ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۝﴾

(معارج: ۴۳، ۴۴)

"اس دن وہ اپنی قبروں سے جلدی جلدی نکلیں گے گویا کہ کسی نشانی کی طرف دوڑے جارہے ہیں۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی (اور) ان پر ذلت چھارہی ہوگی۔ یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔"

یعنی جس طرح شکاری شکار کے جال کی طرف یا تیر اپنے نشانے کی طرف تیزی سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔ اسی طرح صور پھونکے جانے کی آواز سنتے ہی لوگ اپنی قبروں سے نکل کر بارگاہ رب العزت کی طرف دوڑیں گے۔

ہائے افسوس

قرآن و حدیث میں اس امر کی صراحت اور وضاحت موجود ہے۔ کہ قبروں سے نکلنے کے دن سخت دھوپ' گرمی کی شدت' انسانوں کے بے انتہاء ہجوم اور بھوک و پیاس کی وجہ سے لوگ سخت گھبراہٹ اور پریشانی میں مبتلا ہوں گے۔ اور اسی پریشانی کی حالت میں منکرین قیامت کف افسوس ملتے ہوئے' انتہائی پشیمانی' ندامت اور حسرت و یاس سے کہیں گے۔ ہائے افسوس! ہم تو ہمیشہ مر کر اٹھنے کا انکار کرتے رہے۔ اسے خلاف عقل گردانتے رہے اور لوگوں کو یہ سبق سکھاتے رہے۔ کہ ۔

ایہہ جگ مٹھا' تے اگلا کِہنے ڈٹھا

لیکن آج ہمیں پکڑ کر یہاں کھڑا کر دیا گیا ہے۔ وہ حیرانی' افسوس اور تعجب سے سوال کریں گے۔ کہ کون ہے جس نے ہمیں ہماری خواب گاہوں سے جگا دیا اور رب تعالیٰ کے دربار میں لا کھڑا کیا ہے؟ سورۃ یٰسین میں حشر کے دن منکرین قیامت کے افسوس و ندامت کا بیان ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

﴿قَالُوْا يَاوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا﴾

''ہائے افسوس! کس نے ہمیں ہماری خواب گاہوں سے اٹھا دیا ہے''؟

منکرین قیامت اور منکرین حساب کی جب یہ حالت ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے فرشتے جواب دیں گے۔ کہ یہی وہ دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ یہی وہ یوم حشر ہے جو تمہیں بعید از قیاس اور خلاف عقل نظر آتا تھا اور یہی وہ یوم الجزا ہے جسے ماننے کیلئے تم تیار نہ تھے۔ آواز آئے گی:

﴿هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۝﴾

''یہی ہے وہ (دن) جس کا رحمان نے تم سے وعدہ کیا تھا اور یہی ہے وہ حشر جس کے بارے میں اللہ کے رسول تمہیں سچ سچ بتایا کرتے تھے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ذرا غور فرمائیں۔ کہ اس آیت میں لفظ ''رحمان'' استعمال کیا گیا ہے۔ آخر کیوں؟ اس لیے کہ ''رحمان'' مبالغے کا صیغہ ہے۔ یعنی رب تعالیٰ فرمانا چاہتے ہیں۔ کہ میں نے تو اپنی رحمت سے تمہارے لئے آج کے دن کے عذاب سے بچنے اور محفوظ رہنے کے کئی سامان مہیا کر دیئے تھے اور قبل از وقت اس صورت حال سے بذریعہ انبیاء اور کتب سماوی تمہیں پوری طرح آگاہ کر دیا تھا۔ اور اپنی رحمت سے تمہارے لئے ہدایت کے دروازے کھول دیئے تھے۔ مگر اے ظالمو! تم نے ہماری رحمت سے فائدہ نہ اٹھایا اور تم اپنے آپ کو ''مستحق رحمت'' ثابت نہ کر سکے۔ جس کی وجہ سے آج تمہیں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور آج تمہیں رب رحمان کی رحمت یاد آ رہی ہے۔۔ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ۔ یہ وہی دن ہے جس کا رحمان نے تم سے وعدہ کیا تھا۔ مولانا حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ تعالیٰ سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کافر کہسن ڈر دے ہائے ہائے! سانوں کس اٹھایا
کہن فرشتے وعدہ رب دا نبیاں سچ فرمایا
جس حالت وچ مردا کوئی اوسے حال اٹھیوے
جاری خون شہیداں مہکے مشک معطر تھیوے
حاجی پڑھ لبیک اٹھیسن' مرے جوجج کریندے
علم قرآن جو پڑھد ا مرجائے اٹھسن اوہ پڑھینڈے
وچ نماز مرے جے کوئی اٹھسی پوری کردا
مارو مار کریندا اٹھسی جو وچ جنگاں مردا

دربار الٰہی میں حاضری

سورۃ یٰسین میں انسانوں کے قبروں سے نکل کر دربار الٰہی میں حاضری کا منظر ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ○﴾

''وہ تو صرف ایک زوردار کڑک ہوگی۔ تو وہ اچانک سب کے سب ہمارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العالمین کفار کے بعث بعد الموت کے نظریئے کو محال اور ناممکن سمجھنے کا جواب ارشاد فرمارہے ہیں۔ کہ اے گروہ کفار! تم دربار الٰہی میں جس حاضری کو محال سمجھ رہے ہو اور بوسیدہ ہڈیوں اور بکھرے ذروں کو اکٹھا کر کے انہیں زندہ کرنا، تمہیں ناممکن نظر آرہا ہے۔ یہ امر تمہارے لئے تو یقیناً ناممکن اور محال ہے۔ مگر ہمارے لئے قطعاً مشکل نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو ہماری ایک ڈانٹ، جھڑک اور آواز کا کام ہے۔ کہ ابھی وہ ختم بھی نہ ہوگی کہ بحر و بر اور مشرق و مغرب میں بکھرے ہوئے تمام ذرات جمع ہو جائیں گے اور تمام انسانوں کو زندہ کر کے جواب دہی اور محاسبہء اعمال کیلئے ایک چٹیل میدان میں ہمارے روبرو کھڑا کر دیا جائے گا۔ تیسویں (۳۰) پارے میں فرمان ربانی ہے:

﴿فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ۝ فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝﴾ (نازعات ۱۳، ۱۴)

"انہیں حاضر کرنے کیلئے تو ایک جھڑک ہی کافی ہے۔ پھر اچانک وہ کھلے میدان میں جمع ہو جائیں گے۔"

وہ نفخۂ ثانیہ جسے سنتے ہی تمام انسان گھبراہٹ کے عالم میں دربار الٰہی کی طرف بھاگ کھڑے ہونگے۔ اس کی کیفیت کتب تفاسیر میں یوں بیان کی گئی ہے۔ کہ جناب اسرافیل علیہ السلام بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے ہو کر اعلان کریں گے۔

((اَيَّتُهَا الْعِظَامُ الْبَالِيَةُ وَالْاَوْصَالُ الْمُتَقَطِّعَةُ وَالشُّعُوْرُ الْمُتَمَزِّقَةُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَجْتَمِعْنَ لِفَصْلِ الْقَضَاءِ))

(تفسیر قرطبی صفحہ ۴۶ جزء ۱۵)

"اے بوسیدہ ہڈیو اور اے کٹے ہوئے جوڑو اور اے ٹوٹے ہوئے بالو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اکٹھے ہو جاؤ اور فیصلے کیلئے بارگاہ الٰہی میں پیش ہو جاؤ۔"

یہ کلمات اور الفاظ سننے کے بعد کسی کی مجال نہ ہوگی کہ اس پکار پر سستی کا مظاہرہ کرے۔ قطعاً نہیں۔ بلکہ دل سینوں میں خوف سے دھڑک رہے ہوں گے۔ پھر بھی دربار الٰہی کی طرف ایسے بھاگے جا رہے ہوں گے جیسے ایک بہت بڑا لشکر ایک متعین سمت میں اُڑا جا رہا ہو۔ پھر کافر اس دن کی دہشت و وحشت اور خوف کی وجہ سے کہیں گے کہ "آج کا دن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑا سخت اور ہولناک ہے“۔

ہمیں اس دن کی آمد سے قبل ہی اس کے بارے میں غور و خوض کر لینا چاہیے اور حشر کے دن کی ہولناکی سے بچنے کا کوئی انتظام کرنا چاہیے اور وہ انتظام کیا ہے؟ غور سے سن لیں..... جس کی وجہ سے حشر کی سختیوں، تلخیوں، تکلیفوں، اذیتوں اور پریشانیوں سے بچا جا سکتا ہے۔ وہ صرف اور صرف قرآن مجید کے مقرر کردہ راستہ پر چلنا اور امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع و فرمانبرداری کرنا ہے۔ جو اس جادۂ حق پر گامزن نہیں ہوگا۔ وہ بسیار آہ و زاری کے باوجود اپنے آپ کو عذاب الٰہی سے چھڑا اور بچا نہ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

یہی حشر ہے

آیئے! دربارِ الٰہی میں انسانوں کی حاضری کے بارے میں قرآن حکیم کے ایک اور مقام کی آیاتِ طیبات بھی سماعت فرمائیں اور اپنے عقیدہ و عمل کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَى شَيْءٍ نُّكُرٍ ○ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ○ مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ○﴾ (قمر ۶ تا ۸)

”اس دن انہیں بلانے والا ناگوار چیز کی طرف بلائے گا۔ ان کی آنکھیں (خوف سے) جھکی ہوں گی۔ وہ قبروں سے پراگندہ اور بکھری ہوئی ٹڈیوں کی طرح نکلیں گے۔ وہ ڈرتے ہوئے بلانے والے کی طرف بھاگے جا رہے ہوں گے۔ کافر کہیں گے یہ دن تو بڑا ہی سخت ہے۔“

آگے بڑھنے سے پہلے اسی سلسلہ میں قرآن عزیز کا ایک اور مقام سنئے۔ قرآنی الفاظ اور ان کے ترجمے پر غور فرمایئے۔ تو دربارِ الٰہی میں حاضری کا مسئلہ مزید نکھر کر سامنے آ جائے گا۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ○ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِالْحَقِّ ذَالِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ○ اِنَّانَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ○ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذَالِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ○﴾ (ق:۴۱تا۴۴)

''اورغور سے سنو! اس دن کے بارے میں جب پکارنے والا قریب سے پکارے گا۔ جس دن سب لوگ یقیناً ایک گرج دار آواز سنیں گے۔ وہی قبروں سے نکلنے کا دن ہوگا۔ بلاشبہ ہم ہی زندہ کرتے اور ہم ہی مارتے ہیں اور سب نے ہماری طرف ہی لوٹنا ہے۔ اس دن زمین ان کے اوپر سے پھٹ جائے گی۔ تو وہ جلدی سے نکل کھڑے ہوں گے۔ یہی حشر ہے ہمارے لئے بالکل آسان ہے۔''

سورۃ مومن میں فرمان ربانی ہے۔

﴿رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ ذُوالْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَيَوْمَ التَّلَاقِ○ يَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِالْقَهَّارِ○﴾ (مومن: ۱۵،۱۶)

''(اللہ تعالیٰ) بلند درجات والا ہے۔ عرش کا مالک ہے۔ وہ اپنے فضل سے اپنی وحی' اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نازل فرماتا ہے۔ تاکہ وہ (لوگوں کو) ملاقات (حشر) کے دن سے ڈرائیں۔ اس دن جب وہ ظاہر ہونگے تو اللہ تعالیٰ پر ان کے حالات سے کوئی چیز پوشیدہ نہ ہوگی۔ (اللہ تعالیٰ فرمائے گا) آج کس کی بادشاہت ہے؟ (لوگوں کی طرف سے جواب نہ پا کر خود ہی فرمائے گا) صرف اللہ تعالیٰ ہی کی۔ جو واحد' قہار ہے۔''

یعنی حشر کے دن بڑے بڑے کشور کشا' فاتح عالم اور حکمران و بادشاہ قبروں سے نکل کر دست بدستہ دربار الٰہی میں حاضر ہونگے۔ ان میں ہفت اقلیم پر حکومت کرنے والے سلطان۔ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کا دعویٰ کرنے والے فرعون اور۔ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ کا نقارہ بجانے والے نمرود بھی ہونگے۔ بڑے بڑے چنگیز اور ہلاکو وہاں کانپ رہے ہوں گے۔ ہر طرف سناٹا' خاموشی اور ہو کا عالم ہوگا۔ اللہ رب العالمین ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو لپیٹ کر اپنی قدرت کے ہاتھ میں لے لیں گے۔ اس مثالی سکوت اور سناٹے میں خالق کائنات کی پر رعب اور گرج دار آواز گونجے گی۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ؟ دنیا میں حکمرانی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاہ و حشمت کا اعلان کرنے والے سرکشو اور متکبرو! بتاؤ' آج کس کی فرماں روائی' حکمرانی اور بادشاہی ہے؟ کسی فرد و بشر کو رب کائنات کے سوال کا جواب دینے کی ہمت اور جسارت نہ ہوگی۔ اور سب لوگ تھر تھر کانپ رہے ہونگے۔ پھر اللہ تعالیٰ خود ہی اس سکوت کو توڑے گا اور بارعب آواز میں فرمائے گا۔ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ سن لو! آج صرف اور صرف مجھ واحد اور قہار کی بادشاہی ہے۔ سبحان اللہ۔

اعمال کی جزا اور سزا

خالق کائنات کے دربار عالی شان میں حاضری سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں ہوگا۔ بلکہ ہر فرد و بشر کو رب العالمین کے حضور حاضری دینا ہوگی۔ دنیا میں ملزم سزا سے بچنے کیلئے رو پوش ہو جاتے ہیں' بعض فرار ہو جاتے ہیں اور کچھ افسران بالا اور ذمہ داران کو رشوت دے کر فیصلہ اپنے حق میں کروالیتے ہیں۔ مگر حشر کے دن ایسا ممکن نہ ہوگا۔ وہاں نہ تو کوئی بھاگ سکے گا اور نہ ہی کسی پر ظلم کیا جائے گا۔ بلکہ عدل وانصاف کے فیصلے ہونگے اور ہر شخص اپنے نیک اعمال کی جزا پائے گا اور برے اعمال کی سزا سے دو چار ہوگا۔ سورۃ یٰسین میں رب تعالیٰ اسی کا تذکرہ کرتے ہوئے۔ فرماتا ہے:

﴿فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝﴾

''پس آج' کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور تمہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا۔ مگر ان اعمال کا جو تم کیا کرتے تھے۔''

آپ اس منظر کا تصور فرمائیں اور آخرت کی ذلت اور رسوائی سے بچنے کی تدبیر کریں۔ جب رب تعالیٰ اپنی تمام تر ہیبت اور قدرت کے ساتھ عرش عظیم پر جلوہ افروز ہوگا اور ہر شخص کو اعمال کے حساب کیلئے اس کے دربار عالی شان میں پیش ہونا ہوگا۔ اور ہر انسان اللہ تعالیٰ کی جلالت' عظمت اور بزرگی کے باعث تھر تھر کانپ رہا ہوگا۔ اور اپنا اعمال نامہ ہاتھ میں تھمائے جانے کا منتظر ہوگا۔ جب تک اپنی زندگی کے اعمال اور افعال کا حساب نہ دے گا۔ دربار الٰہی سے پاؤں کو ہلا نہ سکے گا۔ حدیث شریف میں ہے:

((عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلْقِیَامَۃِ مِنْ عِنْدِرَبِّہٖ حَتّٰی یُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ ❶ ۔ عَنْ عُمُرِہٖ فِیْمَا اَفْنَاہُ ❷ وَعَنْ شَبَابِہٖ فِیْمَا اَبْلَاہُ ❸ وَعَنْ مَالِہٖ مِنْ اَیْنَ اکْتَسَبَہٗ ❹ وَفِیْمَا اَنْفَقَہٗ ❺ وَمَاذَاعَمِلَ فِیْمَاعَلِمَ)) (جامع ترمذی صفحہ نمبر ۶۴ جلد ۲)

"جناب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن آدم کا بیٹا جب تک پانچ سوالوں کے جواب نہ دے گا۔ رب تعالیٰ کے حضور سے اپنے قدموں کو ہلا نہ سکے گا۔ ① اس سے عمر کے بارے میں سوال ہوگا۔ کہ کیسے گزاری ② جوانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ کہ کہاں صرف کی ③ اس کے مال کے بارے میں سوال ہوگا۔ کہ کیسے کمایا ④ اور کہاں خرچ کیا ⑤ اور کیا علم کے مطابق عمل کیا۔"

محترم بھائیو! ہم اپنے اعمال کا خودمحاسبہ کریں اور۔ حَاسِبُوْاقَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا۔ (حساب کا دن آنے سے پہلے خود اپنے اعمال کا حساب کرلو) کے مصداق اپنے افعال' اعمال' حرکات اور سکنات کا جائزہ لیں۔ کہ کیا ہم نے ان پانچ بنیادی اور ابتدائی سوالات کے جوابات تیار کر لئے ہیں:

- کیا ہم اپنی عمر لہوولعب میں گزار رہے ہیں۔ یا۔ ذکر الٰہی میں صرف کر رہے ہیں؟۔
- کیا ہم قرآن وسنت کے مطابق اعمال کرتے ہیں یا شرک وبدعت میں مبتلا ہیں؟۔
- کیا ہم مال ودولت حلال اور جائز طریقے سے کمارہے ہیں۔ یا۔ حرام اور ناجائز ذرائع سے دولت سمیٹ رہے ہیں؟۔
- کیا ہم اپنی جوانیاں اپنے خالق کی عبادت میں گزار رہے ہیں۔ یا۔ اس کی نافرمانی اور بغاوت میں صرف کر رہے ہیں؟۔
- کیا ہم نے اپنے جسموں کو اپنے رب کے حضور جھکنے کا خوگر بنایا ہے۔ یا۔ اسے نافرمانی اور بغاوت کا عادی بنادیا ہے؟۔

رب ظلم نہیں کرے گا

سوچئے' غور فرمایئے اور فکر کیجئے۔ کہ کل قیامت کے دن خالق ارض وسماء کے حضور ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا جواب دیں گے اور یاد رکھیے' وہاں جھوٹ اور فریب سے کام نہیں چلے گا۔ کوئی شخص اپنے کیے ہوئے اعمال کا انکار نہ کر سکے گا۔ ہر بندے کی سو' ساٹھ' پچاس' چالیس سالہ زندگی اور عمر بھر کا کچا چٹھا اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ جب وہ اس نامہء اعمال میں اپنی کرتوتوں کی تفصیل دیکھے گا تو اس کی حالت کیا ہوگی؟ آیئے قرآن مجید ہی سے پوچھتے ہیں۔ قرآن حکیم فرماتا ہے کہ:

﴿وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ○﴾ (الکہف:۴۹)

''اور ان کا اعمال نامہ ان کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ پس تم مجرموں کو دیکھو گے کہ وہ ڈر رہے ہوں گے۔ ان (اعمال کی سزا) سے جو اس میں ہونگے۔ اور کہیں گے۔ ہائے افسوس! اس کتاب (نامہ اعمال) کو کیا ہو گیا ہے؟ کہ اس نے کسی چھوٹے اور بڑے گناہ کو نہیں چھوڑا مگر اس کا شمار کر لیا ہے (اور محفوظ کر لیا ہے) اور وہ اپنے اعمال (کی تفصیل) اپنے سامنے حاضر پائیں گے۔ اور (اے رسول!) آپ کا رب کسی پر زیادتی نہیں کرے گا۔''

سورۂ یٰسین میں فرمان ربانی ہے کہ:

﴿فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾

''آج کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور (اے انسانو!) تمہیں تو صرف تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔''

یعنی حشر کے دن یہ نہیں ہوگا۔ کہ ''کرے کوئی اور بھرے کوئی'' بلکہ ہر انسان اپنے کیے کی سزا اور جزا پائے گا اور رب تعالیٰ کی طرف سے کسی پر ظلم و زیادتی نہ کی جائے گی۔ قرآن حکیم کی متعدد آیات میں اسی بات کو مختلف اسالیب میں بیان کیا گیا ہے۔ ہم طوالت کے پیش نظر ذیل میں اس موضوع کی آیات کے نمبر اور سورتوں کے ناموں پر اکتفا کرتے ہیں۔ تفصیل کے خواہش منداحباب متعلقہ آیات نکال کر ترجمے پر غور فرمائیں اور اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عارضی و فانی زندگی میں آخرت کیلئے نیک اعمال کا ذخیرہ کرنے کی کوشش کریں۔

- سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۸۱
- سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۵، ۱۶۱
- سورۃ نساء آیت نمبر ۴۹، ۱۲۴
- سورۃ انعام آیت نمبر ۱۶۰
- سورۃ یونس آیت نمبر ۴، ۴۷، ۵۴
- سورۃ نحل آیت نمبر ۱۱۱
- سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۷۱
- سورۃ مریم آیت نمبر ۶۰
- سورۃ مومنون آیت نمبر ۶۲
- سورۃ زمر آیت نمبر ۶۹
- سورۃ جاثیہ آیت ۲۲
- سورۃ احقاف آیت ۱۹

اہل جنت کا مشغلہ

قیامت کے کربناک منظر اور ہولناکی کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۃ یٰسین میں اہل جنت پر اپنے انعام و کرام اور عنایات و نوازشات کا ذکر فرمایا ہے اور واضح فرما دیا ہے۔ کہ اہل جنت کو جنت میں ہر قسم کا آرام، سکون، چین، فرحت، مسرت، خوشی، شادمانی اور فرحت میسر ہوگی۔ وہ ہر قسم کے حزن و ملال سے آزاد اور جنت کی ان گنت نعمتوں سے سرشار ہونگے اور وہ جنت کی گوناگوں راحتوں میں اس قدر مصروف و مشغول ہونگے کہ انہیں کسی دوسری طرف خیال کرنے، دھیان دینے اور التفات کا احساس بھی نہیں ہوگا۔ وہ اپنی لذتوں میں ایسے مسرور ہونگے کہ دوسری ہر چیز سے بے پرواہ اور بے خوف ہو جائیں گے۔ وہ کنواری حوروں سے لطف اندوز ہونگے اور ایسے ہشاش بشاش ہونگے کہ تھکاوٹ اور اکتاہٹ کا نام ونشان بھی نہ ہوگا۔ سورۃ یٰسین میں اہل جنت پر انہیں انعامات، احسانات اور نوازشات نیز جنتیوں کے مشغلہ کا ذکر کرتے ہوئے رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

﴿اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ﴾

"بلاشبہ اہل جنت آج اپنے اپنے دلچسپ مشغلوں میں فرحاں و شاداں ہیں۔"

امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اہل جنت کے مشغلے اور فرحت و سرور کا تذکرہ کرتے ہوئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا:

((اَلَا هَلْ مِنْ مُّشَمِّرٍ لِّلْجَنَّةِ؟ فَاِنَّ الْجَنَّةَ لَاخَطَرَلَهَا هِیَ وَرَبِّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْكَعْبَةِ نُورٌ يَتَلَأْلَأُ وَرَيْحَانَةٌ تَهْتَزُّ وَقَصْرٌ مَشِيدٌ وَنَهْرٌ مُطَّرِدٌ وَثَمَرَةٌ نَضِيجَةٌ وَزَوْجَةٌ حَسْنَاءُ جَمِيلَةٌ وَحُلَلٌ كَثِيرَةٌ فِي مُقَامٍ أَبَدًا فِي دَارِ سَلَامَةٍ وَفَاكِهَةٍ خُضْرَةٍ وَحِبَرَةٍ وَ نِعْمَةٍ فِي مَحَلَّةٍ عَالِيَةٍ بَهِيَّةٍ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَحْنُ الْمُشَمِّرُونَ۔ قَالَ۔ قُولُوا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ فَقَالَ الْقَوْمُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ ذَكَرَ الْجِهَادَ وَحَضَّ عَلَيْهِ))

(سنن ابن ماجہ صفحہ ۳۳۱ کتاب الزھد، تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۷۵ جلد ۳)

''کیا تم میں کوئی اس جنت میں جانے کا خواہش منداور مستعد ہے۔ جس جنت میں کوئی خوف اور خطرہ نہیں۔ رب کعبہ کی قسم وہ چمکتا ہوا نور ہے اور خوشبو دار پھول ہے۔ وہ بلند و بالا محل ہے اس کی نہریں لبریز ہیں۔ اس کا لباس ریشمی ہے۔ اس کی نعمتیں ابدی اور لازوال ہیں۔ وہ سلامتی کا گھر ہے۔ وہ سر سبز اور تازہ پھلوں کا باغ ہے۔ اس کی نعمتیں کثیر اور عمدہ ہیں۔ اس کے محلات بلند و بالا اور مزین ہیں۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! ہم سب اس کے خواہش منداور اس کیلئے مستعد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان شاء اللہ کہو۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان شاء اللہ کہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کا ذکر کیا اور اس کی رغبت دلائی۔''

شاعر توحید و سنت جناب شیخ محمد سعید الفت رحمہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کی بے فکری، غم و حزن سے دوری اور حیرانی و پریشانی سے نجات کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ اور قرآن و سنت کی ترجمانی کا حق ادا کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

اوہ جنت جدھے وچ بیماری کوئی نہیں
اوہ جنت جدھے وچ لاچاری کوئی نہیں
اوہ جنت جدھے وچ مصیبت داناں نہیں
جدھے وچ دکھاں دا نام و نشاں نہیں
جدھے وچ ندامت خواری کوئی نہیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اُداسی کوئی نہیں' اوا زاری کوئی نہیں
پریشانیاں دا جدھے وچ ذکر نہیں
کسے قسم دی جدھے وچ فکر نہیں
کوئی صدمہ سر تے اٹھاناں نہیں پیناں
جیا جنت لئی کجھ کماناں نہیں پیناں
نہ محنت مشقت کوئی چارہ جوئی
نہ ٹیکساں' نہ فیساں' کرایہ نہ کوئی
نہ ہاڑاں دے روزے نہ پوہ دی نمازاں
نہ حجاں' زکوٰتاں نہ نذراں نیازاں
نہ سوچاں چ پیناں نہ فکراں چ جھرنا
نہ بڈھیاں ہوناں نہ کبیاں ٹرناں!

جنتیوں کی بیویاں

سورۂ یٰسین کی زیر خطبہ آیات طیبات میں اللہ احکم الحاکمین فرماتے ہیں۔ کہ جن خوش نصیبوں پر جنت میں انعامات الٰہی کے دروازے کھل جائیں گے وہ جنت کی لذتوں' خوشیوں اور لطف وسرور میں ایسے مشغول ہوں گے۔ کہ کسی دوسری طرف توجہ ہی نہ کریں گے۔ وہ اور ان کی نیک بیویاں' ٹھنڈے اور گھنے سایوں میں مرصع اور آراستہ تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے اور رب تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونگے۔ فرمان ربانی ہے:

﴿هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلَالٍ عَلَى الْاَرَائِكِ مُتَّكِــُٔوْنَ﴾

''وہ (جنتی) اور ان کی بیویاں سایہ میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے۔''

جنت میں جنتیوں کی تسکین' راحت آرام اور دل جوئی کیلئے اللہ تعالیٰ جو بے شمار نعمتیں انہیں عطاء فرمائے گا۔ ان میں سے ایک نعمت' پاک بیویاں اور جنت کی حوریں ہیں۔ دنیا کی عارضی زندگی میں جن برگزیدہ انسانوں نے اللہ رب العالمین کی رضا اور خوشنودی کیلئے نفس کی خواہشات اور دنیاوی لذات کے سلسلے میں رب تعالیٰ کے قوانین کی پابندی کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہوگی۔ قیامت کے دن انہیں رب تعالیٰ سدابہار باغات میں ٹھہرائے گا اور وہی ان کی تسکین وراحت کا ہر سامان مہیا فرمائے گا۔ قرآن عزیز کے ستائیسویں (۲۷) پارے میں خالق ارض و سماء اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جنتیوں کے بہلاوے، خوشی اور سرور کیلئے انتہائی خوبصورت، حسین وجمیل بے عیب و پاک باز، خوبرو اور دلرُبا حوروں سے ان کا نکاح کردیا جائے گا۔

قرآن حکیم کی آیات مقدسات اور اُن کا ترجمہ سماعت فرمایئے:

﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۝ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝﴾ (طور ۱۷ تا ۲۰)

''بے شک (قیامت کے دن) پرہیز گار باغات اور نعمتوں میں ہونگے جو نعمتیں انہیں ان کے رب کی طرف عطاء ہوں گی۔ ان پر وہ مسرور وشاداں ہوں گے۔ اور انہیں ان کے رب نے دوزخ کے عذاب سے بچالیا ہوگا۔ (حکم ہوگا) خوب مزے سے کھاؤ، پیو، اپنے اُن اعمال کے بدلے میں جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔ وہ اہل جنت، بچھے ہوئے پلنگوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ اور ہم ان جنتیوں کو خوبصورت، آہو چشم عورتوں کے ساتھ بیاہ دیں گے۔''

اہل جنت کو جنت میں جو حسین وجمیل خواتین خدمت، تواضع اور سکون کیلئے عطاء فرمائی جائیں گی۔ وہ ہر قسم کی جسمانی آلائشوں اور آلودگیوں سے پاک وصاف ہوں گی اور تمام قسم کے اخلاقی عیوب ونقائص سے مبرا اور مصئون ہونگی۔ ان کی صفائی، پاکیزگی اور طہارت کا ذکر قرآن عزیز یوں فرماتا ہے۔ کہ:

﴿لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝﴾ (بقرہ:۲۵)

''اور ان (صالحین ومتقین) کیلئے جنت میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی۔ اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔''

دوسری جگہ قرآن حکیم فرماتا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۞﴾ (دخان:۵۴)

''اور ہم ان کا نکاح گوری گوری موٹی آنکھوں والی عورتوں سے کر دیں گے۔''

قرآن حکیم کی مشہور و معروف سورت'سورۃ رحمان میں اللہ تعالیٰ نے جنت کی لازوال'ابدی اور دائمی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ جنت کے مکانات و محلات میں جنتیوں کیلئے ایسی عورتیں ہونگی جو شرم و حیا کا پیکر ہوں گی۔ ان کی نظریں جھکی ہوں گی۔ وہ اپنے شوہروں کے بغیر کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہ کریں گی۔ وہ ایسی پاک دامن اور عفت مآب ہونگی۔ کہ انہیں اس سے قبل کسی جن و انس نے چھوا تک نہ ہوگا۔ ان کے چہرے یاقوت و مرجان کی طرح سرخ و سفید اور بدن ریشم کی طرح نرم اور شفاف ہو نگے۔ آیت قرآنی ہے:

﴿فِيْهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۞﴾ (رحمان ۵۶ تا ۵۸)

''ان جنتوں میں نیچی نگاہوں والی عورتیں (حوریں) ہونگی۔ جن کو ان اہل جنت سے پہلے کسی انسان نے چھوا ہوگا نہ کسی جن نے ہاتھ لگایا ہوگا۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ حوریں تو گویا'یاقوت اور مرجان ہیں۔''

بعض علماء تفسیر کی رائے ہے۔ کہ ''قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ'' سے مراد نیک عورتیں ہیں۔ جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے نکاح میں تھیں۔ جنت میں وہی ان کے محلات و مکانات کی زینت بنیں گی۔ ان صالح اور پاکباز بیویوں کے علاوہ اہل جنت کو حوریں بھی عطاء کی جائیں گی۔ اور وہ مسلم خواتین جو دنیا میں کسی کے نکاح میں نہ تھیں یا جن پارسا عورتوں کے خاوند اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم رسید کئے گئے ہونگے۔ ان کا نکاح بھی ان جنتی مردوں سے کر دیا جائے گا۔ اس موقف کی تائید آپ ﷺ کی حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے۔ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ

''ایک دفعہ میں نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! دنیا کی بیویاں افضل ہوں گی یا جنت کی حوریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نِسَاءُ دُنْیَا اَفْضَلُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ۔ کہ دنیا کی عورتیں جنت کی حوروں سے افضل ہونگی۔ میں نے عرض کیا' یہ کیسے؟ فرمایا۔ بِصَلٰوَاتِهِنَّ وَصِیَامِهِنَّ وَعِبَادَتِهِنَّ۔ وہ اپنی نمازوں' اپنے روزوں اور اپنی عبادت کی وجہ سے افضل ہوں گی۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ (اپنی قدرت سے) ان عورتوں کے چہروں کو نورانی بنا دے گا۔ ان کے چشم' ریشم سے نرم' ان کے چہرے سفید' ان کے زیورات سونے کے' ان کی انگوٹھیاں موتیوں کی اور ان کے کنگھیاں سونے کے ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے نہال ہو کر کہیں گی۔

اَلَا نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَمُوْتُ اَبَدًا

اَلَا نَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْاَسُ اَبَدًا

طُوْبٰی لِمَنْ کُنَّا لَهٗ وَکَانَ لَنَا

''سن لو! ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں۔ ہمیں موت نہیں آئے گی۔ سن لو! ہم نازک اندام اور خوبصورت ہیں۔ وہ لوگ خوش قسمت ہیں جن کے حصہ میں ہم آئیں گی۔ اور وہ جو ہمارے حصہ میں آئیں گے۔'' (ضیاء القرآن صفحہ ۸۰ جلد ۵)

جنتی حوروں کا حسن و جمال

متعدد قرآنی آیات اور احادیث رسول ﷺ میں جنت کی حوروں کے حسن' جمال' کمال' چال' ڈھال' نفاست' نظافت' لطافت' شرافت' نجابت' صفائی' زیبائی' ستھرائی' پاکیزگی' جوانی' چمک' دمک اور سریلی آوازوں کا خوبصورت تذکرہ کیا گیا ہے۔ جن سب کا احاطہ مضمون کو بہت طویل بنا دے گا۔ اس لئے ہم شاعر حقیقت شیخ محمد الفت رحمہ اللہ کے چند اشعار پر اکتفا کرتے ہیں۔ جو قرآنی آیات اور احادیث کا بہترین پنجابی ترجمہ ہے۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں۔ جنت وہ ہے کہ

سریلے جدھے وچ نغمے طیوراں

جدھے وچ جواناں کنواریاں حوراں

حوراں کیہہ نے تصویراں کھچیاں مصور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کہ انسان کر سکدا ای نہیں تصور
جہانوں نرالیاں تے پاک بازاں
سیاہی توں کالیاں زلفاں درازاں
چکوراں تے کبکاں توں ودھ ودھ کے چالاں
اکھاں دل تک تک کے نادم غزالاں
فدا بلبلاں ہون سن سن کے بولاں
سریلی آوازاں توں قربان کولاں
سفیدی منداں دی توں کلیاں سوالی
تے بلاں دی لالی توں لالاں دی لالی
چٹے چہرے چناں توں ودھ ودھ کے چمکن
نورانی پیشانیاں دخ دخ کے دھمکن
سوھنے نقش قدرت نے گھڑ گھڑ سوارے
تے بھج بھج کے لاٹاں چھڈن رخسارے
تکھے نک تلواراں' تیراں تو پلکاں
کوئی "ماں داپتر" نہیں جھل سکدا جھلکاں
ابھار ویں سینے جو موزوں کشادہ
او پتلیاں کمراں جو نازک زیادہ
ہاں پیراں دی ریساں تو بلقیساں ہریاں
پرستانی پریاں' حسن ویکھ مریاں
ایہہ نوری کھلونے طہوروں دھپے نے
اللہ خود کہندا اے موتی چھپے نے
جنہاں نوں کسے نے نہیں اج تک بلایا
کسے جن' انساں نے ہتھ ای نہیں لایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفت نہیں اوہناں دی سنا سکدا کوئی
اندازہ نہیں جنت دا لا سکدا کوئی

جنت کے پھل اور میوے

جنتی حوروں کے خوبصورت اور دل ربا ذکر کے بعد رب السماوات والارض نے سورۂ یٰسین کی اگلی آیت میں جنت کے پھلوں اور میووں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا يَدَّعُونَ﴾

''ان (جنتیوں) کیلئے وہاں (لذیذ) پھل ہونگے۔ اور وہ جو طلب کریں گے (وہ سب کچھ) انہیں دیا جائے گا۔''

سورۂ یٰسین کے علاوہ قرآن حکیم کی متعدد دوسری آیات میں بھی جنت کے پھلوں اور میووں کا ذکر کیا گیا ہے اور اہل دنیا کو ان کے حصول اور جنت کے دخول کیلئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمانبردار اور اطاعت شعار بننے کا حکم دیا گیا ہے۔ چھبیسویں (۲۶) پارے میں جنت کی نہروں، شراب طہور، پاکیزہ دودھ، صاف ستھرے شہد اور پھلوں کی کثرت کا معجزانہ اختصار سے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۝﴾ (محمد: ۱۵)

''اس جنت کا حال جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو بدبودار نہیں ہیں۔ اور دودھ کی نہریں ہیں۔ جس کا ذائقہ نہیں بدلتا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کیلئے لذت بخش ہے اور صاف ستھرے شہد کی نہریں ہیں اور اس (جنت) میں ان کیلئے ہر قسم کی پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش ہوگی۔''

جنت کے میوں اور پھلوں کا ذکر چھڑا ہے تو قرآن کریم کی کئی آیات طیبات یاد آ رہی ہیں۔ مگر اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے۔ آپ کو سورۂ واقعہ کی چند آیات اور ان کا ترجمہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنانے پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ رب العالمین فرماتے ہیں۔ کہ اہل جنت کو جنت میں بے انتہا اور بے حساب رزق سے نوازا جائے گا۔ وہاں ہر قسم کا پھل ہر وقت موجود ہوگا۔ جنت کے درخت ہمہ وقت پھلوں سے لدے رہیں گے۔ جونہی جنتی ایک پھل توڑے گا۔ اس کی جگہ دوسرا فوراً موجود ہوگا۔ اور جنت کے پھلوں کو توڑنے کیلئے جنتیوں کو کوئی رکاوٹ یا دقت نہیں ہوگی۔ جب بھی کوئی جنتی کسی پھل کے کھانے یا اسے توڑنے کا ارادہ کرے گا تو اونچی ٹہنیوں اور بلند و بالا درختوں پر لگے ہوئے پھل' اس کے ہونٹوں کے خود بخود قریب آ جائیں گے۔ اور جنتی اسے تناول فرمائے گا۔ سبحان اللہ۔

آیئے! سورۃ واقعہ کی آیات اور ان کے ترجمے پر غور فرمائیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ۝ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ۝ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ۝ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ۝ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۝ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ۝ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ۝﴾ (واقعہ ۲۷ تا ۳۴)

''اور دائیں ہاتھ والے۔ اور کیا شان ہوگی' دائیں ہاتھ والوں کی۔ وہ بے خار بیروں میں اور کیلوں کے گچھوں میں اور لمبے لمبے سایوں میں اور پانی کے آبشاروں میں اور پھلوں کی کثرت میں ہونگے۔ کہ وہ نہ ختم ہونگے اور نہ انہیں ان سے روکا جائے گا۔ اور ان کیلئے اونچے پلنگوں پر بستر بچھے ہوں گے۔''

اللہ تعالیٰ کے مہمانوں یعنی جنتیوں کی جو خاطر و مدارات ہوگی۔ ان کے آرام و آسائش کیلئے جو سامان مہیا کیے جائیں گے۔ اور انہیں جو بلند و بالا اور ارفع مقام عطاء کیا جائے گا۔ نیز ان کیلئے جنت میں جو تخت بچھائے...... تکیے لگائے...... قالین سجائے...... چشمے بہائے...... اور جام چھلکائے جائیں گے۔ ان کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ الدھر' سورۃ الغاشیہ' سورۃ الحاقہ' سورۃ النباء اور کئی دوسری سورتوں میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔ جن سے صرف نظر کرتے ہوئے۔ ہم سورۃ یٰسین کی طرف لوٹتے ہیں۔ جس میں جنت کے پھلوں اور میوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا يَدَّعُونَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ان اہل جنت کیلئے وہاں لذیذ پھل ہونگے اور انہیں وہ سب کچھ عطاء کیا جائے گا جو وہ طلب کریں گے۔''

رب کا سلام

آج کے خطبے کی آخری آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے اہل جنت پر اپنے ''خصوصی سلام'' کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ﴾

''رب رحیم کی طرف سے انہیں کہا جائے گا۔ تم پر سلامتی ہو۔''

جن نیک بختوں اور سعادت مندوں کیلئے ''جنت'' کا فیصلہ ہو جائے گا۔ انہیں بڑی عزت و توقیر اور احترام و تکریم کے ساتھ جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ راستے کے دونوں طرف فرشتوں کی قطاریں ہوں گی وہ فرشتے اہل جنت کو انتہائی ادب و احترام اور عقیدت و محبت سے سلام عرض کریں گے۔

آپ ذرا جنتیوں کی فضیلت و شان کا تصور تو فرمائیں کہ کیا خوب صورت منظر ہوگا جب اہل جنت گروہ در گروہ جنت کی طرف جائیں گے' فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ اور ہر طرف سے ''سَلَامٌ عَلَيْكُمْ'' کی صدائے دلنواز بلند ہوگی۔ سبحان اللہ۔ اللہ رب العالمین ہم سب کو یہ مقام و مرتبہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

داماد مصطفیٰ جناب علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ کہ جب اہل جنت کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ اور جنت کے دروازے کے قریب پہنچ جائیں گے تو وہاں انہیں ایک درخت نظر آئے گا۔ جس کے نیچے دو چشمے بہہ رہے ہوں گے۔ ان میں سے ایک چشمہ میں مومن غسل کرے گا تو جسم کے بیرونی حصے کی طہارت ہو جائے گی اور دوسرے چشمہ کا پانی پیئے گا تو اندرونی نفاست حاصل ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے جنت کے دروازے پر ان کا استقبال کریں گے۔ اور کہیں گے:

﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ﴾

''تم پر سلام ہو۔ تم بہت اچھے رہے۔ اب اس جنت میں ہمیشہ کیلئے داخل ہو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جاؤ۔" (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۰۷ جلد ۱۰)

خلیفہ چہارم جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قرآن حکیم کی جس آیت کریمہ کا آخری حصہ تلاوت فرمایا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کو جنت کی طرف لے جانے' فرشتوں کے استقبال کرنے اور سلام عرض کرنے کی تفصیل یوں بیان فرمائی ہے:

﴿وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا۔ حَتَّى إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ۝﴾

(زمر:۷۳)

"اور (دنیا میں) جو اپنے رب سے ڈرتے رہے تھے۔ انہیں گروہوں کی شکل میں جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ حتیٰ کہ جب وہاں پہنچے گے۔ تو انہیں جنت کے محافظ کہیں گے۔ "تم پر سلام ہو" تم بہت اچھے رہے۔ اب اس جنت میں ہمیشہ کیلئے داخل ہو جاؤ۔"

جب اہل جنت کو جنت کا داخلہ نصیب ہو جائے گا۔ تو وہ جنت میں کوئی بے ہودہ' لغو اور فضول گفتگو نہ سنیں گے۔ وہاں حسد' بغض' کذب' گالی گلوچ' سب وشتم اور لڑائی جھگڑے کا نام ونشان تک نہ ہو گا۔ بلکہ جنتیوں کیلئے ہر طرف سے "سلام ہی سلام" کی آواز آئے گی۔ فرمان ربانی ہے:

﴿لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا۝ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا۝﴾ (واقعہ:۲۵ تا ۲۶)

"جنتی وہاں کوئی لغو اور گناہ کی بات نہ سنیں گے۔ بس ہر طرف سے سلام' سلام ہی کی آواز آئے گی۔"

قرآنی آیت میں جنت کو "دارالسلام" یعنی سلامتی کا گھر کہا گیا ہے۔ اور اسی کے امن وسلام اور راحت وسرور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

﴿لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا۝﴾ (النبا،۳۵)

"کہ جنتی وہاں کوئی لغو اور جھوٹی بات نہ سنیں گے۔"

آخر میں ایک مرتبہ پھر سورۃ یٰسین کی زیر خطبہ آخری چار آیات کا ترجمہ سماعت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمائیے اور جنت کی لازوال نعمتوں' ابدی راحتوں اور دائمی رحمتوں کا اندازہ لگائیے:

﴿اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۝ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝﴾

''بلاشبہ' اہل جنت اس دن جنت میں اپنے اپنے شغل سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ان کیلئے وہاں طرح طرح کے لذیذ پھل ہوں گے۔ اور انہیں وہ کچھ ملے گا۔ جو وہ طلب کریں گے۔ رب رحیم کی طرف سے انہیں کہا جائے گا۔ ''تم پر سلام ہو۔''

دیدار الٰہی

مختصر یہ کہ اہل جنت پر انعامات واحسانات اور لطف وکرم کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اور لذتوں' خوشیوں' مسرتوں' فرحتوں اور راحتوں بھرے لمحات میں اللہ تعالیٰ ان خوش نصیبوں کو اپنے دلنواز اور جان افروز خطاب سے نوازے گا۔ جب جنتی اپنے رب کی خوش کن آواز سنیں گے اور خالق کائنات کی طرف سے انہیں ''سلام'' کہا جائے گا تو ان کی خوشی' مسرت اور انبساط کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ وہ اپنے رب کی طرف سے اس پذیرائی' عزت افزائی اور حوصلہ بڑھائی پر اس کا بے حد شکر ادا کریں گے۔ نبی اکرم' رسول معظم' رحمت عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کے خصوصی سلام کا تذکرہ کرتے اور سورۂ یٰسین کی زیر بحث آیت مبارکہ میں تفسیر وتشریح کرتے ہوئے فرمایا:

((بَيْنَمَا اَهْلُ الْجَنَّةِ فِيْ نَعِيْمِهِمْ اِذْسَطَعَ عَلَيْهِمْ نُوْرٌ فَرَفَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَاِذَا الرَّبُّ تَعَالٰى قَدْاَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ فَقَالَ ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَااَهْلَ الْجَنَّةِ'' كَذٰالِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۔ قَالَ فَيَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ فَلَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّعِيْمِ مَادَامُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ حَتّٰى يَحْتَجِبَ عَنْهُمْ وَبَقِيَ نُوْرُهٗ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْهِمْ فِيْ دِيَارِهِمْ)) (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۷۵ جلد ۳)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''جس وقت اہل جنت اپنی نعمتوں میں مشغول و مصروف ہوں گے تو اچانک اوپر سے ایک نور چمکے گا۔ جب وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ ان کا رب ان کی طرف جھانک رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے جنتیو! میری طرف سے ''السلام علیکم۔''

رب رحیم کی طرف سے سلام کا یہی مطلب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے۔ جب تک وہ دیدار الٰہی سے فیضیاب ہوتے رہیں گے۔ انہیں جنت کی کسی نعمت کا خیال ہی نہیں آئے گا۔ یہاں تک کہ نور الٰہی ان سے چھپ جائے گا۔ مگر اس کی روشنی اور اس کی برکت ان پر اور ان کے گھروں پر قائم رہے گی۔ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ))

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے۔ کہ وہ ہم سب کو ان خوش نصیب اہل جنت میں شامل فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔ مگر یہ جنت۔ اللہ تعالیٰ کا سلام اور ذات الٰہی کا دیدار کسے نصیب ہوگا۔ بقول شاعر

ایہہ بُریاں نوں نئیں نیکو کاراں نوں ملنا ایں
نبی ﷺ دیاں تابعداراں نوں ملنا ایں
جو بدعتاں تے مردے نئیں اوہناں نوں ملنا ایں
شرک جیہڑے کردے نئیں اوہناں نوں ملنا ایں

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خطبہ: ۱۰

مجرمین کی سزا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ○ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ○ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ○ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ○﴾ (یٰسین ۵۹تا۶۷)

''اور (حکم ہوگا) اے مجرموں! آج کے دن الگ ہو جاؤ' اے اولادِ آدم! کیا ہم نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا؟ بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی عبادت کرنا۔ یہی سیدھا راستہ ہے اور البتہ تحقیق اس (شیطان) نے تم میں سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا' پس کیا تم عقل نہیں رکھتے تھے؟ یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ آج اس (جہنم) میں داخل ہو جاؤ' اس کفر کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔ آج ہم ان کے مونہوں پر مہریں لگائیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے اور ہم سے ان کے ہاتھ بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کی کرتوتوں پر گواہی دیں گے اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھیں محو کر دیتے (یعنی اُنہیں اندھا کر دیتے) پھر وہ راستہ کی طرف دوڑ کر آتے' تو انہیں راستہ کیسے نظر آتا؟ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی جگہوں میں انہیں مسخ کر کے رکھ دیں پھر وہ نہ آگے جا سکیں اور نہ پیچھے لوٹ سکیں۔"

ہر قسم کی تعریفات' تحمیدات اور تسبیحات خالق کائنات' اللہ رب العزت کیلئے ہیں۔ جس نے اولاد آدم کو صراط مستقیم پر چلانے' جادۂ حق سمجھانے اور جہنم سے بچانے کیلئے مختلف زمانوں میں انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور ان پر کتابیں اور صحائف نازل فرمائے اور پیغمبروں کے ذریعے بنی آدم کو شیطان کی چالوں' فریبوں اور سازشوں سے بچنے اور رحمان کی عبادت پر جمے رہنے کا حکم دیا' اور انسانیت کی اصلاح و فلاح کیلئے سب سے آخر میں سید الاولین والآخرین' خاتم النّبیّین' شفیع المذنبین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

اللہ رب العالمین کی حمد وثنا کے بعد لا تعداد' بے شمار' بے حساب درود وسلام' امام الانبیاء سید الاتقیاء' سرچشمۂ رشد وہدیٰ اور شافع روز جزا جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر جنہوں نے بے پناہ اذیتیں' تکالیف اور مصیبتیں برداشت کر کے راہِ راست سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو صراط مستقیم پر چلایا اور سینکڑوں معبودوں کی پرستش اور پوجا کرنے والے انسانوں کو ایک رب کا پرستار اور عبادت گزار بنا دیا۔

گذشتہ خطبہ میں

سورت یٰسین کی تشریح وتوضیح کے ضمن میں آج دسواں خطبہ ہے گذشتہ خطبہ جمعۃ المبارک میں چوتھے رکوع کی ابتدائی آیات کی تفسیر میں آپ دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کی تفصیلات' انسانوں کے قبروں سے نکلنے کی کیفیات' لوگوں کے دربار الٰہی میں پیش کئے جانے کے حالات اور جزا کے فیصلہ جات کی حقیقت سماعت فرما چکے ہیں نیز مختصر طور پر اس امر سے بھی آگاہی حاصل کر چکے ہیں کہ جن نیک بختوں' سعادت مندوں اور خوش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسمتوں کو جنت کا داخلہ نصیب ہو جائے گا وہ اس سدا بہار جنت میں کس طرح راحت و آرام اور سکون واطمینان کی زندگی گزاریں گے۔ انہیں وہاں ان کی ہر مطلوبہ چیز ہر وقت مہیا کی جائے گی۔ حور وغلمان ان کی خدمت بجالائیں گے۔ جنت کا اعلیٰ رزق انہیں پیش کیا جائے گا۔ اہل جنت ہر قسم کے فکر سے بے خوف اپنے مشغلے میں مصروف ہونگے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کا رب انہیں "سلام" کہے گا اور اپنا دیدار نصیب فرمائے گا۔ سُبحان اللّٰہ

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ))

اللہ رب العزت ہم سب کو ان پاکباز لوگوں کی صف میں شامل فرمائے۔ آمین۔

الگ ہو جاؤ

آج کے خطبہ کی زیر بحث آیات مقدسات میں خالق کائنات نے قیامت کے دن مشرکین، کافرین اور مجرمین کی ذلت ورسوائی کا ذکر فرمایا ہے۔ اور حشر کے دن شیطان کے فرمانبرداروں، غیر اللہ کے پرستاروں اور ابلیس کے وفا شعاروں کو جس اذیت ناک سزا میں مبتلا کیا جائے گا اس کی ایک جھلک بیان فرمائی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ وَامْتَازُوْا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ اور (حکم ہوگا) اے مجرموں! آج الگ ہو جاؤ۔ یعنی دنیا میں تو نافرمان اور فرماں بردار، نیک اور بد، مسلمین اور کافرین، مومنین اور منافقین، محسنین اور مجرمین ملے جلے تھے۔ بلکہ شرک، بدعت، معاصی اور کفر میں مبتلا لوگ توحید پرستوں اور سنت رسول کے شیدائیوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ مگر حشر کے دن اللہ احکم الحاکمین کی طرف سے عام اعلان کر دیا جائے گا۔ کہ آج صالح اور غیر صالح، کافر اور مسلمان، مومن اور منافق، نیک اور بد خلط ملط نہیں ہو سکتے۔ اکٹھے مل جل کر نہیں رہ سکتے۔ لہٰذا اے مجرمین! تم صالحین سے الگ ہو جاؤ۔ اپنی صفیں الگ کرلو جس طرح دنیا میں تمہارا عمل نیکوکاروں سے جدا تھا۔ اسی طرح آج حشر میں تمہارا انجام ان سے الگ ہوگا۔ تم نے دنیا کی عارضی زندگی میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کو اپنا وطیرہ بنایا۔ اس لئے آج تمہیں اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبرداروں کی صفوں میں گھسنے نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ تمہیں ان سے الگ تھلگ رہنا ہوگا۔ آج اہل حق کو جنت کی نعمتیں میسر ہونگی جبکہ اہل باطل کو جہنم کی سزاؤں سے دوچار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے گا۔ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ اور (حکم ہوگا) اے مجرموں! میرے فرمانبرداروں سے الگ ہو جاؤ۔

مجرموں کیلئے یہ محشر کی گھڑی بڑی کٹھن، سخت، دشوار اور پریشان کن ہوگی۔ اب ان کا کوئی عزیز، دوست، ساتھی، بہن، بھائی، ماں، باپ، بیٹا، بیٹی حتیٰ کہ بیوی بھی پرسان حال نہ ہوگی۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ○ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ○ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ○﴾ (عبس ۳۴ تا ۳۷)

''اس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا، اور اپنی ماں سے، اور اپنے باپ سے، اور اپنی بیوی سے، اور اپنے بچوں سے، اس دن ان میں سے ہر شخص کو ایسی فکر لاحق ہوگی جو سب سے بے پروا کر دے گی۔''

قرآن عزیز کے اکیسویں (۲۱) پارے میں قیامت کے دن نیکوکاروں اور بدکاروں کی علیحدگی کا ذکر معجزانہ اختصار سے یوں کیا گیا ہے:

﴿وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ○﴾ (روم ۱۴)

''اور (اے رسول ﷺ) جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن لوگ علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے۔''

مجرمین کے فرقے

مشہور مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھا۔ کہ ''سورت یٰسین'' کی زیر بحث آیات مبارکہ میں مجرموں کی علیحدگی سے مراد یہ ہے کہ مجرمین یعنی کافرین کو جہنم کے الگ الگ مقامات پر عذاب میں اس طرح مبتلا کیا جائے گا کہ وہاں داخلے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دروازہ بند کر دیا جائے گا کہ نہ تو وہ ایک دوسرے کی آواز سن سکیں گے۔ اور نہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔ اسی طرح امام ابن جریر، امام ابن ابی حاتم اور امام بیہقی رحمہم اللہ نے جناب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ۔ ''جب دوزخ کے اندر ان لوگوں کو جو ہمیشہ وہاں رہنے والے ہیں ڈال دیا جائے گا تو (اس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی صورت یہ ہوگی) ان کو لوہے کے صندوقوں میں بند کر کے صندوقوں میں لوہے کی کیلیں ٹھونک دی جائیں گی۔ پھر ان صندوقوں کو دوسرے آہنی صندوقوں میں بند کر دیا جائے گا۔ پھر ان کو ''جحیم'' کی تہہ میں پھینک دیا جائے گا۔کوئی کافر بھی اندر سے سوائے اپنے کسی اور کو عذاب پاتے نہیں دیکھ سکے گا۔اس کا گمان ہوگا کہ صرف مجھے ہی عذاب دیا جا رہا ہے اس طرح دوسروں کو عذاب میں مبتلا دیکھ کر تسلی حاصل کرنے کا موقع نہیں ملے گا''۔

(تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۵۵۷ جلد ۹)

حشر کے دن مومنین اور مسلمین سے کافرین اور مشرکین کی علیحدگی کے بعد پھر مجرمین کی درجہ بندی کی جائے گی۔ اور کافرین اور مجرمین کی تمام اقسام کے لوگوں کو الگ الگ کر کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا امام ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((یَمْتَازُ الْمُجْرِمُوْنَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ فَیَمْتَازُ الْیَهُوْدُ فِرْقَةً وَالنَّصَارٰی فِرْقَةً وَالْمَجُوْسُ فِرْقَةً وَالصَّابِئُوْنَ فِرْقَةً وَعَبَدَةُ الْاَوْثَانِ فِرْقَةً)) (قرطبی صفحہ ۴۶ جز ۱۵)

''مجرموں کو بھی ایک دوسرے سے الگ کر دیا جائے گا پس یہودیوں کا گروہ الگ ہوگا اور نصاریٰ کا فرقہ الگ ہوگا' مجوسی الگ ہوں گے اور بے دین (ملحد) الگ ہوں گے اور بتوں کے پجاریوں کی جماعت الگ ہوگی''۔

مجرموں کی فریاد

حشر کے دن مجرموں کی درجہ بندی کی جائے گی اور ان نافرمانوں کو عذاب الٰہی سامنے نظر آرہا ہوگا تو پریشان' حیران اور غم زدہ ہوں گے۔اپنے اعمال پر پچھتائیں گے۔ یہ ظالم و کافر اور مشرک و منافق جو دنیا میں دندناتے پھرتے تھے۔اور غرور و تکبر سے دین کی بات سننا بھی گوارا نہ کرتے تھے اب ندامت سے اُن کے سر جھکے ہوں گے۔شرم کے مارے آنکھیں نہ اٹھا سکیں گے اور اللہ تعالیٰ کے دربار عالی شان میں دست بستہ عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار! تیرے قرآن اور تیرے پیغمبر کے فرمان نے جس دردناک عذاب سے ہمیں ڈرایا تھا اسے ہم دنیا میں بعید از قیاس خیال کرتے تھے۔اور تیری آیات کا مذاق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اڑایا کرتے تھے۔ آج ہم نے اس عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ کانوں سے سن لیا ہے۔ اور بذات خود مشاہدہ کر لیا ہے۔ اب ہم خواب غفلت سے بیدار ہو چکے ہیں ہمیں حقیقت حال کا پوری طرح احساس وادراک ہو گیا ہے۔ اور اس دن کی جوابدہی پر پورا یقین ہو گیا ہے۔ اے رب العزت! ہماری گزارش کو قبول فرما اور ہمیں ایک مرتبہ پھر دنیا میں بھیج دے ہم تجھ سے وعدہ کرتے ہیں کہ تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور تیرے رسول ﷺ کے علاوہ کسی کی اطاعت گزاری نہیں کریں گے۔ ہم تیری فرمانبرداری اور تیرے رسول کی اطاعت گزاری کر کے اپنی سابقہ نافرمانیوں کے داغ دور کریں گے اور تیرے عبادت گزار بندے بن کر زندگی گزاریں گے۔ مگر

اب پچھتائے کیا ہووت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اس دن کا پچھتاوا اور ندامت و پشیمانی کسی کام نہ آئے گی اور رب تعالیٰ ان مجرموں کی کسی فریاد کو قبول نہ فرمائے گا اور ان کو اوندھے منہ جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

میں یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ بلکہ رب تعالیٰ کے قرآن حکیم کی آیت کا مفہوم اور ترجمہ ہی آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ اٹھایئے قرآن عزیز کا اکیسواں (۲۱) پارہ اور کھولئے سورۃ السجدہ...... جس کو جمعہ کے دن فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں تلاوت کرنا ہمارے پیغمبر اعظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ ہے...... اس سورت کا دوسرا رکوع شروع ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ دوسرے رکوع کی ابتداء میں قیامت کے دن مجرموں کی فریاد کا تذکرہ ان الفاظ میں فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ۝﴾ (سجدہ ۱۲)

"اور کاش وہ منظر تم دیکھو جب مجرمین اپنے سر جھکائے اپنے رب کے حضور پیش ہونگے (اور) کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے (تیرا عذاب) اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور (کانوں سے) سن لیا۔ پس ایک بار ہمیں (دنیا میں) لوٹا دے ہم نیک عمل کریں گے، بے شک اب ہمیں یقین آ گیا ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فریاد کا جواب

مجرمین کی اس فریاد اور آہ وزاری کے جواب میں رب العالمین فرمائیں گے کہ اب دنیا میں واپس جانے کی تمہاری خواہش کبھی پوری نہ ہوگی۔ اب اعمال کا کام ختم ہو چکا ہے' آج تو محاسبہ اعمال اور جزاوسزا کا دن ہے۔ اب اس عذاب کا مزا چکھو۔ جس کا تم دنیا میں انکار کیا کرتے تھے اور جب تمہیں کوئی حشر کے دن کی ذلت ورسوائی سے ڈرانے کی کوشش کرتا' تم اس کا مذاق اڑاتے' اسے دقیانوسی کہتے اور اسے رجعت پسند اور بنیاد پرست کہا کرتے تھے۔ تمہارا یہ مقولہ زبان زد عام تھا کہ

ایہہ جگ مٹھا تے اگلا کہنے ڈٹھا

اور اے مجرمین! جس طرح تم نے دنیا میں ہمیں اور ہمارے احکام کو فراموش کر دیا تھا' اسی طرح آج ہم نے تمہیں نظرانداز کر دیا ہے۔ اب تمہاری کوئی درخواست قبول نہیں کی جائے گی۔ تمہارے ساتھ نرمی کا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ تمہیں رحمت کی چادر میں نہیں لپیٹا جائے گا۔ بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور اس دردناک عذاب سے نکلنے کے تمام راستوں کو مسدود کر دیا جائے گا۔ فرمان خداوندی ہے:

﴿فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝﴾ (سجدہ:۱۵)

''پس اب چکھو' سزا اس جرم کی کہ تم نے اس دن کی ملاقات کو فراموش کر دیا تھا بے شک (آج) ہم نے تمہیں نظرانداز کر دیا ہے۔ اور اب چکھو' ابدی عذاب ان اعمال کے بدلے میں جو تم کیا کرتے تھے۔''

پنجابی شاعر نے قرآن حکیم کی ان آیات کا مفہوم کس خوبصورت پیرائے میں بیان فرمایا ہے کہ حشر کے دن مجرمین کا یہ حال ہوگا

رو رو کہسن دنیا اندر بھیج ربا اک واری

منّ قرآن حدیث نبی دی کر ساں تا بعداری

حکم ہوسی ہن دنیا اندر مول نہ ہرگز جانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وچ عذاب جہنم اندر دائم برا ٹھکانہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا اور آخرت کی ذلت و رسوائی سے محفوظ فرمائے اور دونوں جہانوں میں عزت و سرخروئی عطاء فرمائے۔ آمین۔

شیطان کی اطاعت

جب مجرموں' کافروں' سرکشوں' باغیوں' اسلام کے مخالفوں' مشرکوں اور نافرمانوں کو صالحین' مومنین' مسلمین' قانتین اور متقین سے الگ کر کے مختلف جماعتوں کی شکل میں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو وہ چیخیں' چلائیں اور روئیں گے۔ رب تعالیٰ کی طرف سے انہیں جواب دیا جائے گا۔ کہ اب منہ بسورنے اور چیخنے چلانے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ میں نے تم سے پختہ عہد لے رکھا تھا۔ کہ تم میری ہی عبادت کرو گے اور میری نافرمانی اور شرک کر کے شیطان کو راضی نہیں کرو گے' کیونکہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ ہر وقت تمہیں راہ راست سے بھٹکانا چاہتا ہے۔ اور تمہیں صراط مستقیم سے ہٹا کر جہنم کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ دنیا میں تم نے میری عبادت اور اطاعت کرنے کی بجائے شیطان کی بات مانی اس لئے آج تمہیں عذاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تمہیں جہنم کے عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا سورت یٰسین میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝﴾

''اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت (اطاعت) نہ کرنا۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

اللہ رب العالمین نے جناب آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد پوری اولاد آدم کو خبردار اور آگاہ کر دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس کے جھانسے میں نہ آنا' اس کی سازشوں اور فتنہ سازیوں سے بچنا' وہ تمہیں ہر طریقے سے ورغلانے کی کوشش کرے گا۔ راہ راست سے بھٹکانے کی تگ و دو کریگا۔ اور تمہیں پھسلانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دے گا۔ قرآن عزیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولاد آدم کو کی جانے والی اس نصیحت اور لئے جانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے اس عہد کا تذکر یوں فرماتا ہے۔

﴿ یَا بَنِیْ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطَانُ کَمَا اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِیُرِیَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا اِنَّهٗ یَرٰاکُمْ هُوَ وَقَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیَاطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۝ ﴾ (اعراف ۲۷)

’’(ہم نے کہا) اے اولاد آدم! تمہیں شیطان فتنہ میں مبتلا کر دے گا جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالا (اور) ان سے ان کا لباس (بھی) اتروا دیا' تاکہ انہیں ان کے پردے کی جگہ دکھلا دے' (اے اولاد آدم!) بے شک وہ شیطان اور اس کا قبیلہ تمہیں وہاں سے دیکھتا ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے۔ بلاشبہ ہم نے شیطان کو ان کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔‘‘

شیاطین ایک غیر مرئی یعنی نظر نہ آنے والی مخلوق ہیں۔ وہ چھپ کر وار کرتے ہیں اس لئے اللہ فرماتا ہے۔ اے اولاد آدم! شیاطین کے بہکاوے میں نہ آنا کیونکہ اس نے قسم کھا رکھی کہ وہ بنی آدم کو ہر طرف سے گھیرنے کی کوشش کرے گا۔ اس کے عقائد و اعمال میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرے گا' نیکی کے راستے میں رکاوٹ بنے گا اور اگر انسان کوئی نیکی کر بیٹھے گا تو اس میں ریاکاری اور دکھلاوے کا زہر گھولنے کی سعی کرے گا تاکہ انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کا مستحق نہ بن سکے۔ قرآن حکیم شیطان کے ان عزائم اور منصوبہ بندی سے انسانوں کو یوں آگاہ فرماتا ہے۔

﴿ قَالَ فَبِمَا اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ۝ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَکْثَرَهُمْ شٰکِرِیْنَ ﴾ (اعراف ۱۶'۱۷)

’’شیطان نے کہا' (اے اللہ!) اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ قرار دے دیا ہے۔ میں ضرور تیرے سیدھے راستے پر (انسانوں کو گمراہ کرنے کیلئے) بیٹھوں گا' پھر میں ان کے پاس (بہکانے کیلئے) ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے آؤں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گزار نہیں پائے گا۔"

یعنی شیطان' انسان کو ہر طریقے سے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے کبھی دنیوی خواہشات کے ذریعے بہکاتا ہے اور کبھی عقیدے میں تزلزل اور تذبذب پیدا کر کے گمراہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو شیطان کی چالوں' شرارتوں اور فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

شیطان کے اغواء اور انسان کے خلاف اس کی سازشوں کی تفصیل قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر مختلف اسالیب سے بیان کی گئی ہے۔ مگر ہم اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی معروضات کو سورت یٰسین کی زیر بحث آیات تک محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے کہ۔ اے اولاد آدم! ہم نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے۔ کہ شیطان کی عبادت یعنی اس کی اطاعت ہرگز نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور کوئی عقل مند اور دانا آدمی اپنے دشمن کی اطاعت نہیں کرتا۔

صراط مستقیم

شیطان کی اطاعت کو خیر باد کہہ کر دل و جان سے اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک ماننے اور اس کے محبوب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کی مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا نام "صراط مستقیم" ہے۔ یہی بات سورت یٰسین کی اگلی آیت مبارکہ میں بیان کی گئی ہے:

﴿وَأَنِ اعْبُدُونِي هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ﴾

"اور صرف میری ہی عبادت کرو۔ یہی صراط مستقیم ہے۔"

اللہ رب العزت کی عبادت و اطاعت جنت کے حصول کا ذریعہ جبکہ شیطان کی اطاعت جہنم کے دخول کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾ (فاطر:۶)

"یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے۔ تم اسے اپنا دشمن ہی سمجھا کرو۔ وہ اپنے گروہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(یعنی اپنے فرمانبرداروں) کو صرف اس لئے دعوت دیتا ہے کہ وہ سب جہنمی بن جائیں۔"

ہمیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ شیطان ہماری خیر خواہی اور ہمدردی کے ہزار دعوے کرے، وہ ہم سے دوستی اور الفت و محبت کے جتنے چاہے عہد و پیماں باندھے اور ہمارے ساتھ اپنے شفیقانہ تعلقات کی سینکڑوں قسمیں بھی کیوں کھائے ...... وہ جھوٹ ہے ...... وہ ہمارا ازلی اور ابدی دشمن ہے...... ہمارے باپ جناب آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی پاداش میں اسے جنت سے نکلنے کی تکلیف ابھی بھولی نہیں ہے۔ وہ اس کی چوٹ اور ٹیسیں مسلسل محسوس کر رہا ہے۔ ہمیں اس کی چکنی چپڑی باتوں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔ وہ کل بھی ہمارا دشمن تھا...... آج بھی ہمارا دشمن ہے۔ اور قیامت تک انسانیت کا دشمن رہے گا۔...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، کہ جب وہ تمہارا دشمن اور بدخواہ ہے تو تم بھی اس سے دوستی قائم کرنے کی کوشش نہ کرو بلکہ اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔ وہ کبھی تمہارا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔

"صراط مستقیم" کی مکمل وضاحت و تفصیل اور اس کے متعلقات کی توضیح و تفسیر ہم اسی سورت یٰسین کی آیت نمبر چار کی تشریح میں کر چکے ہیں اس لئے تکرار سے پرہیز کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کی چالوں سے بچنے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

شیطان کا گمراہ کرنا

ابتداء آفرینش سے ہی شیطان، انسان کے درپے ہے اور اسے راہ راست سے بھکانے، صراط مستقیم سے ہٹانے اور غلط راستہ پر چلانے کا کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دیتا، باوجود اس کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام انسانوں سے اپنی ربوبیت اور توحید کا اعتراف و قرار کروایا تھا اور انہیں اس امر سے آگاہ کر دیا تھا کہ شیطان تمہیں گمراہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا...... اے اولاد آدم! کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے ابدی دشمن کی چالوں میں پھنس کر اپنے خالق و مالک کو فراموش کر دو اور غفلت کا شکار ہو جاؤ۔ پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں پشیمانی کا اظہار کرتے ہوئے اور اپنی غفلت کا رونا روتے ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیطان کو موردِ الزام ٹھہراؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ باوجود ہمارے سمجھانے کے انسانوں کی اکثریت' شیطان کی پیروکار ہے اور اکثر لوگ رحمان کا حکم ماننے کی بجائے شیطان کی فرمانبرداری کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور صورت حال یہ ہے کہ:

﴿وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ○﴾

''اور البتہ تحقیق' تم میں سے اکثر لوگوں کو شیطان نے گمراہ کر دیا ہے' کیا تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے۔''

آپ اپنے ماحول' معاشرے اور انسانوں کی حالت پر غور کریں تو محسوس ہو گا کہ چند گنے چنے افراد کے سوا اکثریت کو شیطان نے غلط راستے پر لگا رکھا ہے۔ دنیا کے کافر' مشرک اور غیر مسلم تو رہے ایک طرف ...... کہ وہ تو اسلام اور صاحب اسلام ﷺ کو مانتے ہی نہیں' مگر جو کلمہ گو ہیں' اسلام کے دعوے دار ہیں ...... عشق رسول ﷺ کے بلند و بانگ دعوے کرتے ہیں ...... خود کو اسلام کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں اور مذہب کے شیدائی اور فدائی ہونے کے جذبے کا اظہار کرتے ہیں ...... کیا ان کی اکثریت رحمان کی بجائے شیطان کی پیروکار نہیں ہے؟

- کیا کلمہ پڑھ کر شرک کرنے والے شیطان کے فرمانبردار نہیں ہیں؟۔
- کیا آپ ﷺ کے امتی کہلا کر غیر نبی کی ہر بات کو تسلیم و قبول کرنے والے شیطان کے اطاعت گزار نہیں ہیں؟۔
- کیا مذہب کے نام پر لوگوں کو دین سے ہٹانے اور متنفر کرنے والے شیطان کا کام نہیں کر رہے ہیں؟۔
- کیا قوم کو مذہبی منافرت کی بھینٹ چڑھا کر دنیوی مفادات حاصل کرنے والے شیطانی کھیل نہیں کھیل رہے ہیں؟۔
- کیا ریڈیو' ٹی وی' اخبارات' رسائل اور دیگر ذرائع سے ملک میں فحاشی' عریانی' بے حیائی اور بے غیرتی پھیلانے والے شیطان کے ہمنوا نہیں ہیں؟۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- کیا قوم کے خون پسینے کی کمائی پر عیش و عشرت کرنے والے حکمران شیطانی کردار ادا نہیں کر رہے ہیں؟۔
- کیا رشوت لینے والے افسران شیطانی فعل کے مرتکب نہیں ہو رہے ہیں؟۔
- کیا منبر رسول ﷺ کے ورثاء قوم کو شرک و بدعت میں مبتلا کر کے شیطان کو راضی نہیں کر رہے ہیں؟۔
- کیا ایک خدا' ایک رسول' ایک کعبہ اور ایک قرآن پر ایمان رکھنے والوں کو آپس میں لڑانے والے اور ایک دوسرے کو قتل کرنے والے شیطان کے ساتھی نہیں ہیں۔
- کیا اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والے اس ملک کا نام مٹانے کی کوشش کرنے والے شیطان کا کردار ادا نہیں کر رہے ہیں؟۔

محترم بھائیو! قرآن حکیم کی سورت یٰسین ہمیں پکار پکار کر کہہ رہی ہے' اے انسانو! ذرا غور کرو کہ تم میں سے اکثریت کو شیطان نے گمراہ کر دیا ہے۔ کیا اب بھی تمہیں عقل نہیں آئی کہ شیطان کی پُر فریب چالوں سے بچ سکو؟۔

﴿وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ﴾

''اور البتہ تحقیق تم میں سے بہت سی مخلوق کو شیطان نے گمراہ کر دیا ہے' کیا تم اتنی عقل نہیں رکھتے۔''

جہنم کا وعدہ

اے آدم کے بیٹو! یاد رکھو اگر تم نے اب بھی شیطان سے بچنے کی کوشش نہ کی اور شیطان کے راستے کو چھوڑ کر رحمان کا راستہ اختیار نہ کیا تو شعلے مارتی ہوئی جہنم تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ جب دربار الٰہی سے تمہیں اس میں داخل کرنے کا فیصلہ ہو گیا تو پھر جہان کی کوئی طاقت تمہیں اس کے دردناک عذاب سے بچا نہ سکے گی۔

بھائیو! سوچنے اور فکر کرنے کی بات ہے کہ دنیاوی معاملات میں ہم بڑے سمجھدار' ہوشیار اور چالاک ہیں کہ مخالف کی بات کو سننے کیلئے تیار نہیں ہوتے مگر دین کے معاملے میں ہم ایسے لاپرواہ' بے سمجھ اور بے وقوف واقع ہوئے ہیں کہ اپنے ازلی دشمن ''شیطان'' کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نقش قدم پر چل رہے ہیں اور کفر و شرک اور معصیت کا ارتکاب کر کے شیطان کو راضی اور رحمان کو ناراض کر رہے ہیں...... اگر ہمارا یہی حال رہا اور ہم نے اپنے عقائد و اعمال کو درست کرنے کی کوشش نہ کی اور اپنی زندگی قرآن و سنت کے احکام کے مطابق نہ گزاری تو حشر کے دن شیطان کے فرمانبرداروں کا جو حال ہوگا۔ وہ بھی سورت یٰسین کے الفاظ میں ہی سماعت فرمائیں اور دعا کریں کہ رب تعالیٰ ہم سب کو شیطان کے شکنجوں سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ فرمان الٰہی ہے کہ حشر کے دن شیطان کے اطاعت گزاروں سے کہا جائے گا:

﴿هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝﴾

''یہ ہے جہنم' جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ اس کفر کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔''

جہنم کا عذاب

قرآن عزیز کی متعدد آیات میں مجرموں' کافروں' مشرکوں' منکروں اور نافرمانوں کیلئے جہنم کے کربناک اور دردناک عذاب کی تفصیلات بیان فرمائی گئی ہیں۔ شارح قرآن جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے کئی ارشادات میں جہنم کی ہیبت' کرب اور سزا کا ذکر فرمایا ہے۔ مگر اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے قرآن حکیم میں سے صرف سورت واقعہ کی چند آیات' ان کا ترجمہ اور ایک حدیث مبارکہ کی عبارت اور ترجمے پر اکتفا کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ خالق کائنات ہم سب کو شرک و بدعت سے محفوظ رکھ کر جہنم کے عذاب سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۝ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ۝ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ۝ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۝ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ۝ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ۝ لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۝ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۝ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۝ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۝ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ ﴾ (واقعہ ۴۱ تا ۵۶)

''اور بائیں ہاتھ والے' کیسی خستہ حالت ہوگی' بائیں ہاتھ والوں کی (وہ) جھلستی لو اور کھولتے ہوئے پانی اور سیاہ دھوویں کے سائے میں ہوں گے۔ نہ ٹھنڈا ہوگا نہ آرام دہ۔ بلا شبہ یہ لوگ پہلے بڑے خوش حال تھے اور اپنے بڑے بھاری گناہوں پر اصرار کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو ہم دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے؟ اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا کو بھی زندہ کیا جائے گا؟ (اے پیغمبر ﷺ!) آپ فرما دیجئے' بے شک اگلوں اور پچھلوں سب کو ایک مقرر وقت اور دن میں ضرور اکٹھا کیا جائے گا۔ پھر اے گمراہ ہونے اور جھٹلانے والو! تم ضرور کھاؤ گے زقوم کے درخت سے' پس تم بھرو گے اس سے اپنے پیٹوں کو' پس اس پر کھولتا ہوا پانی پیؤ گے' جس طرح پیاس کا مارا اونٹ پیتا ہے' قیامت کے دن یہ ان کی ضیافت ہو گی۔''

آپ قرآنی الفاظ اور ان کے ترجمہ پر غور فرمائیں کہ ان آیات بابرکات میں اہل جہنم کی حالت زار اور بدنصیبی کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ جب دوزخیوں کو جہنم میں پھینکا جائے گا اور وہ پیاس کی شدت سے تلملائیں گے تو انہیں گرم اور کھولتا ہوا پانی مہیا کیا جائے گا اور جب یہ بدبخت انسان جہنم کی لُو سے بھاگیں گے تو انہیں دوزخ سے اٹھنے والے سیاہ و بدبودار دھویں کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نصیب نہ ہوگا۔

اللہ کریم نے انسانوں کو اس سزا' عذاب اور آگ میں ڈالے جانے کے تین اسباب بھی بیان فرما دیئے ہیں۔ پہلا سبب تو یہ ہے کہ دنیا میں ان کے پاس مال و دولت کی فراوانی اور کثرت تھی مگر انہوں نے رب العزت کے عطاء کردہ اس مال کو دنیا کی لذتوں اور نفس کی خواہشوں میں ضائع کر دیا۔ انہوں نے کبھی اللہ تعالیٰ کو یاد ہی نہیں کیا اور محتاجوں' غریبوں'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنگ دستوں‘ فاقہ کشوں اور حاجت مندوں کی ضروریات کا انہیں کبھی خیال نہ آیا تھا۔ اہل دوزخ کی سزا کا دوسرا سبب اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ شرک پر اڑے رہے اور ان قسمت کے ماروں نے عقیدہ توحید اختیار نہ کیا‘ ”اَلْحِنْثُ الْعَظِیْمُ“ یعنی گناہ عظیم سے شرک ہی مراد ہے۔ ان آیات میں اہل دوزخ کو سزا سے دوچار کرنے کی تیسری وجہ یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ قیامت کے منکر تھے اور بڑے تکبر‘ فخر‘ عناد اور مذاق سے کہا کرتے تھے کہ کیا ہماری بوسیدہ ہڈیوں کو دوبارہ زندگی عطاء کی جائے گی ...... اور ...... ہاں ہمارے آباؤ اجداد جو صدیوں پہلے موت کے منہ میں جا چکے ہیں‘ کیا انہیں بھی زندگی بخشی جائے گی ؟...... گویا انسان کا مر کر پھر زندہ ہو کے دربار الٰہی میں پیش ہونا ان کیلئے نا قابل یقین نظریہ تھا۔

ان آیات میں خالق ارض و سماء جہنمیوں کی خوراک اور غذا کا بھی ذکر فرماتے ہیں کہ جب انہیں شدید بھوک اور پیاس محسوس ہوگی تو یہ بدنصیب ”زقوم“ کا کڑوا اور بدبودار درخت کھانے پر مجبور ہوں گے اور پینے کیلئے کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جس سے ان کے ہونٹ اور منہ جل جائیں گے۔ انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی۔ مگر پیاس اس قدر شدید ہوگی کہ وہ اس کھولتے ہوئے پانی کو بھی پیاسے اونٹ کی طرح پیتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو جہنم کی گرم ہوا سے بھی محفوظ رکھے۔ آمین۔

اہل دوزخ کی بھوک‘ پیاس‘ بدحالی‘ بے بسی‘ بے کسی اور ان کو مہیا کئے جانے والی بدبودار غذا کا ذکر قرآن حکیم کی سورت ابراہیم‘ سورت صافات‘ سورت دخان‘ سورت اعراف اور کئی دوسرے مقامات پر بھی کیا گیا ہے‘ مگر ہم طوالت کے پیش نظر ان کی تفصیل عرض کئے بغیر نبی دو جہاں‘ سرور رسولاں اور تسکین قلب و جاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث مقدسہ کی عبارت اور اس کے ترجمے سے آپ کو آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

جناب ابودرداء رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُلْقٰی عَلٰی اَھْلِ النَّارِ الْجُوْعُ فَیَعْدِلُ مَا فِیْھِمْ مِنَ الْعَذَابِ فَیَسْتَغِیْثُوْنَ فَیُغَاثُوْنَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِطَعَامٍ مِّنْ ضَرِيعٍ لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ فَيَسْتَغِيثُوْنَ بِالطَّعَامِ فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ ذِي غُصَّةٍ فَيَذْكُرُوْنَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُجِيزُوْنَ الْغُصَصَ فِي الدُّنْيَا بِالشَّرَابِ فَيَسْتَغِيثُوْنَ بِالشَّرَابِ فَيُرْفَعُ إِلَيْهِمُ الْحَمِيمُ بِكَلَالِيبِ الْحَدِيدِ فَإِذَا دَنَتْ مِنْ وُجُوهِهِمْ شَوَتْ وُجُوهَهُمْ فَإِذَا دَخَلَتْ بُطُونَهُمْ قَطَعَتْ مَافِي بُطُونِهِمْ فَيَقُولُوْنَ ادْعُوا خَزَنَةَ جَهَنَّمَ فَيَقُولُوْنَ أَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَى قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ فَيَقُولُوْنَ ادْعُوا مَالِكًا فَيَقُولُوْنَ يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ فَيُجِيبُكُمْ إِنَّكُمْ مَّاكِثُوْنَ قَالَ الْأَعْمَشُ نُبِّئْتُ أَنَّ بَيْنَ دُعَائِهِمْ وَإِجَابَةِ مَالِكٍ إِيَّاهُمْ أَلْفَ عَامٍ قَالَ فَيَقُولُوْنَ ادْعُوا رَبَّكُمْ فَلَا أَحَدٌ خَيْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَيَقُولُوْنَ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُوْنَ قَالَ فَيُجِيبُهُمْ اِخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ قَالَ فَعِنْدَ ذَالِكَ يَئِسُوا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ وَعِنْدَ ذَالِكَ يَأْخُذُوْنَ فِي الزَّفِيرِ وَالْحَسْرَةِ وَالْوَيْلِ))

(رواہ الترمذی مشکوۃ المصابیح صفحہ ۵۰۴)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دوزخیوں کو بھوک میں مبتلا کیا جائے گا۔ پس وہ بھوک ان کے عذاب کے برابر ہوگی۔ پس وہ جہنمی کھانے کیلئے فریاد کریں گے تو انہیں خاردار جھاڑ کھانے کیلئے دیا جائے گا۔ جو انہیں نہ فربہ کرے گا اور نہ بھوک دور کرے گا۔ وہ پھر کھانے کیلئے فریاد کریں گے تو گلے میں اٹک جانے والے کھانے کے ساتھ ان کی فریادرسی کی جائے گی پھر انہیں یاد آئے گا کہ تحقیق وہ دنیا کے اندر حلق میں اٹک جانے والی چیز کو پانی سے نیچے اتارتے تھے اب وہ پانی کیلئے فریاد کریں گے۔ تو انہیں ''کلاب حدید'' سے گرم پانی دیا جائے گا۔ پس جب وہ پانی ان کے مونہوں کے قریب جائے گا تو اس کی حدت ان کے چہروں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کو جھلس دے گی۔ پھر جب وہ گرم پانی ان کے پیٹوں میں داخل ہوگا تو انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ پس دوزخی عرض کریں گے کہ جہنم کے داروغوں کو بلاؤ تو دوزخ کے نگران کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول واضح دلائل لے کر نہیں آئے تھے۔؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں (ضرور آئے تھے) فرشتے کہیں گے کہ رب کے سوا جن کو تم پوجتے تھے آج انہیں (اپنی) مدد کیلئے پکارو اور کافروں کی پکار تو محض گمراہی ہے پس جہنمی آپس میں باتیں کریں گے کہ مالک کو بلاؤ تو وہ مالک سے کہیں گے اے مالک! چاہیے کہ تمہارا رب ہمارا خاتمہ ہی کر دے۔ وہ جواب دے گا کہ تمہیں تو یہاں ہمیشہ (جلتے) رہنا ہے۔

امام اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ جہنمیوں کی پکار اور مالک کے جواب میں ہزاروں سال کا فاصلہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب کہیں گے کہ "اپنے رب ہی کو پکارو" کیوں کہ تمہارے رب سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ لہٰذا وہ اللہ رب العزت کے ہاں عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار! ہماری شقاوت ہم پر غالب آ گئی اور ہم گمراہ قوم تھے۔ اے ہمارے رب! ہمیں اس جہنم سے نکال دے اگر ہم پھر وہی کام کریں تو ظالم ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا 'دور ہو جاؤ' جہنم میں اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ نبی اکرم و نے فرمایا کہ پھر وہ ہر چیز سے مایوس ہو جائیں گے اور فریاد' واویلا اور چیخ و پکار شروع کر دیں گے۔"

حضرت مولانا محمد لکھوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "احوال لاخرت" میں ان قرآنی آیات اور حدیث مقدسہ کا پنجابی ترجمہ بڑے متاثر کن الفاظ میں کیا ہے:

کافر وچ عذاباں سڑسن روون سال ہزاراں
عاجز ہو کر ملکاں تائیں کرسن عرض گزاراں
کرن دعا خدا وندسا نوں اک دن کرے آسانی
اک دن کرے تخفیف عذابوں فضل کرے رحمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہن فرشتے کیا نبی تہاڈے دنیا وچ نہ آیا
اونہاں کفر شرک تھیں منع نہ کیتا خوف عذاب سنائے
کافر کہسن نبی آئے تے قہروں بہت ڈرایا
پر شامت نفسوں اساں نہ منیاں جو او ہناں فرمایا
اسیں آپ وڈے گمراہی اندر لائق سخت سزائیں
سب اقرار کفر دا کرسن بد اعمال ادائیں
کہسن ملک تے نہ نفع تسان ہن جے کروسو پکاراں
ہو دم سڑو عذاب جہنم نفع نہ دعا کفاراں
پھر نا امید اوہنا تھیں ہو کر کہسن مالک تائیں
کہہ رب موت اسانوں دیوے ہو دن دور بلائیں
سال ہزاراں کرن فریاداں اوڑک جھڑکی آوے
دور ہو وو چپ ہو کر سڑیو بولنا تساں نہ بھاوے

سورت یٰسین کی زیر بحث آیات مقدسات میں بھی اسی بات کو بیان فرمایا گیا ہے۔ کہ قیامت کے دن ابلیس کے فرمانبرداروں غیر اللہ کے پرستاروں شیطان کے اطاعت گزاروں سے کہا جائے گا:

﴿ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝﴾

''یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ اس کفر کی وجہ سے جو تم کیا کرتے تھے۔''

اعضاء کی گواہی

قیامت کے دن بعض لوگ اپنے افعال و اعمال کا انکار کریں گے اور ان اعمال کی سزا قبول کرنے سے پس و پیش کریں گے تو رب تعالیٰ کی طرف سے ان کی تمام زندگی کا کچا چٹھا ان کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ حکم ہو گا:

﴿ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴾ (بنی اسرائیل ۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اپنا نامہ اعمال پڑھو! اپنی باز پرس کرنے کیلئے آج تم خود ہی کافی ہو۔''

جب نافرمان اور کافر لوگ اپنا نامہ اعمال دیکھیں گے اور زندگی بھر کی کرتوتوں کی تفصیل ملاحظہ کریں گے تو ان کی حالت ناگفتہ بہ ہوگی۔ خوف اور ڈر کی شدت سے ان کے دل دھڑک رہے ہوں گے۔ چہروں کا رنگ بدل چکا ہوگا۔ حسرت و ندامت اور پشیمانی و شرمندگی کا اظہار ان الفاظ میں کریں گے:

﴿يَاوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصَاهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا۝﴾ (کہف ۴۹)

''ہائے افسوس! اس نامہء اعمال کو کیا ہو گیا۔ کہ اس نے کسی چھوٹے اور بڑے گناہ کو نہیں چھوڑا مگر اس کا شمار کر لیا ہے اور اس دن وہ اپنے اعمال کو اپنے سامنے حاضر پالیں گے۔ اور (اے پیغمبر!) آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔''

جب کوئی کافر، مشرک، عاصی، نافرمان، منافق اور ظالم انسان اپنے نامہء اعمال میں گناہوں، غلطیوں اور معاصی کی فہرست کو دیکھے گا تو اسے یقین کرنے میں کوئی شبہ نہ رہے گا کہ اب میرے لیے سوائے عذاب جہنم کے کوئی دوسرا فیصلہ نہیں ہو سکتا اور اسے صاف نظر آ رہا ہوگا کہ مجھے رب تعالیٰ کے فرشتے ابھی پکڑیں گے لوہے کی زنجیروں میں جکڑیں گے اور اُلٹے منہ جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دیں گے......''

کافی سوچ و بچار اور غور و خوض کے بعد اسے اس عذاب اور پریشان کن صورت حال سے نجات کا ایک ہی راستہ نظر آئے گا کہ میں اس کتاب میں درج شدہ تمام اعمال و افعال کا انکار کر دوں، ہو سکتا ہے میرا جھوٹ کام آ جائے اور میرے انکار کی بنیاد پر اس دردناک عذاب سے چھٹکارا حاصل ہو جائے۔ صحابی رسول جناب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ذکر کیا گیا ہے کہ کافر اور منافق اپنے اعمال نامہ کو دیکھ کر ان اعمال کا انکار کر دے گا اور قسم اٹھا کر کہے گا۔ اے میرے پروردگار! مجھے تیری عزت کی قسم، مجھ پر مقرر کردہ فرشتے نے میرے اعمال نامے میں میرے خلاف وہ اعمال لکھ دیئے ہیں جو میں نے کبھی کئے ہی نہیں۔ اللہ احکم الحاکمین فرمائے گا۔ تو نے فلاں وقت، فلاں جگہ، فلاں کام کیا تھا تو وہ کافر و منافق

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کہے گا۔ اے میرے رب! تیری عزت کی قسم میں نے یہ کام نہیں کیا۔ اس کے مسلسل انکار پر کراماً کاتبین کو بلایا جائے گا اور ان سے اس بارے میں گواہی طلب کی جائے گی۔ فرشتہ اس کے اعمال و افعال اور کردار و اطوار کے ایک ایک لمحہ کی رپورٹ عرض کرے گا مگر وہ ظالم فرشتے کی گواہی کا بھی انکار کر دے گا اور بعض لوگ کہیں گے کہ ہم اپنے وجود کے سوا کسی دوسرے کی گواہی کو تسلیم ہی نہیں کرتے تو اس صورت حال کے باعث اللہ رب العالمین اس کافر کے منہ پر مہر لگا دے گا' زبان بند ہو جائے گی اور اس کے جسم کے اعضاء سے گواہی طلب کی جائے گی۔ (تفسیر مظہری مترجم ۵٦۰ جلد ۹' تفسیر ابن کثیر ۵۷۷ جلد ۳)

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا

اب سورت یٰسین کی آیات کے الفاظ اور ترجمے پر غور فرمائیں تو یہی بات مزید نکھر کر سامنے آ جائے گی۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۝﴾

''آج کے دن ہم ان کے مونہوں پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہمارے ساتھ کلام کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کاموں کی گواہی دیں گے۔''

نبی اکرم کا ہنسنا

خادم رسول جناب انس رضی اللہ عنہ سورت یٰسین کی ان آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل و مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنسنا شروع کر دیا تفسیر درمنثور میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھلکھلا کر ہنسے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں اور شرکاء محفل سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَكُ ؟ کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں ہنسا ہوں؟ ہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ تو امام انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بندے کی اس گفتگو سے ہنسا ہوں جو وہ (حشر کے دن) اپنے رب سے کرے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گا۔ يَقُوْلُ يَارَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ۔ بندہ کہے گا' اے میرے رب! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ بَلٰی...... ہاں...... میں نے تجھے ظلم سے پناہ دی ہے کہ آج (قیامت) کے دن کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا تو بندہ عرض کریگا۔ فَاِنِّي لَا اُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِيْ اِلَّا شَاهِدًا مِنِّيْ۔ اے اللہ تعالیٰ! میں اپنے مخالف اپنی ذات کے سوا کسی کی گواہی کو جائز اور صحیح نہیں سمجھتا۔ اللہ رب العالمین کی طرف سے ارشاد ہوگا۔ اچھا آج تیری ذات کی گواہی اور کراما کاتبین کی گواہی کافی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

((فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ فَيُقَالُ لِاَرْكَانِهِ انْطِقِيْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهِ قَالَ ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ قَالَ فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَّكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ)) (صحیح مسلم ص۴۰ جلد۲ کتاب الزھد)

''پس بندے کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء کو بولنے کا حکم دیا جائے گا۔ وہ اس کے سارے اعمال بیان کریں گے۔ پھر بندے کو کلام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ تو بندہ اپنے جسم کے اعضاء سے کہے گا' تم دور ہو جاؤ' ہلاک ہو جاؤ' میں تو تمہاری وجہ سے یعنی تمہیں عذاب سے بچانے کیلئے جھگڑا کر رہا تھا۔''

اعضاء سے سوال و جواب

مشرکین' منافقین اور مجرمین کے برے اعمال کے خلاف ان کے اعضاء کی گواہی کی بات قرآن حکیم کے چوبیسویں (۲۴) پارے میں ایک دوسرے انداز سے بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے مخالفون' نافرمانوں اور توحید کے منکروں کو جہنم کی طرف ہانک دیا جائے گا۔ جب یہ مجرم لوگ آتش دوزخ کے قریب جائیں گے تو ظالم اپنے برے اعمال اور عقیدے سے اظہار برأت کرتے ہوئے اپنے کیئے ہوئے افعال کا سرے سے انکار کر دیں گے اور کہیں گے اے باری تعالیٰ! ہمیں جن جرائم کی وجہ سے جہنم کی طرف دھکیلا جا رہا ہے' وہ ہم نے کیئے ہی نہیں ہیں۔ اے باری تعالیٰ! اگر آج تیرے دربار میں انصاف نہیں ہوگا تو کہاں ہوگا۔ اے مولا! یہ کیا اصول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا کہ ''کرے کوئی اور بھرے کوئی'' جن گناہوں کی سزا کے طور پر ہمیں جہنم کے دردناک عذاب میں مبتلا کیا جا رہا ہے وہ تو ہم سے سرزد ہی نہیں ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ان مجرموں کے کانوں' آنکھوں اور چمڑے کو بولنے کا حکم دیں گے تو ان کے کان' آنکھیں اور جسم کے اعضاء اور حصے ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ کہ اللہ رب العزت! ان ظالموں نے واقعتاً یہ گناہ اور جرائم کئے ہیں اور ان کی پاداش میں یہ عذاب کے مستحق اور سزاوار ہیں۔ اب کسی کو یارائے انکار نہ ہوگا۔ تو یہ مجرم لوگ' اپنے اعضاء کی اپنے خلاف گواہی سن کر بڑے سٹپٹائیں گے' انہیں کوسیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے تو تمہیں دردناک عذاب سے بچانے کیلئے یہ جھوٹ بولا تھا۔ تمہیں ہمارے خلاف گواہی دینے کی کیا ضرورت تھی؟ جسمانی اعضاء جواب دیں گے کہ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔ تم ہمیں طعن نہ دو' ہمیں تو اس اللہ تعالیٰ نے بولنے کا حکم دیا ہے۔ جس نے ہر چیز کو نطق و گویائی کی صلاحیتوں سے نوازا ہے اور اسی نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور اب بھی تم اسی کی طرف لوٹائے جا رہے ہو۔ اس کی حکم عدولی' ہمارے بس کا روگ نہیں۔ صرف ہم کیا؟ اس کے حکم پر تو ہر چیز بول رہی اور گواہی دے رہی ہے۔

میں یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا' نہ اپنے کسی استاد کے ارشادات نقل کر رہا' نہ کسی بزرگ کی کرامات سنا رہا ہوں اور نہ ہی کسی ولی کا کلام پیش کر رہا ہوں بلکہ اس رب العالمین کے قرآن عزیز کی آیات کا مفہوم عرض کر رہا ہوں۔ جس سے دنیا کی کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے' جو ہمارے اعمال کو دیکھتا اور ہمارے سینوں کے رازوں کو جانتا ہے۔ اٹھایئے! قرآن حکیم اور کھولئے اس کتاب مبین کا چوبیسواں (۲۴) پارہ' سورت کا نام' سورت حم السجدہ' تلاوت فرمایئے۔ ترجمے کو ذہن میں بٹھایئے اور آخرت کی ذلت و رسوائی سے بچنے کی کوشش کیجئے اور خالق ارض و سماء کے حضور دست بستہ عرض کیجئے کہ ہم سب کو دنیا و آخرت کی عزت و سرخروئی نصیب فرمائے۔ آمین۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان عظیم الشان ہے:

وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَآءُ اللّٰهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ○ حَتّٰى إِذَا مَا جَآءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ وَقَالُوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○﴾ (حٰمٓ السجدہ: ۱۸ تا ۲۳)

''اس دن اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو آگ کی طرف اکٹھا کیا جائے گا پھر انہیں گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب دوزخ کے قریب جائیں گے تو ان کے خلاف ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں گواہی دیں گی۔ اس بارے میں جو وہ اعمال کیا کرتے تھے۔ وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ کہیں گے ہمیں بلایا اللہ تعالیٰ نے جس نے ہر چیز کو قوت گویائی عطاء فرمائی اور پہلی مرتبہ تمہیں اسی نے پیدا کیا تھا اور اب اسی کی طرف تم لوٹائے جا رہے ہو اور تم اپنے آپ کو اس سے نہیں چھپا سکتے کہ تمہارے خلاف تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی نہ دیں بلکہ تم یہ گمان کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اکثر اعمال کو جانتا ہی نہیں۔ اپنے رب کے بارے میں ہمارے اسی گمان نے تمہیں ہلاک کر دیا پس تم نقصان اٹھانے والے ہو گئے۔''

آگے بڑھنے سے پہلے قرآنی آیات اور رسول اکرم ﷺ کے مذکورہ الصدر ارشادات کا پنجابی ترجمہ سماعت فرمائیں تو ان شاء اللہ بات پوری طرح سمجھ آ جائے گی۔ حضرت حافظ لکھوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

جو لکھن قول تے فعل بندیاں دے دن تے رات فرشتے
اوہ وی آ کر دین گواہی دس طور سرشتے
پر کافر سخت کمال انکا روں کرن قبول نہ کائی
بند زبان اونہاندی ہوسی قدرت مہر لگائی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بولن ہتھ تے پیر اوہنا ندے، دسے بدن جو کوئی
اکھاں، کن، بھی دین گواہی باقی عذر نہ کوئی
طعنے، جھڑکاں پھٹکاں دیون کا فر عضواں تائیں
آکھن سانوں جھوٹیاں کر کے لیسو، تسیں سزائیں
منکر ہویاں تمامی بچدے کیتی تساں تباہی
عضو کہن بلایا سانوں قدرت نال الٰہی
رکھیا جس تہاڈی تابع دنیا وچ اسانوں
ہن اوسے قدرت نال بلایا، آکھیا سچ تسانوں
تسیں مالک نال مخالف ہوئے نعمت شکر بھلایا
ظلم کیتا تساں اوپر اپنے سانوں نال مرایا

سورت یٰسین کی زیر بحث آیات طیبات کو دوبارہ ذہن میں لائیں تاکہ بات مزید عیاں ہو جائے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝﴾

''آج (قیامت) کے دن ہم ان کے مونہوں پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے برے اعمال پر گواہی دیں گے جو وہ کرتے تھے۔''

جس طرح بدعمل اور کافر و منافق کے اعضاء اس کے برے اعمال کے خلاف گواہی دیں گے، اسی طرح اللہ اگر چاہے گا تو باعمل اور موحد انسانوں کے اعضاء اُن کے نیک اعمال کے بارے میں شہادت اور گواہی دیں گے۔ نبی اکرم ﷺ کی صحابیہ سیدہ بسیرہ رضی اللہ عنہا جو مہاجرات میں سے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

((عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّقْدِيْسِ وَلَا تَغْفُلْنَ وَاعْقِدْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِالْاَنَامِلِ فَاِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ وَّمُسْتَنْطَقَاتٌ)) (تفسیر الدر المنثور صفحہ ۲۷۶ جلد ۵)

''تم سبحان اللہ' لا الہ الا اللہ اور تقدیس الٰہی کا التزام کرو اور ان سے غفلت نہ برتو اور ان اذکار کو انگلیوں کے پوروں پر شمار کرو۔ کیونکہ ان سے سوال کیا جائے گا اور انہیں (قیامت کے دن) بولنے کی قوت عطاء فرمائی جائے گی۔''

اللہ تعالیٰ کی قدرت

سورت یٰسین کی اگلی آیات میں خالق بحر و بر اللہ بزرگ و برتر نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن کی سزا کا حال اور اس دن مجرموں کی گرفت اور سزا دینے اور عذاب کی باتیں سن کر کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اللہ رب العزت صرف قیامت کے دن ہی سزا دینے اور عذاب میں مبتلا کرنے اور انسانوں کو پکڑنے پر قادر ہے اور دنیا میں لوگ آزاد اور رب تعالیٰ کی دسترس سے باہر ہیں کہ یہاں جو جی میں آئے کرتے پھریں۔ انہیں کوئی روک ٹوک نہیں سکتا۔ فرمایا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ اگر ہم چاہیں تو آن واحد میں انسانوں کو عذاب کے ایسے شکنجے میں کس دیں کہ نجات کا کوئی راستہ ہی نظر نہ آئے۔ اور...... ہاں...... اگر ہمارا ارادہ ہو تو ہم ان کی آنکھوں' کانوں اور روشنی کو سلب کر لیں پھر انہیں دنیا کی کوئی چیز ہی نظر نہ آئے اور بینائی ختم کرنا تو رہا ایک طرف' ہم اگر چاہیں تو ان کی آنکھوں کو ہی مٹا دیں۔ پھر نظر آنا اور دیکھنا تو دور کی بات ہے بلکہ یوں کر دیں کہ جس طرح آنکھ نام کی کوئی چیز موجود ہی نہیں تھی۔ فرمایا...... یاد رکھو...... ہمارے اختیارات اور قدرت کا تو یہ عالم ہے کہ اگر ہم چاہیں تو جہاں یہ بیٹھے ہوں وہیں ان کی شکلیں تبدیل کر دیں' ان کے حلیے بگاڑ دیں اور انہیں بیٹھے بیٹھے ایسے پتھر بنا دیں کہ نہ آگے جا سکیں اور نہ ہی پیچھے گھر کو لوٹ سکیں۔ لیکن ہم نے انہیں مہلت دے رکھی ہے۔ ہماری ڈھیل کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ ہمارے قابو سے باہر ہیں۔

تاریخ انسانی میں اللہ رب العزت کی قدرت سے ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے نے پر ہلایا تو جناب لوط علیہ السلام کی قوم کی آنکھیں ضائع کر دی گئیں' قرآن حکیم فرماتا ہے۔ فَطَمَسْنَا اَعْيُنَهُمْ (سورت قمر آیت نمبر ۳۷) تو ہم نے ان کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آنکھوں کے نشانات کو ہی مٹا دیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کئی نافرمان قوموں کی شکلیں بگاڑ دیں۔ قرآن عزیز میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے بارے میں فرمایا۔ کہ:

﴿وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ﴾ (مائدہ ۶۰)

''کہ ہم نے انہیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں تبدیل کر دیا۔''

یہ امر بھی مبنی بر حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ نشانی بھی ظاہر ہوئی کہ رب کائنات نے اپنے نافرمانوں کو جہاں تھے وہیں پتھر بنا دیا۔ مشہور تفسیری روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ''اساف اور نائلہ'' مرد و عورت نے خانہ کعبہ میں زنا جیسے قبیح فعل کا ارتکاب کیا تو اللہ احکم الحاکمین نے انہیں پتھر بنا دیا اور ایک عرصہ تک وہ دونوں پتھر عبرت کیلئے ''صفا اور مروہ'' پر پڑے رہے۔

سورت یٰسین کی زیر بحث آیت میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور اختیارات کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ ہم ہر چیز پر قادر ہیں۔ یہاں تک کہ:

﴿وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ۝﴾

''اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو مٹا دیں وہ دوڑ کر راستہ کی طرف آئیں تو وہ کہاں دیکھ سکیں گے۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی شکلوں کو ان کے ٹھکانوں پر ہی مسخ کر دیں۔ پھر وہ نہ آگے بڑھنے کی طاقت رکھیں اور نہ ہی واپس لوٹ سکیں۔''

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ استدعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی گرفت اور پکڑ سے محفوظ رکھے۔ ہمیں دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچائے توحید و سنت کی سمجھ عطا فرمائے اور اپنی رحمت سے حشر کی سختیوں اور اذیتوں سے نجات عطا فرما کر جنت کا داخلہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ : ۱۱

آخرت اور توحید کے دلائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتِمِ النَّبِیِّیْنَ اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
وَمَنْ نُّعَمِّرْہُ نُنَکِّسْہُ فِی الْخَلْقِ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ○ وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَہٗ اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ ○ لِّیُنْذِرَ مَنْ کَانَ حَیًّا وَّیَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ○ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَھُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَا اَنْعَامًا فَھُمْ لَھَا مٰلِکُوْنَ ○ وَذَلَّلْنٰھَا لَھُمْ فَمِنْھَا رَکُوْبُھُمْ وَمِنْھَا یَاْکُلُوْنَ ○ وَلَھُمْ فِیْھَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ ○ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اٰلِھَۃً لَّعَلَّھُمْ یُنْصَرُوْنَ ○ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَھُمْ وَھُمْ لَھُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ○ فَلَا یَحْزُنْکَ قَوْلُھُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ○﴾ (یٰسین ۶۸ تا ۷۶)

’’اور جسے ہم طویل عمر دیتے ہیں یعنی بوڑھا کر دیتے ہیں۔ تو اسے پیدائشی حالت کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔ یعنی اس کی طبعی قوتوں کو کمزور کر دیتے ہیں۔ کیا پھر بھی وہ نہیں سمجھتے؟ اور ہم نے اسے (نبی کریم ﷺ کو شعر) نہیں سکھایا اور نہ یہ ان کے شایانِ شان ہے۔ وہ تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے۔ تاکہ وہ ہر زندہ شخص کو خبردار کرے اور کافروں پر حجت ثابت ہو جائے۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی مخلوق سے ان کیلئے مویشی بنا دیئے۔ پس وہ ان کے مالک ہیں۔ اور ان مویشیوں کو ہم نے ان کے تابع فرمان بنا دیا ہے۔ پس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے بعض ان کی سواریاں ہیں اور بعض کا وہ گوشت کھاتے ہیں۔ اور ان کیلئے ان مویشیوں میں کئی فوائد اور (دودھ کا) پینا ہے۔ کیا پھر بھی وہ شکر ادا نہیں کریں گے۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو معبود بنالیا ہے۔ تاکہ وہ ان کی مدد کریں (حالانکہ) وہ معبود اُن کی مدد کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے۔ اور (پھر بھی وہ مشرک) ان کیلئے تیار شدہ لشکر ہیں۔ پس (اے پیغمبر ﷺ!) آپ کو ان کا قول رنجیدہ نہ کرے۔ بلاشبہ ہم ان کی پوشیدہ اور اعلانیہ باتوں کو خوب جانتے ہیں۔"

ہر قسم کی حمد و ثناء اور تعریف و تسبیح صرف اور صرف خالق کائنات اللہ رب العزت کیلئے ہے۔ جو انسان کو عدم سے وجود بخشنے کے بعد پیدائش سے لیکر موت تک مختلف حالتوں سے گزارتا ہے۔ جو موت و حیات کا مالک اور جن و انس کا خالق ہے اور اس ذات عالی شان نے انسان کی خدمت اور فرمانبرداری کیلئے بڑے طاقتور باہمت اور عظیم الجثہ جانوروں کو اسکا مطیع بنادیا ہے۔ اس کی بے شمار اور ان گنت نعمتوں کو استعمال کرنے کے باوجود لوگ اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ مگر وہ ان سے اپنی نعمتوں کو چھینتا نہیں ہے اور انسانوں کی نافرمانی اور کفر و شرک پر صبر کرتا ہے۔ وہ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ۔ اور۔ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ ہونے کے باوجود فوراً بدلہ نہیں لیتا۔ بلکہ انسان کی بدعمالیوں کی پردہ پوشی کرتا ہے۔

اللہ احکم الحاکمین کی بے حد تعریف و توصیف کے بعد اَن گنت' لاتعداد' بے حساب اور بے شمار' درود و سلام' سید الاولین والآخرین' شفیع المذنبین' رحمۃ للعالمین' خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر جنھوں نے بے انتہا مصائب' بے شمار تکالیف اور اَن گنت پریشانیاں برداشت کر کے لوگوں کو اللہ رب العالمین کی توحید کا مسئلہ سمجھایا۔ غیر اللہ کے پجاریوں کو ایک رب کا پرستار بنایا اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ راست پر چلا کر انہیں جنت الفردوس کا مستحق ٹھہرایا۔ اس ذات گرامی کا حق ہے کہ ان پر کثرت سے درود شریف پڑھا جائے:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ))

سورۃ یٰسین کا خلاصہ

اس سورت مقدسہ کی ابتدا میں یہ بات بڑی وضاحت سے بیان ہو چکی ہے۔ کہ سورت یٰسین کے چار بنیادی موضوعات ہیں۔

① رسالت ونبوت

② توحید خداوندی

③ قرآن مجید کی صداقت وحقانیت

④ قیامت اور جزاءِ عمل

اس سورت کے ابتدائی چار رکوعات میں' جن کی توضیح وتشریح آپ پچھلے دس خطبات جمعہ میں سماعت فرما چکے ہیں۔ ان چاروں موضوعات کو بڑی شرح وبسط سے بیان کر دیا گیا ہے۔ اور آپ احباب اس امر سے بھی آگاہ ہیں۔ کہ قرآن مجید' فرقان حمید کا انداز تکلم خطیبانہ ہے۔ جس طرح ایک اچھا مقرر اور بہترین خطیب اپنے سامعین کو اپنی بات پوری طرح سمجھانے اور اپنے خیالات ان کے دلوں میں بٹھانے کیلئے ایک ہی بات کو مختلف طریقوں اور کئی اسالیب سے بیان کرتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں اللہ رب العالمین بھی قرآن حکیم کے قارئین اور سامعین کو مختلف الفاظ اور انداز سے سمجھاتا ہے۔ تاکہ قرآن کریم کی حقیقت سے ہر شخص آگاہ ہو جائے اور اس کے احکام کو پوری طرح سمجھ سکے۔

اسی طرح ایک کامیاب خطیب اسے سمجھا جاتا ہے جو اپنے خطاب کے آخر میں اپنی پوری تقریر کا خلاصہ اور اپنے دلائل کی تلخیص مختصر الفاظ میں بیان کر دے۔ تاکہ سامعین اس کی تقریر کے تمام دلائل کو ذہن میں محفوظ رکھ سکیں۔ قرآن عزیز کی اس سورت مبارکہ میں یہی انداز اختیار کیا گیا ہے۔ اور اس بابرکت سورت کے آخری رکوع میں پہلے رکوعات میں بیان کردہ مسائل کو ایک دوسرے انداز سے سمجھایا اور مختصر الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخرت کی دلیل

زیر بحث آیت میں اللہ رب العزت نے انسان کو بڑھاپے اور ادھیر عمری پر غور کرنے کا سبق دیا ہے اور اسے یہ بات سمجھائی ہے۔ کہ یہ دنیا فانی اور عارضی ہے۔ جس طرح تیری جوانی کو زوال آ گیا ہے اسی طرح ایک دن تیری زندگی کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ اور جیسا کہ تو' خواہش اور کوشش کے باوجود شباب کو قائم نہیں رکھ سکا۔ اسی طرح اب زندگی کو قائم رکھنا بھی تیرے بس کی بات نہیں ہے۔ فرمایا! انسان کا بڑھاپا ہی موت اور آخرت کی اتنی واضح دلیل ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری دلیل کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

یہ بات تو ہر شخص جانتا' مانتا اور سمجھتا ہے۔ کہ ابتدائی طور پر انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو ایسی حالت میں پیدا ہوتا ہے کہ نہ بول سکتا ہے' نہ سمجھ سکتا ہے' نہ اپنا مافی الضمیر سمجھا سکتا ہے۔ اور نہ کسی کی بات کو جان سکتا ہے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد جوانی کی منزل میں داخل ہوتا ہے۔ جسے لوگ ''جوانی مستانی'' کہتے ہیں۔ اب انسان خود کو طاقت ور' باہمت اور قوت کا مالک گردانتا ہے۔ کسی کی پرواہ نہیں کرتا اور ذرا ذرا سی بات پر لڑنے' جھگڑنے اور مرنے مارنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ اور اپنی راہ میں رکاوٹ بننے والی کسی چیز کو اہمیت نہیں دیتا۔ اور اپنی طاقت کے بل بوتے پر اپنی بات منواتا اور اپنا کام کرواتا ہے۔

جوانی کے چند سال گزارنے کے بعد اب جوانی ڈھلنی شروع ہو جاتی ہے' قوت' طاقت اور ہمت جواب دے جاتی ہے۔ جسم کے تمام اعضاء آہستہ آہستہ مضمحل ہو جاتے ہیں۔ ضعیفی' کمزوری اور ناتوانی کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ اب یہ شخص بوڑھا اور دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے۔ اس کی عادتیں بچوں جیسی اور اس کی حرکات چھوٹوں جیسی ہو جاتی ہیں۔ انسان کی یہ مختلف کیفیات اور اس کے بچپن' جوانی اور بڑھاپے کے حالات' کیا اس امر پر شاہد عدل نہیں ہیں۔ کہ جو اللہ اپنی قدرت سے انسان میں پھر بچوں جیسی عادات پیدا فرمانے پر قادر ہے وہی' مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھانے پر بھی قادر ہے۔ فرمان ربانی ہے۔ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ اور جسے ہم بوڑھا کرتے ہیں تو اسے پیدائشی حالت کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔ یعنی بچپن کی طرح اس میں کمزوری'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناتوانی اور ضعف پیدا کر دیتے ہیں۔ اور اس کی حرکات وسکنات اور عادات واطوار کو بھی بچوں جیسا بنا دیتے ہیں۔ کیا ان منکرین آخرت کو اتنی بات بھی سمجھ نہیں آتی اور یہ بد بخت اس امر پر بھی غور وفکر نہیں کرتے۔ کہ جس اللہ تعالیٰ نے اسے بچپن سے جوان اور پھر جوان سے بوڑھا کر دیا ہے وہی اللہ تعالیٰ اسے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھا بھی سکتا ہے اور اس سے اس کی زندگی بھر کے اعمال کا حساب بھی لے سکتا ہے۔

بچپن' جوانی اور بڑھاپا

قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر انسان کی بدلتی ہوئی حالتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں قرار دیا ہے۔ اور انسان کو یہ بات سمجھائی ہے۔ کہ بچپن' جوانی اور بڑھاپے کی طرح یہ زندگی بھی عارضی اور فانی ہے۔ اور یہ زندگی تو خالق کائنات نے آخرت کیلئے نیک اعمال جمع کرنے اور اپنی عبادت کیلئے عطاء فرمائی ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے تو اس دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا ہے۔ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الآخِرَةِ۔ قرآن حکیم کے اکیسویں (۲۱) پارے میں انسان کی بدلتی ہوئی ان حالتوں کا ذکر بڑے موثر پیرائے میں کیا گیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ﴾ (روم:۵۴)

''اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں کمزور پیدا فرمایا۔ پھر تمہیں کمزوری کے بعد قوت (جوانی) عطاء فرما دی۔ پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپے سے دوچار کر دیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اور وہی سب کچھ جاننے والا' بڑی قدرت والا ہے۔''

حقیقت یہ ہے کہ انسان اگر اپنے جسم اور اپنی زندگی کے حالات پر غور کرے تو اس کے جسم کا ایک ایک عضو اور اس کی زندگی کا یک ایک لمحہ اسے اللہ تعالیٰ کی قدرت' اس کی حکمت اور اس کی توحید کا درس دے گا۔ ہم ذرا اپنی اصلیت پر غور تو کریں کہ خالق کائنات نے ایک گندے قطرے سے انسان کا وجود شروع کیا۔ بطن مادر کے تین اندھیروں میں اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ کائنات کی تخلیق شروع ہوئی۔ اس قطرہ آب کو خون کے لوتھڑے کی شکل عطاء فرمائی گئی۔ پھر اس لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنا دیا گیا۔ پھر بوٹی سے ہڈیاں پیدا فرمائی گئیں۔ پھر ان ہڈیوں پر گوشت کی تہیں چڑھا دی گئیں۔ پھر روح ڈال کر اسے زندگی عطاء فرمائی گئی۔ نو ماہ بطن مادر میں اس کی نشوونما ہوتی رہی۔ اور اب اسے نحیف' کمزور' ناتواں اور ضعیف بچہ بنا کر دنیا میں بھیج دیا گیا۔ اللہ علیم وقدیر نے اس کے مزاج کے عین مطابق اس کی ماں کی چھاتی میں اس کی غذا کا انتظام فرما دیا۔ جس سے اسے توانائی اور طاقت حاصل ہوئی۔ پھر جب یہ کھانے' پینے اور پہننے کے قابل ہوا تو دنیا کی اَن گنت' بے شمار اور لاتعداد نعمتوں سے اسے مالا مال کر دیا۔ اب بچپن سے لڑکپن اور لڑکپن سے جوانی آئی۔ پھر مالک و خالق کو منظور ہوا تو اس کی طاقتوں' قوتوں' ہمتوں اور توانائیوں میں کمی اور کمزوری آنا شروع ہو گئی۔ یہ کمی بھی کئی مراحل سے گزرتے ہوئے بڑھاپے کی عمر تک پہنچی...... اب جو اس نے غور کیا تو محسوس ہوا کہ پھر وہی ''منزل'' آ گئی جسے بچپن کہا جاتا تھا۔ اور پھر

کبھی بھولی ہوئی منزل بھی یاد آتی ہے راہی کو

اب اس کی عادتیں بدلنا شروع ہو گئیں۔ بچوں کی طرح ضد' بچوں کا سا چڑچڑا پن اور بچوں جیسی حرکات وسکنات سرزد ہونے لگیں۔ محبوب اشیاء مبغوض ہو گئیں۔ جن چیزوں سے راحت میسر آتی تھی۔ اب وہی تکلیف کا باعث نظر آنے لگیں۔ انسان کے وجود میں انہیں انقلابات کو رب تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانی قرار دیتے ہوئے سورۃ یٰسین میں فرمایا۔ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا يَعْقِلُوْنَ اور جسے ہم بڑھاپے تک پہنچاتے ہیں تو اسے اس کے بچپن کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔ کیا لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھ سکتے۔

پنجابی شاعر نے مجھے اور آپ کو سمجھانے کیلئے کیا خوبصورت انداز اختیار کیا ہے:

مٹی کولوں پانی بنیوں' پھر جوک تے جوکوں بوٹی
وقت معین وچ شکم مائی دے بن گئی شکل جنوٹی
بچہ بن کے جگ تے آیوں' پھر نِھکی پھریں لنگوٹی
شیر جواناں فیر بڈھا ہویوں' نہ ٹر سکیں بن سوٹی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو پڑھیا سب بھل گیا تینوں' تیری سُک گئی گردن موٹی
دنیا تے ضائع کرلئی عارف' رب عقبیٰ کرے نہ کھوٹی

نشانِ عبرت

اگر ہم غور کریں اور دنیا کے مسائل اور مشاغل سے کچھ وقت نکال کر اپنے جسم کے اعضاء کو دیکھیں تو ہمارا جسم ہی ہمارے لئے نشانِ عبرت ہے۔ اگر ہمیں یہی بات سمجھ آئے تو ہم کفر' شرک' نافرمانی اور گناہوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اور وہ بڑھاپا جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔ قدرت کے اسی نشان اور عبرت کے سامان کو چودھویں (۱۴) پارے میں ایک دوسرے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ رب تعالیٰ کا فرمان ذی شان ہے۔

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ﴾ (نحل:۷۰)

''اور اللہ تعالیٰ نے ہی تمہیں پیدا فرمایا ہے۔ پھر وہی تمہیں فوت کرے گا اور تم میں سے بعض ایسے ہیں جنہیں ناکارہ عمر (بڑھاپے) کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ تاکہ علم کے بعد وہ بے علم ہو جائیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ علیم وقدیر ہے۔''

جب انسان کے بچپن' جوانی اور بڑھاپے کی بات شروع ہو ہی گئی ہے تو آگے بڑھنے سے پہلے آیئے! قرآن کریم کے ایک اور مقام کی سیر بھی کرتے چلیں۔ جہاں ان حقیقتوں کو ایک نئے اور پرتاثیر اسلوب میں بیان فرمایا گیا ہے۔ تشریح وتفصیل میں جائے بغیر صرف قرآنی الفاظ اور ترجمہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا﴾ (حج:۵)

''اے لوگو! اگر تمہیں (حشر کے دن) زندہ ہو کر اٹھنے میں کچھ شک ہے تو اس امر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پر غور کرو کہ ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا تھا۔ پھر نطفہ سے' پھر خون کے لوتھڑے سے' پھر گوشت کے ٹکڑے سے۔ بعض کی تخلیق مکمل ہوتی ہے اور بعض کی نامکمل۔ تاکہ ہم تمہارے لئے (اپنی قدرت کی نشانی) ظاہر کر دیں۔ اور جنہیں ہم چاہتے ہیں' ایک مقرر میعاد تک رحموں میں قرار بخشتے ہیں۔ پھر ہم تمہیں بچہ بنا کر نکال لیتے ہیں۔ (تمہاری پرورش کرتے ہیں) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچ جاؤ اور تم میں سے بعض کو ناکارہ عمر (بڑھاپے) تک پہنچا دیا جاتا ہے تاکہ ہر چیز کا علم رکھنے کے باوجود بے علم ہو جائے۔"

ان قرآنی آیات کو سمجھنے کے بعد اس مسئلہ کی مزید وضاحت کی ضرورت تو باقی نہیں رہتی۔ مگر اسی مضمون کو رب کائنات نے چوبیسویں (۲۴) پارے میں جس احسن پیرائے میں بیان کیا ہے۔ اگر اس کا ذکر نہ ہو تو شائد مضمون ادھورا رہ جائے' صرف قرآنی الفاظ اور ان کا ترجمہ...... رب کائنات کا فرمان ہے۔

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ (مومن ۶۷)

"اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا۔ پھر نطفے سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے۔ پھر تمہیں (شکم مادر سے) بچہ بنا کر نکالا۔ پھر (تمہاری پرورش کی) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو۔ پھر (زندہ رکھا) تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ۔ اور تم میں سے بعض بڑھاپے سے قبل ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ اور (یہ نظام اس لئے ہے) تاکہ تم مقرر میعاد تک پہنچ جاؤ اور تاکہ (رب کی عظمتوں کو) سمجھ سکو۔"

اسی جوانی اور بڑھاپے کے بارے میں ہی جگر مراد آبادی نے کہا ہے ع

رخصت ہوئی شباب کے ہمراہ زندگی
کہنے کی بات ہے کہ جئے جا رہا ہوں میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاعری نبی کے شایانِ شان نہیں

نبی اکرم، رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ جب کفار مکہ کو توحید کی دعوت دیتے، انہیں آخرت کے عذاب سے ڈراتے اور قرآنی آیات کی تلاوت سناتے تھے۔ تو مشرکین و کافرین، آپ ﷺ پر جو اعتراضات وارد کرتے اور جو الزامات لگاتے ان میں ایک اعتراض اور الزام یہ بھی تھا۔ کہ وہ کلام جسے یہ رسول ﷺ تلاوت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام بتاتا ہے۔ یہ ہرگز اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے۔ بلکہ یہ رسول ﷺ کے پریشان خواب ہیں یا اس کی اپنی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔ یا پھر اس کا شاعرانہ کلام ہے۔ یا یہ خود بہت بڑا شاعر ہے اور اپنی شعر و شاعری کے اثر سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کر رہا ہے۔ قرآن عزیز کفار کے اس اعتراض کو ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝﴾ (انبیاء:۵)

"کفار کہنے لگے یہ قرآن تو پریشان خواب ہیں۔ اگر یہ خواب نہیں تو پھر اس نے خود ہی اسے گھڑ لیا ہے، اور اگر یہ بھی نہیں تو یہ شاعر ہے۔ (اور یہ قرآن، اس کا شاعرانہ کلام ہے) اور اگر یہ واقعی ہی رسول ہے۔ تو ہمارے پاس معجزہ لائے۔ جس طرح پہلے رسولوں کو معجزے دے کر بھیجا گیا۔"

کفار مکہ کی انہی بے سروپا باتوں اور فضول اعتراضات کو قرآن حکیم کے متعدد مقامات پر ذکر کر کے واشگاف الفاظ میں ان کی تردید کی گئی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝﴾ (صافات:۳۶)

"اور کفار کہتے ہیں کہ کیا ہم ایک دیوانے شاعر کے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔"

جب کفار مکہ نے دیکھا کہ ہمارے اعتراضات اور الزامات کے باوجود نبی کریم ﷺ کی دعوت دن بدن پھیلتی جا رہی ہے اور اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں ہر روز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور ہماری طرف سے اسے کاہن، جادوگر اور شاعر مشہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے باوجود معقول تعداد میں لوگ اس کے مشن کو قبول کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا اس شاعرانہ کلام کا اثر محض چند روزہ ہے۔ جب تھوڑے دنوں بعد اس کا اثر زائل ہوگا تو لوگ خود بخود اس سے متنفر ہو جائیں گے اور اپنے آبائی مذہب کی طرف واپس لوٹ آئیں گے۔ اور یہ بھی کہتے کہ ہم تو اس معاملے میں زمانے کی گردش کا انتظار کر رہے ہیں کہ کب یہ شخص حوادثات زمانہ کی لپیٹ میں آتا ہے اور اس کے ماننے والے اس کا ساتھ چھوڑتے ہیں تا کہ ہمارا نظریہ درست ثابت ہو کہ یہ ''شاعر'' ہے۔ قرآن عزیز ان کے مشوروں اور منصوبوں کی حقیقت یوں بیان کرتا ہے:

﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ﴾ (طور۳۰)

''اور کفار کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے۔ ہم اس معاملے میں زمانے کی گردش کا انتظار کر رہے ہیں۔''

سورۃ یٰسین کی زیر خطبہ آیات میں سے دوسری آیت کریمہ میں مشرکین و کافرین کے اسی خیال، زعم اور الزام کی موثر انداز میں تردید فرمائی گئی ہے۔ اور ارشاد فرمایا گیا ہے۔ کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کو شاعری تو سکھائی ہی نہیں ہے۔ جب ہم نے انہیں یہ تربیت ہی نہیں دی تو وہ شاعر کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور ان کا کلام شاعرانہ کلام کس طرح ہو سکتا ہے۔ اور شعر و شاعری تو ہمارے نبی آخر الزماں ﷺ کے شایان شان بھی نہیں ہے۔

اے کفار مکہ! تم لاکھ الزام دیتے اور شور مچاتے رہو کہ محمد ﷺ شاعر ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آپ کو ہادی برحق بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ شاعر بنا کر نہیں بھیجا اور اس کا کلام شاعرانہ کلام نہیں بلکہ وحی الٰہی اور واضح نصیحت ہے۔

﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ﴾

''اور ہم نے اپنے رسول (محمد ﷺ) کو شعر و شعری نہیں سکھائی اور شعر و شاعری ان کے شایانِ شان بھی نہیں ہے۔ (جو کلام وہ پیش کرتے ہیں) وہ تو سراسر نصیحت اور واضح قرآن ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا شعر کہنا جائز ہے؟

بعض حضرات سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیت کریمہ اور سورۃ شعراء کی آیت نمبر ۲۲۴ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُنَ (اور حق سے بھکے ہوئے لوگ ہی شعراء کی پیروی کرتے ہیں) سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ شعروشاعری سرے سے ناجائز' منع اور حرام ہے۔ حالانکہ ان آیات میں بے معنی' لغو' بیہودہ' محض خیالات پر مبنی فضول' جھوٹے اور ناحق اشعار کی مذمت کی گئی ہے۔ کیونکہ اکثر شعراء کا حال یہی ہوتا ہے کہ جب کسی کی مدح اور تعریف کرتے ہیں تو زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں اور جب کسی کی مذمت کرتے ہیں تو اپنے اشعار میں اُسے دنیا کا سب سے برا بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ عام شاعروں کی حالت تو یہ ہے کہ کبھی شراب کے گن گا رہے ہوتے ہیں اور کبھی جوئے اور قمار بازی کی ستائش شروع کر دیتے ہیں۔ حسن کی عریانیاں اور عشق کی بدمستیاں عام شعراء کے پسندیدہ موضوعات ہیں اور عام طور پر شعراء کا کلام تضادات کا مجموعہ اور برے خیالات پر مبنی ہوتا ہے۔ ایسے شعراء اور ان کا کلام یقیناً قابل مذمت اور لائق نفرت ہے۔ مگر ایسا کلام اور ایسے اشعار جن میں عقائد کی اصلاح' دین کی تبلیغ' اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی مدح ہو وہ بالاتفاق مباح اور جائز ہیں۔ اور خود امام کائنات ﷺ نے ایسے پاکیزہ احساسات اور عمدہ خیالات پر مبنی اشعار کی تعریف فرمائی ہے۔ جناب اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً)) (رواہ البخاری مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۹)

"کہ بلاشبہ بعض اشعار حکمت و دانائی پر مشتمل ہوتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے تو اسلام کے دفاع' دین کی حقانیت اور کفار کی مذمت پر مبنی اشعار کو زبانی جہاد قرار دیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے:

((عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ اَنْزَلَ فِي الشِّعْرِ مَا اَنْزَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَكَاَنَّمَا تَرْمُوْنَهُمْ بِهٖ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نَضْحَ النَّبْلِ)) (رواہ شرح السنۃ' مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۱۰)

''جناب کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے شعر کے بارے میں جو نازل فرمانا تھا وہ نازل فرمادیا ہے۔ اب شعر کے بارے میں آپ کا حکم کیا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اپنی تلوار اور اپنی زبان سے جہاد کرتا ہے۔ اور مجھے اس ذات اقدس کی قسم جس کے اختیار میں میری جان ہے۔ کہ جب تم شعر کہتے ہو تو گویا تم اپنے شعروں سے کافروں کو تیر مارتے ہو۔

ان احادیث سے بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ جن اشعار میں حکیمانہ باتیں' اسلامی مضامین اور لوگوں کیلئے وعظ و نصیحت کا مواد بیان کیا گیا ہو' ایسے اشعار کا کہنا اور پڑھنا نہ صرف جائز بلکہ ''لسانی جہاد'' ہے۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیت مبارکہ میں لفظ شعر سے مراد جھوٹ اور خیالی تک بندی ہے۔ اور اس آیت مبارکہ میں اسی کی مذمت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کیلئے اسی کی نفی کی گئی ہے۔ کہ

﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ﴾

''اور ہم نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر و شاعری نہیں سکھائی اور شعر و شاعری ان کے شایان شان بھی نہیں ہے۔ (جو کلام وہ پیش کرتے ہیں) وہ تو سراسر نصیحت اور واضح قرآن ہے۔''

شاعر دربار رسالت

جب شاعری اور شعر کی بات چل نکلی ہے تو آیئے۔ آپ کو ایک ایسی شخصیت کا مختصر تعارف کروائیں جسے ''شاعر دربار رسالت'' ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اور وہ شخصیت صحابی رسول' حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

جناب حسان بن ثابت کا شمار اپنے دور کے عظیم ترین شعراء میں ہوتا ہے۔ ان کے بعض ہم عصر انہیں عرب کا سب سے بڑا شاعر تسلیم کرتے ہیں اور ان کی سب سے بڑی عظمت' رفعت' برتری اور شرف یہ ہے کہ وہ اصدق الصادقین' سید الاوّلین والآخرین' جناب

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

محمد رسول اللہ ﷺ کے شاعر تھے اور انہیں ''شاعر رسول'' کہا جاتا ہے۔

عرب جہاں نبی کائنات ﷺ کو جسمانی اور ذہنی اذیتوں میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے' وہاں وہ رسول ﷺ کے بارے میں ہجو گوئی کر کے آپ کو پریشان بھی کرنے کی کوشش کرتے۔ کفار عرب اپنے اشعار میں آپ ﷺ کے بارے میں بڑے نازیبا اور نامناسب الفاظ استعمال کرتے اور ان اشعار کو فوری طور پر پورے عرب میں پھیلا دیتے تاکہ لوگ آپ ﷺ سے متنفر ہوں اور آپ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان نہ ہو جائیں۔

امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ خدمت تفویض کی کہ وہ کفار کے اشعار کا اشعار میں جواب دیں اور مشرکین کے نقائص و عیوب سے پردہ اٹھائیں۔ ذرا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ پر نبی اکرم ﷺ کے اعتماد' اعتبار اور حسن ظن کا اندازہ فرمائیں کہ آپ ﷺ نے شعراء مشرکین کی خرافات اور بکواسیات کا جواب دینے کیلئے انتخاب فرمایا۔ تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا اور انہیں بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔ اے حسان! اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَایَزَالُ یُؤَیِّدُكَ مَانَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (رواہ مسلم مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۰۹)

''جب تک تو' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا دفاع کرتا رہے گا اس وقت تک جبریل تیری تائید و امداد کرتا رہے گا۔''

ایک حدیث مقدسہ میں ہے۔ کہ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ اے میرے اللہ! جبریل کے ذریعے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی تائید اور مدد فرما۔ اور نبی اکرم ﷺ کی زبان حق ترجمان نے یوں بھی فرمایا۔ اُھْجُ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اے حسان! مشرکین کی ہجو کرو۔ فَاِنَّ جِبْرَائِیْلَ مَعَكَ۔ بلاشبہ جبریل تیرے ساتھ ہے۔

مدحت مصطفیٰ

نبی اکرم ﷺ کے حسن و جمال' رعنائی و زیبائی اور خوب صورتی و خوب سیرتی کے بارے میں وہ اشعار جو آپ اکثر علماء کی زبان سے سنتے رہتے ہیں۔ وہ اشعار حضرت حسان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ کی فکر کا نتیجہ اور آپ ہی کا کلام ہیں۔ فرماتے ہیں:

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِي......وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِالنِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ...... كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

''اے اللہ کے رسول! میری آنکھوں نے آج تک آپ سے زیادہ حسین کوئی دیکھا ہی نہیں ہے۔ اور میری آنکھیں دیکھ کیسے سکتی تھیں' جبکہ آپ سے زیادہ خوب صورت کسی عورت نے آج تک جنا ہی نہیں ہے۔ اے میرے محبوب! آپ ہر عیب سے ونقص سے پاک پیدا کیے گئے ہیں۔ گویا آپ جیسا پسند فرماتے تھے' آپ کو ویسا ہی پیدا کیا گیا ہے۔'' سبحان اللہ۔

غالباً حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے انہیں خوبصورت اور اثر انگیز عربی اشعار کا ترجمہ ترجمان حقیقت شیخ محمد سعید الفت رحمہ اللہ تعالیٰ نے پنجابی زبان میں کیا ہے۔ کہ

روشن چہرہ' قد' کاٹھ' بتر' بناوٹ
ختم ہوگئی' سوھنے اُتے سجاوٹ
سُہپّن' نفاست دے پُھلاں دا سہرا
واہ! سبحان اللہ' محمد دا چہرہ
کیے ماں ایہو جیہا سوہنا نئیں جنیاں
جیویں اپنی مرضی مطابق ہے بنیاں
مصوّر نے بس انتہا کر سَتّی
بڑی ریجھ دے نال تصویر کٹی
حسیناں جمیلاں دا منہ موڑ دِتا
محمد بنا کے قلم توڑ دِتا

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ' مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَانَافَحَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ))

(رواہ البخاری‘ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۱۰)

’’رسول اللہ ﷺ جناب حسان رضی اللہ عنہ کیلئے مسجد میں منبر رکھواتے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس منبر پر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے یعنی آپ ﷺ کی مدح میں اشعار کہتے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے کہ جب تک حسان رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جناب جبریل علیہ السلام کے ساتھ ان کی تائید فرماتا ہے۔‘‘

شعراءِ صحابہ

نبی اکرم‘ رسول معظم‘ رہبر اعظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام میں سے یوں تو کئی صحابہ رضی اللہ عنہم شعر گوئی میں مہارت رکھتے تھے۔ مگر جناب حسان‘ جناب عبداللہ بن رواحہ‘ جناب کعب بن مالک اور جناب کعب بن زہیر رضی اللہ عنہم اس فن کے امام سمجھے جاتے تھے۔ جب انیسویں (۱۹) پارے کی یہ آیات بابرکات نازل ہوئیں:

﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (شعراء۲۲۴تا۲۲۶)

’’اور شاعروں کی پیروی تو بہکے ہوئے لوگ ہی کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ شعراء ہر وادی میں سرگرداں پھرتے رہتے ہیں۔ اور وہ کچھ کہتے ہیں۔ اُس پر خود عمل نہیں کرتے۔‘‘

تو یہ شعراءِ صحابہ رضی اللہ عنہم‘ پیغمبر اعظم واکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ نے شاعروں کے لئے یہ آیات نازل فرما دی ہیں۔ اور ہم خود شاعر ہیں۔ لہٰذا ہم تو ہلاک ہو گئے۔ کیا ہماری نجات کی کوئی صورت ہے؟ شعراءِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس عرضداشت اور گذارش کے جواب میں خالق کائنات نے اس سے اگلی آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ:

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ○﴾

(شعراء ۲۲۷)

''مگر وہ (شعراء) جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہے اور وہ اپنے اوپر ظلم کئے جانے کے بعد بدلہ لیتے ہیں۔ اور ظلم وستم کرنے والے عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس جگہ لوٹ رہے ہیں۔''

اب تک کی بحث سے بات واضح ہوگئی کہ ایسے شعراء جو اپنے اشعار کے ذریعے کفر، شرک، بدعت، فسق، فجور، معصیت کی نشر و اشاعت اور ترویج کریں۔ ایسے شعراء قابل مذمت اور ان کے اشعار لائق نفرت ہیں۔ مگر جو شعراء اپنے فن شعر گوئی کو توحید کی اشاعت، رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، سنت کی ترویج، قرآن حکیم کی تبلیغ، دین کی تعلیم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف میں صرف کریں ایسے شعراء اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اور ان کا کلام اسلام کیلئے مرغوب ہے۔

کتب احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعض اوقات کسی شاعر کے اچھے اشعار اپنی زبان مبارک سے ادا فرمایا کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بسا اوقات بعض اشعار سماعت بھی فرمایا کرتے تھے۔ اس بارے میں مزید معلومات کیلئے مشکوٰۃ شریف کا باب ''باب البیان و الشعر'' تفسیر قرطبی صفحہ نمبر ۵۱ تا ۵۵ جز ۱۵'' کا مطالعہ فرمائیں تو اس موضوع کی پوری حقیقت نکھر کر سامنے آجائے گی۔

قرآن اور اشعار

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ شاعری کی بعض خوبیوں کے باوجود ہم نے اپنے آخری پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعروں کی تعلیم نہیں دی ہے۔ جب ہم نے اسے شعر و سخن کی تعلیم ہی نہیں دی ہے تو وہ شاعر کیسے ہوسکتے ہیں۔ اور اس کا بیان کردہ کلام ''شعر'' کیسے کہلا سکتا ہے؟ اس کے برعکس جو کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش فرماتے' لوگوں کو سناتے اور قوم کو اس کی طرف بلاتے ہیں وہ تو اللہ کا کلام ذیشان ہے۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ۔ کہ اس میں شک وشبہ کی ذرہ بھر گنجائش نہیں ہے۔ قرآن عزیز تو اپنے ماننے والوں کیلئے زندگی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گزارنے کا مکمل پروگرام، فلاح و کامیابی کے اصول، نظم حکومت کے اسرار و رموز، تجارت کے قواعد و ضوابط، صلح و جنگ کے قوانین، اخلاق حسنہ کی تعلیم، آخرت کا ڈر اور فکر، سفر و حضر میں پیش آمدہ معاملات کا حل پیش فرماتا ہے۔

﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْآنٌ مُّبِينٌ ۝﴾

''اور ہم نے اپنے رسول ﷺ کو شعر و شاعری نہیں سکھائی اور شعر و شاعری ان کے شایان شان بھی نہیں ہے۔ (جو کلام وہ پیش کرتے ہیں) وہ تو سراسر نصیحت اور واضح قرآن ہے۔''

اس تفصیل سے یہ امر عیاں ہوگیا۔ کہ شاعری اگرچہ بعض شرائط کے ساتھ جائز اور مباح ہے مگر نبی اکرم ﷺ کے ارفع و اعلیٰ، بلند و بالا اور عظیم مرتبہ کے شایان شان نہیں ہے۔ اور شاعری ایک انسانی کلام ہوتا ہے۔ جس سے نصیحت حاصل کرنے اور بگڑنے، دونوں کے امکانات ہوتے ہیں۔ مگر امام الرسل ﷺ کا پیش کردہ کلام اُن کا اپنا کلام نہیں بلکہ رب العالمین کا کلام ہے۔ اور كَلَامُ الْمُلُوكِ۔ مُلُوكُ الْكَلَامِ۔ باشاہوں کا کلام، کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے، کے مصداق یہ کلام پوری کائنات میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کوئی شعر ٹھیک طریقے سے نہیں پڑھ سکتے تھے اور اگر کبھی کبھار کوئی شعر پڑھنے کی کوشش فرماتے تو قدرتی طور پر آپ سے شعر کا وزن ٹوٹ جاتا تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے بطور مثال شعر پڑھا۔ كَفٰى بِالْاِسْلَامِ وَالشَّيْبِ لِلْمَرْءِ نَاهِيًا۔ (اسلام اور بالوں کی سفیدی گناہوں سے روکنے کیلئے کافی ہے) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے نبی ﷺ شاعر نے تو اس طرح کہا ہے۔ كَفٰى الشَّيْبُ وَالْاِسْلَامُ بِالْمَرْءِ نَاهِيًا۔ آپ ﷺ نے دوبارہ پڑھا تو پھر اسی طرح پڑھا جس طرح پہلے پڑھا تھا۔ یعنی بے وزن ہی پڑھا۔ آپ کی زبان اقدس سے شعر کے بے وزن الفاظ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیت مقدسہ تلاوت فرمائی۔ کہ

﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۵۶۳ جلد ۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی شخص نے سوال کیا۔ کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شعر سے کوئی مثال بیان فرمایا کرتے تھے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا! ہاں۔
اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شعر اپنی زبان مبارک پر لے آتے تھے۔

سَتُبۡدِیۡ لَكَ الۡاَیَّامُ مَا کُنۡتَ جَاهِلًا
وَیَاۡتِیۡكَ بِالۡاَخۡبَارِ مَنۡ لَّمۡ تُزَوِّدِ

”زمانہ تیرے لئے وہ باتیں ظاہر کردے گا۔ جن سے تو ناواقف ہے اور تیرے پاس وہ لوگ خبریں لائیں گے جنہیں تو نے سفر خرچ نہیں دیا ہوگا۔“

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شعر پڑھا تو اصل وزن پڑھنے کی بجائے ”مَنۡ لَّمۡ دِ بِالۡاَخۡبَارِ“ کہہ دیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! اصل شعر اس طرح نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنِّیۡ لَسۡتُ بِشَاعِرٍ وَّلَا نبی لِیۡ۔ میں شاعر نہیں ہوں اور نہ شاعری میرے شایان شان ہے۔

(احکام القرآن للجصاص ۳۷۲ جلد ۳)

ول قرآن کا مقصد

سورۃ یٰسین کی اگلی آیت کریمہ میں نزول قرآن کی غرض و غایت اور مقصد بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جن لوگوں کے ضمیر ابھی مردہ نہیں ہوئے انہیں بروقت متنبہ کر دیا جائے۔ تا کہ وہ اپنی اصلاح کر کے اپنے آپ کو دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچا سکیں۔ ور جن متعصب ہٹ دھرم ضدی اور ظالم انسانوں کے دل مردہ ہو چکے ہیں اور ان میں حق کو قبول کرنے کی صلاحیتیں ختم ہو چکی ہیں۔ اور وہ اپنے کفر شرک نفاق معصیت اور نافرمانی پر پختہ ہو چکے ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی حجت تمام ہو جائے تا کہ ان کے پاس کوئی بہانہ حیلہ اور عذر باقی نہ رہے۔ فرمان ربانی ہے:

﴿لِيُنۡذِرَ مَنۡ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الۡقَوۡلُ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ﴾

”اور زندوں کو خبر دار کرے یعنی انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرائے اور کافروں پر حجت تمام کر دے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہی بات اس سورۃ مبارکہ کی ابتداء میں بیان ہوئی ہے۔ کہ قرآن حکیم کے نزول کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ نصیحت قبول کرنے کا جذبہ رکھنے والوں اور حاملان خشیت الٰہی کو ڈرایا جائے۔ اور انہیں مغفرت، بخشش اور باعزت رزق کی بشارت دی جائے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ﴾ (یٰسین:۱۱)

"(اے پیغمبرؐ) آپ تو صرف اسی کو ڈرا سکتے ہیں۔ جو ذکر یعنی قرآن حکیم کی اتباع کرتا ہے اور رحمان کو بغیر دیکھے اس سے ڈرتا ہے۔ پس آپ اسے مغفرت اور بہترین اجر کی خوشخبری سنا دیجئے۔"

یعنی قرآن کریم کے نزول اور سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ جس قوم، جماعت یا فرد میں نیکی کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے اور وہ روحانی طور پر زندہ ہے۔ اسے عذاب الٰہی سے ڈرایا جائے اور جو حق کو قبول کرنے اور اسلامی احکام ماننے کیلئے تیار نہیں ہے، اس پر خدا کی حجت تمام ہو جائے اور وہ کل قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکے کہ میرے پاس کتاب آئی ہی نہیں۔ نہ ہی مجھے کسی نے سمجھایا اور نہ کسی نبی، مصلح اور مبلغ نے مجھے آج کے دن کے عذاب سے ڈرایا۔

توحید کے مزید مسائل

اس سورۃ مقدسہ کی تشریح میں یہ بات کئی مرتبہ ذکر ہو چکی ہے کہ اس سورۃ کا بنیادی اور مرکزی موضوع اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اثبات، شرک کی تردید اور توحید الٰہی کے دلائل کا بیان ہے۔ آج کی زیر خطبہ آیات میں بھی رب تعالیٰ نے اپنی توحید و یکتائی کے چند دلائل ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ اے انسانو! کیا تم اللہ تعالیٰ کی تخلیقات کا ہر روز مشاہدہ نہیں کرتے کہ اس نے اپنی قدرت کاملہ سے تمہارے لئے بے شمار اشیاء پیدا فرما دی ہیں۔ اور ان اشیاء کی تخلیق میں تم میں سے کسی کا کوئی کردار نہیں ہے۔ بلکہ وہ سب کچھ اللہ رب العزت کے دست قدرت کا نتیجہ ہے۔ کہ اس نے بڑے بڑے طاقتور جانور اور چوپایوں کو اپنی حکمت اور حکم سے پیدا کر کے تمہارا مطیع اور فرمانبردار بنا دیا ہے۔ کیا تمہیں اب بھی توحید الٰہی

www.KitaboSunnat.com

اور قدرت خداوندی کی سمجھ نہیں آتی۔فرمایا۔

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ﴾

''کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کیلئے مویشی بنائے۔پس یہ ان کے مالک ہیں۔''

حقیقت یہ ہے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔اور ہر چیز کا حقیقی مالک بھی وہی ہے۔مگر اس نے انسان کو اپنی مہربانی سے مختلف اشیاء کا عارضی مالک بنا دیا ہے۔کہ انسان جس طرح چاہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے خدمت لے۔وگرنہ

در حقیقت مالک ہر شئی خدا است
ایں امانت چند روز نزد ما است

ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی ملکیت کا مسئلہ قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر مختلف اسالیب میں بیان فرمایا ہے۔مثلاً فرمان ربانی ہے:

﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ (بقرہ:۲۸۴)

''ارض وسماء کی ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔''

سرمایہ داروں اور مزدوروں کے درمیان یہ بحث اکثر اوقات چلتی رہتی ہے۔کہ اصل چیز ''سرمایہ'' ہے یا ''محنت'' سرمایہ داروں کا اصرار ہے کہ اصل چیز سرمایہ ہے۔کیونکہ سرمایہ ہوگا تو محنت کے مواقع پیدا ہوں گے اگر سرمایہ ہی نہ ہوگا تو مزدور مزدوری کیسے کریگا۔لہٰذا سرمایہ ہی اصل اور ہر چیز سے مقدم ہے۔

جبکہ دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ سرمایہ محنت سے پیدا ہوتا ہے۔اگر محنت نہ ہوگی تو سرمایہ کہاں سے آئے گا؟ اس لئے مزدوروں کی محنت اور ان کا حق مقدم ہے۔قرآن مجید کی سورۂ یٰسین نے انسان کو سمجھایا ہے۔کہ کسی چیز کا مالک نہ سرمایہ دار ہے اور نہ محنت کش بلکہ ہر چیز کا اصل اور حقیقی مالک ''اللہ رب العالمین'' ہے۔جو ہر چیز کا خالق ہے۔انسانی ملکیت اللہ تعالیٰ کی عارضی عطاء کردہ ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے امتحان اور آزمائش کیلئے بعض کو مالدار بنا رکھا ہے۔اور بعض کو تنگدست۔۔۔ان اشیاء کا مالک پہلے بھی اللہ تعالیٰ ہی تھا۔اب بھی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وہی ہے اور بعد میں بھی وہی مالک ہوگا۔ لہٰذا ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں اور ضابطوں پر چلنا چاہیے تاکہ دنیا میں امن وسکون قائم رہے۔

جانوروں کے فوائد

اللہ عزوجل نے اپنی توحید کے دلائل میں سے ان آیات میں ایک اہم دلیل جانوروں کی پیدائش کو قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ان کی تخلیق میں انسان کا کوئی عمل دخل تو ہے نہیں۔ مگر ہمارا کتنا بڑا احسان ہے کہ ہم نے ان بڑے طاقتور جانوروں کو انسان کا مطیع اور فرمانبردار بنا دیا ہے۔ آپ غور فرمائیں کہ ہاتھی' اونٹ' گھوڑا' گائے' بھینس اور اس طرح کے دوسرے جانور جو انسان سے کئی درجے زیادہ طاقتور' قوت اور ہمت کے مالک ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی طبیعت اور فطرت میں یہ بات ڈال دی ہے کہ تمہارا کام انسان کی خدمت ہے۔ اب وہ اتنے طاقتور اور عظیم الجثہ ہونے کے باوجود انسان کے اشارے پر چلتے ہیں اور ہر وہ کام کرتے ہیں جو انسان ان سے لینا چاہتا ہے۔ ان میں سے بعض جانوروں کو انسان اپنی سواری کیلئے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ گردن جھکا کر اور فرمانبردار بن کر انسان کے آگے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اگر ان میں حلال جانوروں کا انسان گوشت کھانا چاہے تو وہ اس کی اطاعت' خدمت اور فرمانبرداری کیلئے ذبح ہونے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں انسانوں کیلئے جانوروں میں دیگر فوائد بھی ہیں۔ ان کے بال' کھالیں' ہڈیاں' چربی' سینگ اور چمڑا تک انسانی ضروریات کے کام آتا ہے۔ بلکہ جانوروں کا تو گوبر بھی ضائع نہیں ہوتا۔ بلکہ اسے سکھا کر ایندھن کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اس سے بڑی عمدہ قسم کی کھاد تیار ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض جانور ایسے ہیں جو انسان کیلئے دودھ مہیا کرتے ہیں۔ اور انسان ان کا دودھ استعمال کرتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ دودھ انسانی خوراک کا ایک اہم جزء اور حصہ ہے۔ اور انسان کی اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے بعض جانوروں کے تھنوں میں وافر دودھ پیدا فرمایا ہے۔ انسان پر اپنے انعامات اور احسانات کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ آج کی زیر بحث آیات میں فرماتا ہے:

﴿وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ۝ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَمَشَارِبُ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ۝﴾

''اور ہم نے ان مویشیوں کو انسان کا فرمانبردار بنا دیا ہے۔ پس ان میں سے بعض کا گوشت کھاتے ہیں۔ اور انسانوں کیلئے ان جانوروں میں بہت سے فوائد ہیں اور پینے کی چیزیں ہیں۔ کیا وہ شکر ادا نہیں کرتے؟''

جانوروں کی انہی منفعتوں' فوائد اور انسان کیلئے ان کی ضرورت کا تذکرہ کرتے ہوئے چودھویں (۱۴) پارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهَا مِن بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِينَ ۝﴾ (النحل:٦٦)

''اور بلاشبہ تمہارے لئے مویشوں میں عبرت اور نصیحت ہے۔ ہم تمہیں ان کے پیٹوں میں گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ نکال کر پلاتے ہیں۔ جو پینے والوں کیلئے خوش ذائقہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے انہی احسانات اور انعامات کا تذکرہ شاعر نے بڑی خوبصورتی سے کیا ہے۔ کہ اے انسان! اللہ تعالیٰ نے

جانور پیدا کیے تیری رضا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
سارا جہاں تیرے لئے اور تو خدا کے واسطے

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

''اور ہم نے جنات اور انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا ہے۔''

شکر نہیں کرتے

سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیت مبارکہ کے آخری الفاظ میں خالق کائنات نے انسانوں سے شکوہ کرتے ہوئے ان کے عمل اور کردار کی مذمت فرمائی ہے۔ کہ حق تو یہ تھا کہ اللہ رب العالمین کی ان بے شمار اور ان گنت نعمتوں کا استعمال کرتے ہوئے انسان ان اشیاء

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے خالق و مالک کا شکر یہ ادا کرتا کہ اس رحمان و رحیم نے کائنات کی ہر چیز کو انسان کا مطیع و فرمانبردار بنا دیا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ انسان کھاتا اللہ تعالیٰ کا ہے مگر '' گاتا'' غیروں کا ہے اور شکر یہ دوسروں کا ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ﴾

''کیا میری نعمتوں پر بھی میرا شکر ادا نہیں کرتے۔''

قرآن عزیز کے متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ اپنے خالق و مالک کا شکر ادا کرتے رہیں۔ فرمایا:

﴿یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَارَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰهِ﴾

''اے اہل ایمان! ہم نے پاکیزہ اشیاء میں سے جو تمہیں روزی عطاء فرمائی ہے۔ اسے کھاؤ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرو۔''

قرآن حکیم کے دوسرے مقام پر رب تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَاشْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ﴾

''اللہ تعالیٰ نے جو حلال اور پاکیزہ چیزیں دی ہیں ان کو کھاؤ اور اللہ رب العالمین کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرو۔''

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات بیان فرمائی ہے کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے احسانات پر اس کا شکر ادا کریں گے تو وہ اُن پر انعامات کی مزید بارش برسائے گا۔ اور اگر اللہ کریم کی ناشکری کریں گے تو وہ انہیں اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لے گا اور ناشکرے لوگوں پر اس کا عذاب بڑا سخت ہوگا۔ فرمایا:

﴿لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ﴾

''(اے لوگو!) اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو یقیناً میں تمہیں زیادہ عطاء فرماؤں گا۔ اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔''

معبودانِ باطلہ

اگلی آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے معبودان باطلہ کی مذمت اور شرک کی تردید

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہوئے کہا ہے۔ کہ ناشکرے لوگوں کا حال بڑا عجیب ہے کہ کھاتے ہمارے دستر خوان سے ہیں۔ ہمارے پیدا کردہ جانوروں پر سوار ہوتے ہیں۔ ہمارے تخلیق شدہ مویشیوں کا گوشت کھاتے اور دودھ پیتے ہیں مگر عبادت غیروں کی کرتے ہیں۔ ہمیں چھوڑ کر دوسروں کو معبود بناتے' ان کے آگے جھکتے' ان کے روبرو سجدہ ریز ہوتے' ان سے مرادیں مانگتے' ان کے نام کی نذریں اور نیازیں دیتے' انہیں مشکل کشا اور حاجت روا مانتے ہیں اور معبودان باطلہ کے پرستاروں کے قلب و ذہن میں شیطان نے یہ بات بٹھا دی ہے کہ اگر تمہیں کوئی مشکل پیش آ جائے۔ کوئی ضرورت پڑ جائے اور سختی آ جائے تو یہ معبود تمہاری مدد کریں گے۔ مشکل وقت میں تمہارے کام آئیں گے اور تمہیں عذاب کے شکنجے سے چھڑا لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین و کافرین کی اس حالت کا ذکر کرنے کے بعد ان معبودوں کی بے بسی' بے کسی اور بے اختیاری بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ ان معبودوں کو قطعاً یہ طاقت' قوت اور استطاعت نہیں ہے کہ وہ تمہاری مشکلات آسان کر سکیں۔ تمہارے کسی کام آ سکیں اور تمہیں خدائے قہار کے عذاب سے چھڑا سکیں۔ یہ معبودان باطلہ جنہیں تم نے حاجت روا بنا رکھا ہے۔ کبھی ایک کو پکارتے ہو اور کبھی دوسرے کی دُھائی دیتے ہو۔ اس شہر میں تمہارا حاجت روا اور ہے اور دوسرے شہر میں الگ ہے اور تم نے ہر کام کیلئے جو الگ الگ معبود بنائے ہوئے ہیں۔ ان میں یہ طاقت نہیں کہ تمہاری مدد کر سکیں اور مافوق الاسباب تمہارے کسی کام آ سکیں۔ بلکہ یہ سب کے سب معبود قیامت کے دن رب تعالیٰ کے دربار عالی شان میں حاضر کئے جائیں گے۔ اور اگر یہ اپنی عبادت اور پوجا خود کرواتے اور لوگوں کے شرکیہ افعال پر خوش ہوتے تھے تو انہیں اور ان کے پرستاروں کو اکٹھا جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تلاوت فرمایئے سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیات اور غور فرمایئے۔ ان کے ترجمے پر۔۔۔۔ فرمان ربانی ہے:

﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝﴾

''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے معبود بنا لئے۔ شائد کہ وہ ان کی مدد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں اور یہ معبود اُنکی مدد کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے اور وہ مشرک ان معبودوں کیلئے حاضر لشکر ہیں۔"

حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحابی رسول حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ذکر فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العالمین فرماتا ہے۔ میرا اور جن و انس کا معاملہ بڑا عجیب ہے کہ۔ اَخْلُقُ وَيُعْبَدُ غَيْرِيْ۔ کہ پیدا میں کرتا ہوں اور عبادت غیروں کی کیجاتی ہے۔ اور رزق میں عطاء کرتا ہوں اور شکر دوسروں کا کیا جاتا ہے۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۵۶۶ جلد ۹)

﴿وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ﴾ کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ غیر اللہ کے تمام پجاریوں کو ان کے معبودوں کے ساتھ یکجا کر کے انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۵۷ جزء ۱۵) اس کی تائید صحابی رسول جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ))

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام انسانوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا۔"

پھر رب العالمین ان کی طرف جھانک کر ارشاد فرمائے گا:

((اَلَا يَتَّبِعُ كُلُّ اِنْسَانٍ مَّاكَانُوْا يَعْبُدُوْنَ))

"کہ ہر انسان اپنے معبودوں کے ساتھ کیوں نہیں چلا جاتا۔"

پس صلیب والے کیلئے صلیب کی صورت سامنے آجائے گی۔ اور تصاویر کے پجاری کے لئے تصویریں ہوں گی اور آگ کے پرستار کے سامنے آگ آجائے گی۔ یعنی ہر شخص جسے پوجتا تھا قیامت کے دن اس کے ساتھ چلا جائے گا۔ ((وَيَبْقَى الْمُسْلِمُوْنَ)) اور رب تعالیٰ کے عبادت گزار مسلمان باقی رہ جائیں گے۔ ((فَيَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ)) تو رب العالمین ان کی طرف جھانک کر فرمائے گا' تم لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں گئے؟ رب تعالیٰ کے پرستار عرض کریں گے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَهٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى نَرٰى رَبَّنَا۔ ہم تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہمارا معبود تو صرف اللہ تعالیٰ ہے اور جب تک اپنے رب کو نہ دیکھ لیں اس وقت تک ہم یہیں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں پھر حکم دے گا اور عقیدہ توحید پر ثابت قدمی عطاء فرمائے گا۔ پھر چھپ جائے گا۔ اور پھر ان کی طرف جھانک کر فرمائے گا۔ کہ تم لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں گئے؟ توحید کے پرستار پھر دو مرتبہ رب کی پناہ طلب کریں گے اور عرض کریں گے۔ اَللّٰهُ رَبُّنَا۔ (لوگ اپنے معبودوں کے ہمراہ چلے گئے) ہمارا رب تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اپنے رب کی زیارت کا شرف حاصل ہونے تک ہم تو یہیں رہیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! هَلْ نَرَاهُ؟ کیا ہم اپنے رب کی زیارت کا شرف حاصل کریں گے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا چودھویں کی رات' چاند کو دیکھنے میں تمہیں کوئی رکاوٹ ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کی قطعاً نہیں۔ تو فرمایا۔ فَاِنَّكُمْ لَاتُضَارُّوْنَ فِيْ رُءْيَتِهٖ۔ پس اسی طرح رب کو دیکھنے میں بھی رکاوٹ اور مزاحمت نہیں ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توحید پرستوں سے دوسری مرتبہ خطاب فرمانے کے بعد رب تعالیٰ پھر پردے میں چلا جائے گا۔ ثُمَّ يَطَّلِعُ فَيُعَرِّفُهُمْ نَفْسَهٗ۔ پھر جھانکے گا اور توحید پرستوں کو اپنا تعارف کروائے گا۔ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّبِعُوْنِيْ۔ میں تمہارا رب ہوں لہٰذا میرے ساتھ چلو۔ فَيَقُوْمُ الْمُسْلِمُوْنَ تو مسلمان کھڑے ہو جائیں گے۔ رب العالمین انہیں یعنی اپنے عبادت گزاروں کو پل صراط سے آسانی کے ساتھ گزار کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جنت میں داخل فرما دے گا۔ سبحان اللہ۔ (جامع ترمذی صفحہ ۷۹ جلد ۲)

نبی اکرم کو تسلی

آج کے خطبے کی ابتدائی آیات میں یہ بات قدرے وضاحت کے سے بیان ہو چکی ہے کہ مشرکین مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر' ساحر' دیوانہ' مجنون اور اسی قسم کے دوسرے الفاظ کہہ کر پریشان کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ فطری طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان باتوں سے سخت ذہنی کوفت اور تکلیف ہوتی تھی' بلکہ کفار و مشرکین' اسلام کے مخالفین و معاندین موقع ملنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقاء کو جسمانی اذیتوں میں بھی مبتلا کرتے تھے۔ جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک پریشان ہو جاتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تسلی، تشفی اور اطمینان کیلئے آج کے خطبے کی آخری آیت مبارکہ نازل فرمائی:

﴿فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ﴾

''ان کافروں کی باتیں آپ کو غم وحزن میں مبتلا نہ کریں۔ ہم خوب جانتے ہیں۔ ان چیزوں کو جنہیں وہ چھپاتے ہیں اور جنہیں وہ ظاہر کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کافر ظاہری طور پر تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور نازیبا کلمات استعمال کرنے کے علاوہ اکثر اوقات منصوبہ بندی بھی کرتے ہیں۔ کہ کس طرح آپ کے راستہ میں روڑے اٹکائے جائیں۔ آپ کی دعوت کو کیسے روکا جائے۔ آپ کے بڑھتے ہوئے ساتھیوں کو کن طریقوں سے اسلام سے برگشتہ کیا جائے۔ فرمایا! آپ مطمئن رہیں۔ آپ کا رب ان تمام باتوں سے باخبر ہے۔ آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ اسلام کی دعوت پھیلاتے رہیں۔ لوگوں کے عقائد کی اصلاح کی کوشش فرماتے رہیں اور ان ظالموں کی باتوں کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ ان سے ہم خود نپٹ لیں گے۔

آج بھی داعیان توحید کو قتل کی دھمکیاں ملتی ہیں۔ پیغمبر اعظم ﷺ کی حدیث پھیلانے والوں کو راہ سے ہٹانے کی منصوبہ بندی ہوتی ہے۔ اور امام رسولاں کی اتباع کا درس دینے والوں کے خلاف نازیبا، نامناسب اور گھٹیا الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ مگر

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقیدہ توحید پر استقامت عطاء فرمائے۔ آپ ﷺ کی سنت اور حدیث کا فرماں بردار بنائے اور اس راستہ میں پیش آنے والی مشکلات پر صبر کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ : ۱۲

بعث بعد الموت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ○ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ○ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ○ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَا اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ○ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ○ اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (یٰسین: ۷۷تا۸۳)

”کیا انسان کو معلوم نہیں کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا۔ پس اب وہ صریح جھگڑالو بن گیا ہے اور ہمارے لئے مثالیں بیان کرنے لگا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول گیا ہے۔ کہتا ہے کہ کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔ (اے پیغمبر!) آپ فرما دیجئے انہیں وہی اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی مرتبہ (پیدا) کیا تھا۔ اور وہ ہر مخلوق کو اچھی طرح جانتا ہے جس نے تمہارے لئے سبز درختوں سے آگ پیدا کر دی۔ پس تم اس سے آگ سلگاتے ہو۔

کیا وہ اللہ تعالیٰ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ یہ قدرت نہیں رکھتا کہ ان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جیسی مخلوق پیدا کر سکے۔ بے شک (وہ قادر ہے) وہی پیدا فرمانے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اس کا حکم' جب وہ کسی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اتنا ہی فرماتا ہے۔ ہو جا۔ پس وہ ہو جاتا ہے۔ پس وہ (ہر عیب سے) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے۔ اور اسی کی جانب تم کو لوٹایا جائے گا۔''

ہر قسم کی حمد و ثناء صرف اور صرف اللہ رب العالمین کیلئے ہے۔ جو ہر چیز کا خالق' مالک' حاکم اور رازق ہے۔ وہ ہر کام پر قادر ہے۔ اس ذات یکتا کی تعریف و تسبیح اور تحمید و تمجید کے بعد اَن گنت' لاتعداد بے شمار و بے حساب درود و سلام شافع محشر' سید البشر' سب سے بہتر اور سب سے برتر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس و اطہر پر جو سید الاولین والآخرین' رحمۃ العالمین اور شفیع المذنبین ہیں۔

آخری آیات

گذشتہ خطبہ جمعۃ المبارکہ میں سورت یٰسین کے آخری رکوع کی ابتدائی آیات کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے قرآن حکیم کی حقانیت اور صداقت کا تذکرہ ہوا تھا اور امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر کفار و مشرکین کے ایک اعتراض کہ۔ ''آپ شاعر ہیں''۔ کی واشگاف الفاظ میں تردید کی گئی تھی اور توحید خداوندی پر چند عقلی دلائل بیان کئے گئے تھے۔ نیز پیغمبر دو جہاں ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تسلی کیلئے رب تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت ہوئی تھی کہ:

﴿فَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝﴾

''کہ آپ ان باتوں سے غم زدہ نہ ہوں ہم ان کی پوشیدہ اور ظاہرہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں اور ہم ان کے عقائد و اعمال کا انہیں ضرور بدلہ دیں گے۔''

آج کے خطبہ جمعہ کی ان بابرکت ساعتوں میں سورت یٰسین کی آخری سات آیات مقدسات کے بارے میں چند اہم باتیں عرض کرنے کا ارادہ ہے۔ اللہ رب العالمین کے حضور دعا ہے کہ وہ اپنے دین کیلئے ہم سب کی محنتوں' کوششوں اور کاوشوں کو مقبول و منظور فرمائے۔ آمین۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سورت یاسین کی آخری آیات بابرکات میں اللہ وحدہٗ لاشریک' خالق کائنات نے اپنی وحدانیت' ربوبیت کے چند مزید دلائل بیان فرماتے ہوئے مشرکین کے عقائد کی واضح الفاظ میں مذمت فرمائی ہے۔ اور انسان کو باقی بے شمار دلائل' آیات اور نشانات سے ہٹ کر صرف اپنے جسم کی ساخت اور حقیقت پر غور کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اے انسان! اگر تو اپنے جسم کے اعضاء کی بناوٹ اور اپنی تخلیق کی حقیقت پر غور کرے تو تیرے جسم کا ہر عضو تجھے اللہ تعالیٰ کی توحید اور یکتائی کا سبق دے رہا ہے۔

انسان کی پیدائش

اگر انسان اپنے مادہ تخلیق پر ہی غور کرے تو وہ کبھی بھی سرکشی' بغاوت اور نافرمانی کا راستہ اختیار نہیں کرسکتا۔ فرمایا۔ انسان سوچے تو سہی کہ ہم نے اسے ایک قطرہ آب سے پیدا کیا پھر اسے بچپن' جوانی' صحت' عزت اور دولت جیسی نعمتیں عطاء فرمائیں۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ وہ ہمارا فرماں بردار اور اطاعت گزار بندہ بن کر زندگی گزارتا مگر اس نے ہماری توحید کا انکار شروع کردیا اور ہماری یکتائی' کبریائی اور بڑائی کے بارے میں طرح طرح کی باتیں بناتا ہے۔ ہمارے اختیارات اور قدرت کے بارے میں بحث اور مناظرے کرتا ہے اور ہمارے ساتھ دوسروں کو شریک وسہیم بنانے کیلئے الجھتا ہے۔ اور جھگڑا کرتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ○﴾

"کیا انسان اس حقیقت کو نہیں جانتا کہ ہم نے اسے ایک نطفہ سے پیدا کیا پس اب اچانک وہ بڑا جھگڑالو بن گیا ہے۔"

قلب قرآن سورت یٰسین کی اس بابرکت اور مقدس آیت میں بڑے سادہ اور عام فہم انداز میں انسانوں کو توحید کا مسئلہ سمجھایا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے۔ کہ اے انسان! تیرے اپنے وجود میں رب تعالیٰ کی یکتائی کی نشانیاں اور دلائل موجود ہیں۔ تو اپنے آپ کا مطالعہ تو کر۔ سوچ اور غور کر...... کہ تیرا خوبصورت چہرہ...... تیرے چمکتے ہوئے دانت ...... نرم ونازک ہونٹ...... تیرا گول مٹول سر...... تیرے بولنے کیلئے چھوٹی سی مگر بڑی تیز زبان...... تیرے چہرے پہ سجی ہوئی دو بے مثال نورانی آنکھیں...... تیری سماعت کیلئے دو بہترین کان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

..... سونگھنے کیلئے ناک کے دو نتھنے ..... تیرا چوڑا اور خوبصورت ماتھا ..... تیرے حسین وجمیل رخسار ..... غرض تو جسم کے جس حصے پر بھی غور کرے گا وہی حصہ تجھے پکار پکار کر گواہی دے گا کہ۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔ پس بڑا بابرکت ہے اللہ تعالیٰ جو بہترین خالق ہے۔ اسی مفہوم کو قرآن حکیم کے چوبیسویں (۲۴) پارے میں ایک دوسرے انداز سے بیان فرمایا گیا ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ○ هُوَالْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○ (مومن: ۶۴، ۶۵)

''اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو قیام کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری تصویریں بنائیں اور تمہاری صورتوں کو حسین وجمیل بنایا اور کھانے کیلئے تمہیں پاکیزہ اشیاء عطاء فرمائیں۔ یہی اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے۔ پس اللہ تعالیٰ بڑی برکتوں والا ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو اپنے دین کو اسی کیلئے خالص کرتے ہوئے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔''

اگر آپ قرآن حکیم کا مطالعہ فرمائیں تو واضح ہوگا کہ خالق ارض وسماء نے اپنی توحید' اختیارات' قدرت اور کاریگری کا مسئلہ سمجھانے کیلئے کوئی فلسفیانہ انداز اختیار نہیں کیا بلکہ اس نے اپنی الوہیت ووحدانیت کی بات انسان کے ذہن میں بٹھانے' اسے پختہ کرنے اور انسان کو شرک سے بچانے کیلئے انسان کے وجود کو ہی موضوع بحث بنایا ہے تاکہ انسان ان انفسی دلائل کو دیکھ کر اور اپنے جسم کی تخلیق کا مطالعہ کر کے اس کی ہی توحید کا قائل اور اس کی عبادت پر راغب ہو جائے۔ تفصیل میں جائے بغیر ہم سورت یٰسین کی زیر بحث آیت کی مزید وضاحت کیلئے قرآن حکیم کی چند دوسری آیات کا ذکر مناسب سمجھتے ہیں۔ اکیسویں (۲۱) پارے میں ارشاد حقانی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَلَّذِیْٓ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ○ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ○ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ○ ﴾ (سجدہ ۷ تا ۹)

''(اللہ وہ ہے) جس نے اپنی تخلیق کردہ ہر چیز کو خوبصورت بنایا اور انسان کی تخلیق کی ابتدا مٹی سے فرمائی' پھر اس کی نسل کو حقیر پانی کے جوہر سے پیدا فرمایا۔ پھر اس (کے قدو قامت) کو درست فرمایا اور اس میں اپنی روح پھونکی اور تمہارے کان' آنکھیں اور دل بنا دیئے۔ تم لوگ بہت کم شکر بجالاتے ہو۔''

آپ غور فرمائیں کہ رب کائنات نے کیسے خوبصورت اور متاثر کن انداز میں انسان کی تخلیق کو اپنی توحید کی نشانی قرار دیتے ہوئے انسان کو اس کی اصل حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اے انسان! اپنے خالق و مالک کی پہچان اور تعارف کیلئے تو افزائش نسل کی طرف غور کر' کہ نئی نسل کی پیدائش' پرورش اور تربیت کیلئے تجھے کتنے روح فرسا خطرات اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ جاننے اور سمجھنے کے باوجود کہ تجھے اولاد کیلئے اپنی صحت' آرام' دولت اور وقت کی قربانی دینا پڑے گی' پھر بھی تو اس کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ فرمایا جو اللہ تعالیٰ ایک ناپاک اور حقیر قطرۂ آب سے اتنا بڑا انسان بنانے پر قادر ہے کیا وہ موت سے دوچار کرنے کے بعد دوبارہ زندگی عطاء فرمانے پر قادر نہیں ہے۔ اسی سورت سجدہ کی اگلی آیات پڑھیں تو بات مزید واضح ہو جائے گی۔

﴿ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ بَلْ هُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ○ ﴾ (سجدہ ۱۰)

''اور انہوں نے کہا کہ کیا (مرنے کے بعد) جب ہم زمین میں گم ہو جائیں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا کئے جائیں گے۔ درحقیقت یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات سے انکار کر رہے ہیں۔''

قرآن کریم کی متعدد آیات میں خالق کائنات نے بڑے عجیب اور مؤثر پیرائے میں انسان کو اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ فرمان ربانی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ○ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ○﴾ (واقعہ: ۵۷ تا ۵۹)

''ہم نے ہی تم کو پیدا کیا ہے۔ پس تم (قیامت کی) تصدیق کیوں نہیں کرتے؟ بھلا دیکھو جو نطفہ تم ٹپکاتے ہو کیا تم اس سے انسان پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔''

حقیقت یہ ہے کہ بچے کی پیدائش میں انسان کا عمل دخل اتنا ہی ہے۔ جتنا اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی ایک قطرہ آب ٹپکانا...... پھر رحم مادر میں آہستہ آہستہ عقل دنگ کر دینے والے تغیرات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اس میں مختلف اعضاء نمودار ہوتے ہیں۔ اس میں زندگی دوڑنے لگتی ہے۔ اس کے دل و دماغ میں صلاحیتیں اور قابلیتیں ودیعت کی جاتی ہیں۔ اس اندھے، بہرے اور بے جان قطرے کو یہ رنگ روپ، حسن، زیبائی، رعنائی کس نے بخشی؟ کیا اس کی تخلیق میں اس کے ماں باپ، اس کے کسی عزیز...... یا...... انسانوں کے بنائے ہوئے کسی معبود کا کوئی کردار ہے؟ اگر ان کا کوئی کردار نہیں اور یقیناً کوئی نہیں۔ تو اے انسان! پھر اس سے بڑی حماقت کیا ہو سکتی ہے۔ کہ اس خالق کائنات، خداوند ذوالجلال والاکرام، اللہ رب العزت کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرایا جائے۔ پھر ذرا اس امر پر بھی غور کریں کہ جس اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کا یہ عالم ہے کہ اس نے ایک حقیر چیز سے خوبصورت انسان بنا دیا کیا تمہیں مارنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا اس کے لئے دشوار اور مشکل ہے؟ قطعاً نہیں۔ وہ ہر چیز پر قادر اور قدیر ہے۔

انسان کی تخلیق پر بحث کے ضمن میں قرآن کریم میں بکثرت آیات موجود ہیں۔ مگر ہم اختصار کے مدنظر ان سے صرف نظر کرتے ہوئے سورۃ یٰسین کی طرف واپس آتے ہیں آج کے خطبے کی پہلی آیت ہے:

﴿اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ○﴾

''کیا انسان کو نہیں معلوم کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا ہے۔ پس اب وہ صریح جھگڑالو بن گیا ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حقیقتاً انسان حجت باز' جھگڑالو اور ضدی واقع ہوا ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم کی آیت میں اسے "اَلَدُّ الْخِصَامِ" ...... اور ...... "کَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا" بھی کہا گیا ہے۔

منکرین آخرت کا اعتراض

امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے مکی دور میں اعلان نبوت کے بعد اللہ تعالیٰ کی یکتائی اور آخرت پر ایمان لانے کی تبلیغ شروع فرمائی تو بعض لوگوں نے آخرت کے عقیدے کا مذاق اڑاتے ہوئے اس کا انکار کیا اور تعجب و حیرت کا اظہار کیا کہ قبروں میں مدفون بوسیدہ ہڈیوں کو عرصہ دراز گزرنے کے بعد کیسے زندہ کیا جائے گا۔ مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ۔

((اِنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ اَخَذَ عَظْمًامِنَ الْبَطْحَاءِ فَفَتَّهُ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ اَيُحْيِي اللّٰهُ هٰذَابَعْدَمَا اَرٰى))

(کفار مکہ میں سے ایک مشہور شخص) عاص بن وائل سرزمین مکہ سے ایک بوسیدہ ہڈی لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اس پرانی ہڈی کو ہاتھوں پر مسل کر اس کی خاک کو اڑاتے ہوئے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ اس خاک سے انسان کو دوبارہ زندہ کرے گا؟ امام کائنات نے اس کافر کے مذاق کا جواب اور خالق کائنات کی قدرت اور اختیارات کو واضح طور پر بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ نَعَمْ۔ يُمِيْتُكَ اللّٰهُ ثُمَّ يُحْيِيْكَ ثُمَّ يُدْخِلُكَ جَهَنَّمَ۔ ہاں اللہ تعالیٰ تجھے مارے گا پھر تجھے زندہ کرے گا۔ پھر تجھے (تیری بداعمالیوں اور بدعقیدگی کی وجہ سے) جہنم کے عذاب میں مبتلا کرے گا۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۸۱' جلد ۳' تفسیر قرطبی صفحہ ۵۷' جزء ۱۵)

جب سرزمین مکہ میں آپ ﷺ عاص بن وائل کے اعتراض اور تمسخر کا جواب ارشاد فرما رہے تھے تو عین اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر سورت یٰسین کی زیر بحث آیات مبارکات کو نازل فرما دیا۔ کہ اے میرے رسول مکرم ﷺ:

﴿وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ﴾

''اور وہ شخص ہمارے لیے مثالیں بیان کرنے لگ گیا ہے اور اس نے اپنی پیدائش کو فراموش کر دیا ہے کہتا ہے کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔ (اے رسول اللہ ﷺ) آپ فرما دیجئے انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر تخلیق کو بہتر جاننے والا ہے۔''

بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنا

یہ صرف ایک عاص بن وائل ہی نہیں کئی دوسرے اشخاص اور افراد بھی ایسے تھے جو نبی کریم ﷺ کے پیش کردہ ''بعث بعد الموت'' یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے عقیدے کا انکار کرتے تھے۔ اور استہزاء اور تمسخر کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ کتب تفاسیر میں ہے کہ ایک دفعہ مکہ کا ایک مشہور کافر اُبی بن خلف جمحی قبرستان میں سے ایک پرانی، گلی سڑی اور بوسیدہ ہڈی اٹھا لایا اور آپ ﷺ کے سامنے اسے دونوں ہاتھوں سے مل کر خاک بنا دیا اور اس خاک کو پھونک مار کر ہوا میں اڑاتے ہوئے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اَيَقْدِرُ اللّٰهُ عَلٰى اِعَادَةِ هٰذَا وَفَتَّهٗ بِيَدِهٖ۔ کیا اللہ تعالیٰ اس بوسیدہ ہڈی کو زندہ کرنے پر قادر ہے؟ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ سے فرمایا اے میرے رسول! منکرین عقیدہ آخرت کو بتائیں کہ ان بوسیدہ اور خاک کے ذروں کو وہی اللہ تعالیٰ زندہ فرمائے گا جو۔ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ (ہر چیز کا خالق ہے) اور یاد رکھو جس نے تمہیں عدم سے وجود بخشا ہے۔ ایک قطرہ آب سے اتنا بڑا انسان بنایا ہے۔ کیا اس کے لئے ان ہڈیوں کو زندگی بخشنا مشکل ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ تو وہ ذات کریم ہے جس نے کلمہ کُنْ سے زمین و آسمان، نباتات و جمادات، حیوانات اور کائنات کی ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے۔ غرض اُبی بن خلف کے اس اعتراض کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ مریم کی درج ذیل آیات طیبات نازل فرمائیں۔ (تفسیر روح المعانی صفحہ ۳۰۰، جلد ۲۵)

﴿وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۞ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا﴾ (مریم ۶۶، ۶۷)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اور انسان (اُبی بن خلف جمحی) کہتا ہے کہ کیا جب میں مر جاؤں گا تو کیا مجھے پھر زندہ کر کے سے نکالا جائے گا؟ کیا اس انسان کو یاد نہ رہا کہ ہم نے اسے اس سے قبل پیدا کیا تھا حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔''

قرآن حکیم کے انتیسویں (۲۹) پارے میں ایسے ہی گستاخ' بے ادب' نافرمان اور آخرت کے انکاری شخص کا اعتراض نقل کر کے اس کا جواب ان الفاظ میں دیا گیا ہے:

﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ○ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○﴾ (دھر۱تا۲)

''کیا انسان پر زمانے میں ایسا وقت نہیں آیا جب وہ قابل ذکر چیز نہ تھا۔ بلاشبہ ہم نے ہی انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تا کہ ہم اسے آزمائیں پس ہم نے اسے سننے والا' دیکھنے والا بنایا۔''

انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ ایک مخلوط نطفے سے کیسے پیدا فرمایا۔ اس سوال کا جواب بھی ہم قرآن کریم سے دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور صرف قرآنی آیات اور ان کے ترجمے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اٹھارویں (۱۸) پارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ○ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ○﴾ (المومنون:۱۲تا۱۴)

''اور البتہ تحقیق ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا پھر ہم نے اسے پانی کی بوند بنا کر ایک محفوظ مقام (شکم مادر) میں رکھا پھر ہم نے نطفے کو خون کا لوتھڑا بنا دیا۔ پھر ہم نے اس لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنا دیا۔ پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں پیدا کیں پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنا دیا۔ پھر روح پھونک کر ہم نے اسے دوسری مخلوق بنا دیا پس اللہ تعالیٰ بڑا بابرکت ہے جو سب سے بہتر بنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے والا ہے۔“

سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہی مسئلہ سمجھایا ہے کہ جو خالق وعلّام انسان کو عدم سے وجود بخشنے پر قادر ہے وہی رب العالمین مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ اٹھانے پر بھی قادر ہے۔فرمایا۔

﴿قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ۝﴾

”فرما دیجئے (اے رسول ﷺ!) ان بوسیدہ ہڈیوں کو وہی زندہ کرے گا جس نے اسے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔اور وہ ہر مخلوق کو اچھی طرح جانتا ہے۔“

امام المفسرین علامہ حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیات کی تفسیر میں سرور عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک فرمان ذیشان نقل فرمایا ہے۔جس میں رسول اکرم ﷺ نے انسان کی پیدائش کو ایک بہترین مثال کے ذریعے واضح فرماتے ہوئے اس پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور نوازشوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اور انسان کی مال و دولت سے محبت کی مذمت کرتے ہوئے موت کے وقت افسوس اور صدقہ وخیرات کرنے کے شوق کا تذکرہ فرماتے ہوئے انسان کی توجہ دلائی ہے کہ اسے اپنی اصل حقیقت کو کسی حال نہیں بھولنا چاہئے اور دنیوی لذتوں میں مشغول ہو کر اپنے خالق حقیقی کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ وگرنہ عندالموت پچھتانا پڑے گا اور اس وقت کا پچھتاوا اور افسوس انسان کے کسی کام نہ آسکے گا۔اس وقت انسان خواہش کرے گا کہ میرا سارا مال اور میری ساری دولت صدقہ ہو جائے اور مجھے عذاب سے چھٹکارا حاصل ہو جائے۔آیئے اس آیت کی تفسیر نبی کریم ﷺ کی زبان حق ترجمان سے سماعت فرمایئے اور اللہ رب العزت کی قدرت پر ایمان پختہ کرتے ہوئے خاتمہ بالایمان کی دعا کیجئے۔صحابی رسول جناب بشر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ:

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَصَقَ يَوْمًا فِيْ كَفِّهٖ فَوَضَعَ عَلَيْهَا اِصْبَعَهٗ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَابْنِيْٓ اٰدَمَ اَنّٰى تُعْجِزُنِيْ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ مِّثْلِ هٰذِهٖ حَتّٰٓى اِذَا سَوَّيْتُكَ وَعَدَلْتُكَ مَشَيْتَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بَیْنَ بُرْدَیْكَ وَلِلْاَ رْضِ مِنْكَ وَ ئِیْدٌ فَجَمَعْتَ وَمَنَعْتَ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ قُلْتَ اَتَصَدَّقُ وَاَنّٰی اَوَانُ الصَّدَقَةِ؟))

(تفسیر ابن کثیر' صفحہ ۵۸۱' جلد ۳)

''رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنی ہتھیلی مبارکہ پر تھوکا۔ پھر اس پر انگلی رکھی یعنی اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے آدم کے بیٹے! تو مجھے کیسے عاجز کر سکتا ہے۔ اور میں نے تجھے اسی تھوک جیسی چیز سے پیدا کیا ہے۔ یہاں تک کہ جب میں نے تجھے ٹھیک ٹھاک' درست اور چست کر دیا اور تو ذرا طاقت وقوت کا مالک ہو گیا تو تُو نے مال جمع کرنا شروع کر دیا۔ اور اسے (مسکینوں سے) روکنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ جب تیری موت کے وقت تیرا سانس حلق تک پہنچ گیا تو اب تو نے کہنا شروع کر دیا کہ میں اپنا مال صدقہ کرتا ہوں اور اب صدقے کا وقت کہاں؟''

جب حقیر پانی سے پیدا شدہ انسان نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرنا شروع کر دیا اور اس کے اختیارات کا مذاق اڑایا تو رب السموات والارض نے فرمایا اے ابن آدم! اگر تو اپنی اصلیت پر غور کرتا تو میری قدرت کا کبھی انکار نہ کرتا بلکہ میرا شکر گزار بندہ بن کر زندگی گزارتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقیدہ توحید پر استقامت اور رب تعالیٰ کی قدرت اور اختیارات پر پختہ یقین رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

آخرت کا مذاق

یہی عاص بن وائل جس کی اسلام دشمنی' ضد' ہٹ دھرمی اور عقیدہ آخرت پر اعتراض کی بات ابھی آپ سماعت فرما رہے تھے۔ یہ اور اس کے کئی ساتھی ایسے سرکش اور غی تھے کہ جب کبھی ان کے سامنے آخرت کے عقیدے کی بات کی جاتی تو وہ اس کا مذاق اڑاتے اور اس عقیدے کا صریحاً انکار کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ آپ ﷺ کے ایک صحابی جناب خباب بن ارت رضی اللہ عنہ جو آزاد کردہ غلام' غریب اور مالی لحاظ سے کمزور شخص تھے۔ لوہاروں کا کام کرتے تھے اور تلواریں وغیرہ بناتے تھے۔ انہوں نے قبول اسلام سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبل اسی مغرور اور مشہور کافر "عاص بن وائل" کو تلوار بنا کر دی تھی۔ جس کی مزدوری اس کے ذمہ واجب الادا تھی۔ قبول اسلام کی سعادت حاصل کرنے کے بعد ایک دن جناب خباب بن ارت رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور اس سے اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ مشرکین مکہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسلام سے منحرف کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے اور ہمیشہ کوشش کرتے تھے کہ اسلام کے جانثاروں کو اسلام اور صاحب اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار پر آمادہ کریں۔ چنانچہ جناب خباب رضی اللہ عنہ کے مطالبہ کے جواب میں عاص بن وائل نے کہا۔ لَنْ اَقْضِيَكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ میں تمہارا قرض ہرگز ادا نہ کروں گا۔ ہاں مجھ سے رقم کی وصولی کا ایک طریقہ ہے۔ کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین کا انکار کردو تو مزدوری لے لو وگرنہ مزدوری نہیں ملے گی۔ جناب خباب رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: لَآ اَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يُحْيِيْكَ (مجھے موت تو آسکتی ہے مگر میں محمد کا انکار نہیں کرسکتا اور سنو) تم مر کر دوبارہ زندہ بھی ہو جاؤ تو میں اپنے آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا انکار نہیں کروں گا یعنی قیامت تو آسکتی ہے مگر میں اسلام کا انکاری نہیں ہوسکتا۔ عاص بن وائل نے از راہ مذاق کہا۔ اِنِّي لَمَبْعُوْثٌ بَعْدَ الْمَوْتِ کیا موت کے بعد مجھے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔؟ جناب خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہاں ہر انسان کو رب تعالیٰ کے حضور حساب کیلئے پیش کیا جائے گا۔ اس ظالم نے پھر مذاقاً کہا۔ فَذَرْنِي حَتّٰى اَمُوْتَ ثُمَّ اُبْعَثُ فَسَوْفَ اُوْتٰى مَالًا وَّوَلَدًا فَاَقْضِيَكَ۔ پھر میرے مرنے اور پھر زندہ ہونے کا انتظار کرو۔ وہاں بھی میرے پاس مال و دولت کی فراوانی ہوگی اور میری اولاد بھی ہوگی۔ تو قیامت کے دن میرے پاس آجانا۔ میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ یعنی اس ظالم' کافر' مشرک اور بے ایمان نے بعث بعد الموت۔ مرنے کے بعد اٹھنے کا مذاق اڑایا تو رب العالمین نے اس کافر اور اس کے حواریوں کو ڈانٹتے ہوئے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ ﴾ (مریم:۷۸'۷۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"(اے رسول) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا کہ مجھے (قیامت کے دن) مال اور اولاد ضرور دی جائے گی۔ کیا اس نے غیب کو جھانک کر دیکھ لیا ہے۔ یا اس نے رحمان سے کوئی وعدہ لے لیا ہے؟"

سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیات میں کفار کی اسی ہٹ دھرمی، ضد، مذاق اور انکار کا ذکر فرما کر اس کی تردید اور مذمت بیان فرمائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

درختوں سے آگ

اللہ تعالیٰ نے سورۃ یٰسین میں اپنی قدرت اور طاقت وقوت کو ایک مثال کے ذریعے سمجھاتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ ذات باری تعالیٰ تو وہ ہے۔ جس نے تمہارے لئے سرسبز درختوں سے آگ پیدا فرمائی ہے۔

یہ ایک عام بات ہے کہ پانی اور آگ میں طبعی تضاد اور تفاوت ہے۔ پانی کے نیچے آگ جلائیں تو آگ پانی کو بخارات بنا کر اڑا دیتی ہے اور اگر جلتی ہوئی آگ پر پانی ڈالیں تو آگ بجھ جاتی ہے۔ اس فطری تضاد کے باوجود خالق کائنات نے درختوں میں آگ اور پانی کو یکجا کر دیا ہے۔ درخت ہرے بھرے ہوں تو ان کے پتوں، ٹہنیوں اور تنوں میں خاصی رطوبت اور گیلا پن ہوتا ہے۔ مگر یہی گیلی لکڑی جب کاٹ کر خشک کر لی جاتی ہے تو اس سے آگ جلائی جاتی ہے اور اسی لکڑی سے آگ کے شعلے بھڑکائے جاتے ہیں فرمایا...... جو رب کائنات درختوں سے آگ پیدا کرنے پر قادر ہے۔ کیا اس کیلئے تمہاری بوسیدہ اور بکھری ہڈیوں کو زندہ کرنا مشکل ہے؟ سورۃ یٰسین پڑھئے اور خدا کی قدرت کا اندازہ فرمائیے:

﴿الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ۝﴾

"جس (اللہ رب العزت) نے تمہارے لئے سبز درخت میں آگ رکھ دی ہے پھر تم اس سے اور آگ سلگاتے ہو۔"

بعض علماء تفسیر کا خیال ہے کہ اس آیت مبارکہ میں درختوں سے آگ کی جو بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان کی گئی ہے اس سے مراد عرب کے دو مشہور درخت ہیں جن میں سے ایک کا نام ''المرخ'' اور دوسرے کا نام ''العفار'' ہے۔ اگر ان درختوں کی گیلی ٹہنیاں کاٹ کر آپس میں رگڑی جائیں تو ان سے آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۷۲ جلد ۳)

الغرض اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خشک کو تر کرنا اور تر کو خشک کرنا' زندہ کو مردہ کرنا اور مردہ کو زندہ کرنا۔ میرے لئے کوئی دشوار نہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

آسمان وزمین کا خالق

اگلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کو ایک اور انداز میں سمجھایا ہے۔ فرمایا۔ اللہ تو وہ عظیم الشان ہستی ہے جس نے بلند و بالا آسمان اور وسیع وعریض زمین کو پیدا فرمایا ہے اور ان میں دوسری بے شمار مخلوقات کو پیدا فرمایا ہے ذرا پہاڑوں کی صلابت اور بلندیوں کو تو دیکھو...... ذرا نباتات کا مشاہدہ تو کرو...... ذرا جمادات کی طرف نظر تو کرو ...... ذرا حیوانات کی تخلیق پر غور تو کرو...... اور...... ہاں تم اپنے ہم جنس انسانوں کو ہی ملاحظہ کرو...... اَن گنت اور لا تعداد انسان باوجود ایک آدم کی اولاد ہونے کے' ان کے رنگوں' عادات' قدوقامت اور گفتگو میں خاصا فرق اور اختلاف ہے۔ تو جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو اپنی حکمت سے پیدا فرمایا ہے۔ کیا وہ انسانوں کو مرنے کے بعد اٹھانے اور اپنے سامنے حاضر کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ فرمان ربانی ہے۔

﴿اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰی وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ○﴾

''(اللہ تعالیٰ) جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا۔ کیا وہ ان جیسی مخلوق پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ بے شک (وہ ایسا کرسکتا ہے) اور وہی پیدا فرمانے والا' سب کچھ جاننے والا ہے۔''

اللہ رب العالمین کے انہیں اختیارات' قدرت' حکمت' قوت' طاقت اور علیم وخبیر ہونے کی بناپر پنجابی شاعر نے انسانوں کو مخاطب کر کے بڑی اچھی بات کی ہے کہ ع

سب صفتاں رب خالق تائیں جس نے خلق بنائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوہنا روپ جوانی بخشی پر پیسہ لیانہ کائی
سب دا خالق سب دا والی پالنہار جہانان
باہج حسابوں روزی دیوں جناں تے انساناں
دل دے بھید پوشیدہ جانے وارث غیب خزانہ
لکھ پردے وچ عیب کرے کوئی ویکھے رب یگانہ
مستقبل دیاں خبراں جانے گزریا حال زماناں
دین دنیا دیاں سب مراداں رب تو منگ نادانان

ارادہ الٰہی اور کلمہ کن

سورت یٰسین کی اگلی آیت مقدسہ میں بھی اللہ احکم الحاکمین کی قدرت تامہ اس کے قادر وقدیر ہونے اور اس کے خالق و مالک ہونے کی بات ایک نئے اسلوب سے بتائی اور سمجھائی گئی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ اللہ رب العزت جس کام کا ارادہ فرمالے تو اسے کسی کے مشورے تعاون اور مدد کی قطعاً ضرورت نہیں بلکہ اسکی قدرت کا تو یہ عالم ہے کہ ادھر ارادہ ہوا کلمہ کُنْ کہا......تو وہ چیز فوراً معرض وجود میں آ گئی۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس وقت' جس شکل و صورت' جس وصف کی چیز تخلیق کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس کے حکم سے فوراً وجود میں آ جاتی ہے۔ اور اس کے عدم سے وجود اختیار کرنے میں ذرا بھر بھی تاخیر نہیں ہوتی ارشاد خداوندی ہے:

﴿اِنَّمَا اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۝﴾

''بلاشبہ اس کا حکم تو صرف اتنا ہی ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہتا ہے ''ہوجا'' پس وہ ہوجاتی ہے۔''

جناب ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ مُذْنِبٌ اِلَّا مَنْ عَافَيْتُ فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ اَغْفِرْلَكُمْ وَكُلُّكُمْ فَقِيْرٌ اِلَّا مَنْ اَغْنَيْتُ اِنِّيْ جَوَّادٌ مَاجِدٌ وَاجِدٌ اَفْعَلُ مَا اَشَاءُ...... عَطَائِيْ كَلَامٌ وَعَذَابِيْ كَلَامٌ اِذَا اَرَدْتُ شَيْئًا فَاِنَّمَا اَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ)) (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۸۲' جلد ۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اے میرے بندو! تم سب گنہگار ہو' مگر وہ جسے میں معاف کر دوں۔ پس تم مجھ سے معافی طلب کیا کرو۔ میں تمہیں معاف کر دوں گا اور تم سب فقیر ہو۔ مگر میں جسے غنی کر دوں۔ میں عطاء کرنے والا ہوں۔ بزرگی والا ہوں۔ دینے والا ہوں۔ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں میرا عطاء کرنا بھی صرف کلام (یعنی حکم) ہے اور میرا عذاب کرنا بھی محض کلام (حکم) ہے۔ میں جب کوئی کام کرنا چاہتا ہوں تو اسے صرف کہتا ہوں...... ہو جا...... تو وہ ہو جاتا ہے۔''

سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیت مطہرہ اور اس حدیث قدسی سے یہ بات عیاں ہو گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو تخلیق فرمانا چاہتا ہے تو انسانی مصنوعات کی طرح اسے اس کی قطعاً ضرورت نہیں پڑتی کہ پہلے میٹریل جمع کرے۔ پھر کاریگر بلائے' پھر عرصہ تک وہ چیز تیاری کے مراحل سے گزرتی رہے اور پھر مدت کے بعد وہ معرض وجود میں آئے بلکہ اس کی قدرت' قوت اور شان کا تو یہ حال ہے کہ وہ جب اور جس وقت کوئی چیز پیدا فرمانے کا ارادہ فرما لیتا ہے تو اسے صرف حکم دینا ہی کافی ہوتا ہے کہ ''ہو جا'' اب جس چیز کو یہ حکم ملتا ہے وہ فوراً اس کے حکم مطابق وجود میں آ جاتی ہے۔

اس سے قطعاً لازم نہیں آتا کہ رب تعالیٰ کی تخلیق کردہ چیز فوری ہی ہوتی ہے بلکہ اس کی ہر پیدا کردہ ہر چیز اس کی حکمت' حکم اور مصلحت کے تابع ہے۔ جس چیز کے بارے میں اس کی حکمت' تدریج و مہلت کی ہوتی ہے' وہ اسی تدریج کے ساتھ وجود میں آتی ہے۔ غرض ہر چیز اس کے ارادہ اور ''حکم کُنْ'' کے تابع ہے:

﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۝﴾

''بلاشبہ اس کا حکم تو صرف اتنا ہی ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہتا ہے ''ہو جا'' پس وہ ہو جاتا ہے۔''

کن سے مراد

نبی رحمت' رحمت دو جہاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے رب تعالیٰ کے اس کلمہ ''کن'' کی وضاحت اور تشریح کرتے ہوئے یہ بات ارشاد فرمائی کہ جس طرح کسی بھی کام اور چیز

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے وجود میں آنے کے لئے خدا تعالیٰ کا حکم کُن کافی ہے اسی طرح مردوں کو زندگی بخشنے کیلئے بھی اس کا کلمہ کن ہی کافی ہے جب اللہ تعالیٰ انسانوں کو زندہ کر کے اپنے دربار عالی شان میں حساب کیلئے حاضر کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو ''کن'' کہتے ہی تمام مردے زندہ ہو جائیں گے۔ اس امر کی وضاحت کیلئے نبی ﷺ نے ایک واقعہ بیان فرمایا۔ آپ بھی سرور کائنات ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے بابرکت الفاظ اور ان کا ترجمہ سنئے اور خالق کائنات کی قدرت وطاقت کا اندازہ فرمائیے۔

صحابی رسول جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((ذَكَرَ رَجُلًا فِيمَنْ كَانَ سَلَفَ اَوْقَبْلَكُمْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَّوَلَدًا يَعْنِي اَعْطَاهُ فَلَمَّا حَضَرَ قَالَ لِبَنِيهِ اَيَّ اَبٍ كُنْتُ؟ قَالُوْا خَيْرًا۔ فَاِنَّهٗ لَمْ يَبْتَرِءْ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرًا فَسَّرَهَا قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ وَ اِنْ يَّقْدَمَ عَلَى اللّٰهِ يُعَذِّبْهُ فَانْظُرُوْا فَاِذَا مِتُّ فَاَحْرِقُوْنِي حَتّٰى اِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُوْنِي اَوْقَالَ فَاسْهَكُوْنِي ثُمَّ اِذَا كَانَ رِيْحٌ عَاصِفٌ فَاذْرُوْنِي فِيْهَا فَاَخَذَمَوَا ثِيْقَهُمْ عَلٰى ذَالِكَ وَرَبِّي فَفَعَلُوْا ذَالِكَ فَقَالَ اللّٰهُ ''كُنْ'' فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ۔ فَقَالَ اَيْ عَبْدِي مَاحَمَلَكَ عَلٰى مَافَعَلْتَ قَالَ مَخَافَتَكَ اَوْ فَرَقٌ مِنْكَ۔ فَمَاتَلَافَاهُ اَنْ رَحِمَهٗ)) (صحیح بخاری صفحہ ۹۵۹، جلد ۲)

''آپ ﷺ نے پہلے زمانے کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مال اور اولاد عطاء فرما رکھی تھی۔ جب وہ فوت ہونے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میں تمہارا کیسا باپ تھا یعنی میرا تمہارے ساتھ سلوک کیسا تھا؟ انہوں نے کہا بہت اچھے باپ تھے۔ اس نے کہا کہ میں نے کوئی نیکی اللہ کے ہاں ذخیرہ نہیں کی۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پہنچ گیا تو وہ مجھے ضرور عذاب میں مبتلا کرے گا۔ لہٰذا جب میں مرجاؤں تو تم میری لاش کو جلا دینا۔ جب میں جل کر کوئلہ ہو جاؤں تو ان کوئلوں کو خوب پیس کر باریک کر لینا اور جس دن تیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آندھی اور ہوا چلے تو میری راکھ ہوا اور سمندر میں اڑا دینا۔ اس نے اپنی اولاد سے قسم دے کر یہ عہد لیا کہ وہ میری میت کے ساتھ ضرور یہی سلوک کریں گے۔ پھر وہ دنیا سے رخصت ہو گیا اور موت کے منہ میں چلا گیا تو اس کی اولاد نے اس کی وصیت اور عہد کے مطابق ایسا ہی کیا (کہ لاش کو جلا دیا' کوئلوں کو پیسا اور تیز ہوا کے دن آدھی راکھ کو سمندر میں پھینک دیا اور آدھی کو ہوا میں اڑا دیا) اب اللہ تعالیٰ نے کلمہ ''کن'' کہا تو وہ شخص فوراً زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے سوال کیا اے میرے بندے! تو نے یہ حرکت کیوں کی تھی؟ اس نے عرض کی۔ اے میرے اللہ! میں نے تیرے ڈر اور خوف سے یہ کام کیا تھا۔ رب تعالیٰ نے اس ڈر اور خوف کا یہ انعام دیا کہ اس پر رحم فرما کر اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیا۔'' سبحان اللہ۔

نبی دو جہاں کی اس حدیث میں کئی مسائل بیان کیے گئے ہیں جن کی تشریح اور وضاحت کیلئے خاصا وقت درکار ہے۔ مگر جو بات میں اس وقت سورۃ یٰسین کے ضمن میں عرض کرنا اور آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے اختیارات اور قدرت کی بات ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ''کلمہ کُن'' سے مردوں کو زندہ فرما دیتا ہے۔

یہی آج کی آیت کا موضوع ہے۔ کہ مرنے کے بعد زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی مشکل اور ناممکن نہیں ہے بلکہ اس کا صرف ''کلمہ کن'' کہنا ہی تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کر دے گا۔ اور وہ سب رب العزت کے حضور حاضر ہو جائیں گے۔

وہ سبحان ہے

سورۃ یٰسین کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ کی مزید تین صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔

1. کہ وہ ہر نقص' ہر عیب' ہر خامی' ہر کمزوری۔ اور ہر شریک سے مبرأ منزہ اور پاک ہے اس کی ذات ارفع واعلیٰ ہے۔
2. اس ذات کبریا کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے۔ اس کی قدرت ہمہ گیر' اس کا حکم ہر ادنیٰ واعلیٰ پر جاری وساری ہے ہر چیز اس کے زیریں اور ماتحت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ وہ جو چاہتا ہے' جسے چاہتا ہے' جتنا چاہتا ہے دیتا ہے۔ ہر چیز پر اس کا اختیار ہے۔

④ انجام کار ہر چیز نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے:

﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۝﴾

''پس وہ (اللہ تعالیٰ ہر عیب سے) پاک ہے' جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا۔''

جو ذات بابرکات جملہ عیوب اور نقائص سے پاک ہو اُسے ''سبحان'' کہا جاتا ہے اور یہ صرف اور صرف خالق کائنات اللہ تعالیٰ کی ہی صفت ہے۔ دوسرا کوئی اس کی اس صفت میں شریک و سہیم نہیں ہے قرآن کریم میں جہاں جہاں اللہ رب العالمین کی قدرت کاملہ اور اختیارات واسعہ کا بیان ہوا ہے وہاں لفظ ''سبحان'' استعمال کیا گیا ہے۔ اس وقت میں تفصیل میں جانے کی بجائے محض اشارات پر اکتفا کرتا ہوں اور اگر آپ توجہ فرمائیں تو ان شاء اللہ اشارات ضرور سمجھ آئیں گے۔

① واقعہ معراج کی آیت کا آغاز ''سبحان'' سے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ١)

② فرشتوں کی بے بسی کا اظہار ''سبحان'' سے۔ (سورۃ بقرۃ آیت نمبر ٣٢)

③ رب تعالیٰ کی اولاد سے پاکی کا بیان ''سبحان'' سے۔ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ١١٦)

④ طاقتور جانوروں پر انسان کا مسلط کرنے کا ذکر ''سبحان'' سے۔ (سورۃ زخرف آیت نمبر ١٣)

⑤ حضرت یونس کی دعا کی قبولیت کی خبر ''سبحان'' سے۔ (سورۃ انبیاء آیت نمبر ١٢)

⑥ باغ والوں کا اعتراف خطا ''سبحان'' سے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ١١)

⑦ آپ ﷺ کی بشریت کا تذکرہ ''سبحان'' سے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ٩٣)

⑧ جناب موسیٰ علیہ السلام کی بے ہوشی کے بعد سنبھلنے کا ذکر ''سبحان'' سے۔ (سورۃ اعراف آیت نمبر ١٤٣)

⑨ عرش عظیم کی بلندیوں کا اظہار ''سبحان'' سے۔ (سورت انبیاء آیت نمبر ٢٢)

⑩ اللہ رب العالمین کی ہر چیز پر بادشاہت اور حکمرانی کا بیان ''سبحان'' سے۔ (سورۃ یٰسین آیت نمبر ٨٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

فَسُبْحَانَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

''پس پاک ہے وہ ذات باری تعالیٰ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور تمہیں اسی کی طرف کو لوٹایا جائے گا۔''

آخر میں ہم ''سبحان'' کی عظمت کے بارے میں سرور کونین ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ کا ذکر کر کے بات کو ختم کرتے ہیں۔ مشہور صحابی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

((كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ))

(صحیح بخاری صفحہ ۱۱۲۹ جلد ۲)

''دو کلمے اللہ تعالیٰ کو بڑے محبوب ہیں۔ وہ زبان پر آسان مگر میزان میں بہت بھاری ہیں۔ وہ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ ہیں۔''

نماز اور سبحان

نماز کی ابتدا میں 'سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ' رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ۔ سجدہ میں۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى اور سلام کے بعد ایک مرتبہ نہیں بلکہ ۳۳ بار سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

اگر آپ قرآن کریم کا مطالعہ فرمائیں تو اس عظیم والشان لفظ کی عظمت مزید نکھر کر سامنے آجائے گی۔ مگر اشارات کی زبان میں ہی سمجھئے۔

○ اللہ تعالیٰ کے وعدے کی سچائی کا بیان ہو تو لفظ ''سُبحان'' آئے گا۔

(سورت بنی اسرئیل آیت نمبر ۱۰۸)

○ اللہ تعالیٰ کے شرک ہونے کا بیان آئے تو لفظ ''سُبحان'' آئے گا۔

(سورۃ یوسف آیت نمبر ۱۰۸)

○ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ صبح شام کا بیان ہو تو لفظ ''سُبحان'' آئے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سورۃ روم آیت نمبر ۱۸)

- ہر چیز کے جوڑے کا بیان ہو تو لفظ ''سُبْحَان'' آئے گا۔ (سورۃ یٰسین آیت نمبر ۳۶)
- آسمان و زمین کا ذکر ہو تو لفظ ''سُبْحَان'' آئے گا۔ (سورۃ زخرف آیت نمبر ۸۲)
- اللہ تعالیٰ کی صفات کثیرہ کا ذکر ہو تو لفظ ''سُبْحَان'' آئے گا۔ (سورۃ حشر آیت نمبر ۲۳)
- کائنات کے عبث پیدا نہ کرنے کا ذکر ہو تو لفظ ''سُبْحَان'' آئے گا۔

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۹۱)

- جناب عیسیٰ کی زبانی اعتراف عجز ہو تو لفظ ''سُبْحَان'' آئے گا۔

(سورۃ مائدہ آیت نمبر ۱۱۶)

- اہل جنت کے وسلام کا ذکر ہو تو لفظ ''سُبْحَان'' آئے گا۔ (سورۃ یونس آیت ۱۰)
- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ' طاہرہ' مطہرہ' زاکیہ' مزکیہ کی عفت' عصمت' پاکی اور عظمت کا بیان و اظہار ہو تو لفظ ''سُبْحَان'' آئے گا۔ (سورت نور آیت نمبر ۱۶)

سبحان اللہ' سبحان اللہ

سبحان کی بات چل ہی نکلی ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ سورت یٰسین کے آخر میں آپ کو شاعر اسلام مولانا عبدالرحمن عاجز حفظہ اللہ تعالیٰ کی ایک نظم سنا دوں۔ جس میں انہوں نے بڑے خوبصورت انداز میں اللہ تعالیٰ کی صفات بیان فرمائیں ہیں اور ہر شعر کے آخر میں سبحان اللہ' سبحان اللہ' کہا ہے آپ بھی سنیں اور سبحان اللہ کا وظیفہ اپنائیں۔ فرماتے ہیں

تو ہیں میری شہ رگ سے بھی قریں' سبحان اللہ' سبحان اللہ'
پھر بھی مگر تو پردہ نشیں' سبحان اللہ' سبحان اللہ'
کب اور بھلا' تجھ سا ہے کہیں سبحان اللہ' سبحان اللہ'
کوئی بھی نہیں کوئی بھی نہیں سبحان اللہ' سبحان اللہ'
پانی پہ بچھا یا فرش زمیں سبحان اللہ' سبحان اللہ'
رفعت پہ اٹھا یا عرش بریں' سبحان اللہ' سبحان اللہ'
مکہ ہے جہاں میں بلد امیں سبحان اللہ' سبحان اللہ'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طیبہ ہے زمیں پر خلد بریں سبحان اللہ' سبحان اللہ
پھولوں میں تیری قدرت کی مہک تاروں میں تیری صنعت کی چمک
ہر ذرہ تیرے جلووں کا امیں سبحان اللہ' سبحان اللہ
کچھ مست ہیں اپنی دولت پر کچھ خائف اس کی کثرت پر
کچھ لوگ ہیں خوش کچھ لوگ حزیں' سبحان اللہ' سبحان اللہ
اک بندہ مومن سنتا ہے جس وقت کوئی فرمان نبی ﷺ
خم ہو جاتی ہے اس کی جبیں' سبحان اللہ' سبحان اللہ
اللہ کی باتیں سنتے ہیں اللہ سے باتیں کرتے ہیں
جو پڑھتے ہیں قرآن مبیں' سبحان اللہ' سبحان اللہ
برزخ ہے کہیں' محشر ہے کہیں' جنت ہے کہیں دوزخ ہے کہیں
کچھ منظر غم کچھ نقش حسیں' سبحان اللہ' سبحان اللہ

آخر میں سورۂ یٰسین کی آخری آیت ایک بار پھر سماعت فرمائیں اور اسی پر ہم اس با برکت اور عظیم المرتبت سورۃ کی تشریح و تفسیر مکمل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں فرمان الٰہی ہے:

﴿ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ○ ﴾

''پس پاک ہے وہ (اللہ تعالیٰ) جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف تم سب کو لوٹایا جائے گا۔''

اللہ رب العالمین کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن حکیم کو سمجھنے' اس کی تلاوت کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

www.KitaboSunnat.com
'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد کی تالیفات

170.

حامد اکیڈمی وزیرآباد